سرِّ دلبران

الموسوم

محبوبانِ خدا کے راز

تصنیف لطیف

حضورِ اعلیٰ، عمدۃ الاصفیاء، زبدۃ الاتقیاء، سلطان الاولیآء
فانی فی اللہ، باقی باللہ، حضرتِ مولانا المولوی المفتی الحافظ

خواجہ عبید اللہ الملتانی الچشتی القادری

تقدیم و ترتیب و ترجمہ و تحشیہ

عالمِ باعمل، استاذ العلماء، یادگارِ اسلاف، فقیہ العصر

حضرت علامہ مولانا مفتی میاں محمد عبد الباقی صاحب

دامت برکاتہم العالیہ (زیب سجادہ خانقاہِ عبیدیہ، رحمانیہ ملتان شریف)

ناشر

مکتبہ فیضانِ سنت

نزد پیپل والی مسجد اندرون بوہڑ گیٹ ملتان

0306-7305026

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حضرت خواجہ محمد خدا بخش صاحب ملتانی ثم الخیر پوری رحمۃ اللہ علیہ

کی حیاتِ طیبہ کے روشن اوراق مسمّٰی بہ

سِرِّ دلبراں

الموسوم

محبوبانِ خدا کے راز

حضورِ اعلیٰ، عمدۃ الاصفیاء، زبدۃ الاتقیاء، سلطان الاولیآء

فانی فی اللہ، باقی باللہ، حضرتِ مولانا المولوی المفتی الحافظ

خواجہ عبیداللہ الملتانی الچشتی القادری

تقدیم و ترتیب و ترجمہ و تحشیہ

عالمِ باعمل، استاذ العلماء، یادگارِ اسلاف، فقیہ العصر

حضرت علامہ مولانا مفتی میاں محمد عبدالباقی صاحب

دامت برکاتہم العالیہ (زیب سجادہ خانقاہ عبیدیہ، رحمانیہ ملتان شریف)

ناشر مکتبۂ فیضانِ سنت

نزد پیپل والی مسجد اندرون بوہڑ گیٹ ملتان 0306-7305026

نام کتاب : سرِ دلبراں

مصنف : خواجہ عبید اللہ الملتانی الچشتی القادری نور اللہ مرقدہ

ترجمہ بنام : "محبوبانِ خدا کے راز"

مترجم : حضرت علامہ مولانا مفتی میاں محمد عبد الباقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

پروف ریڈنگ : حضرت مولانا حافظ محمد عبد الاعلیٰ صاحب دامت برکاتہم العالیہ

تسہیل : حافظ محمد ریحان احمد قادری، عطاری

سنِ اشاعت : رمضان المبارک 1434ھ جولائی 2013ء

تعداد : 1100

قیمت : 220 روپے

ملنے کے پتے

○ مکتبہ صراط الاسلام میراجٹاں 0347-5105206
○ مکتبہ قادریہ ○ مسلم کتابوی ○ کرمانوالہ بک شاپ
○ مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور ○ کتب خانہ امام احمد رضا
○ شبیر برادرز ○ نظامیہ کتاب گھر اردو بازار لاہور
○ مکتبہ اہلسنت، جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور ○
○ شمس و قمر بھاٹی گیٹ لاہور ○ مکتبہ رضائے مصطفیٰ چوک دار السلام گوجرانوالہ
○ مکتبہ قادریہ میلاد چوک گوجرانوالہ ○ مکتبہ الفرقان اُردو بازار گوجرانوالہ
○ مکتبہ ضیاء السنہ ملتان ○ فیضان سنت بوہڑ گیٹ ملتان
○ مہریہ کاظمیہ نیو ملتان ○ مکتبہ فریدیہ ساہیوال
○ احمد بک کارپوریشن راولپنڈی
○ جلالیہ صراط مستقیم گجرات ○ رضا بک شاپ گجرات
○ مکتبہ غوثیہ عطاریہ کمیٹی چوک راولپنڈی
○ اسلامک بک کارپوریشن کمیٹی چوک ○ امام احمد رضا ٹرسٹ روڈ راولپنڈی

صراطِ مستقیم پبلیکیشنز 5-6 مرکز الاویس دربار مارکیٹ لاہور
042-37115771-2, 0315 / 0321 -

ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، کراچی، مکتبہ غوثیہ نزد فیضان مدینہ بابل مدینہ کراچی
مکتبہ ضیاء السنہ نزد پیپل والی مسجد اندرون بوہڑ گیٹ ملتان، مکتبہ ضیاء العلوم راولپنڈی
مسلم کتابوی لاہور، فرید بک سٹال اُردو بازار لاہور، مکتبہ مہریہ کاظمیہ نزد انوار العلوم نیو ملتان

فہرست

انتساب

فخر المحبوبین، مراد السالکین، زبدۃ الاولیاء، محبوب اللہ، حضور خواجہء خواجگان

خواجہ محمد خدا بخش صاحب خیر پوری

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وسلطان العلماء، وعمدۃ الاصفیاء، قاطع نجدیت ورافضیت، حضور خواجہء خواجگان

خواجہ عبید اللہ الملتانی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وخاندان والاشان رحمہم اللہ تعالیٰ بالخصوص اپنے مربی فخر المشائخ حضرت خواجہ

مولانا مفتی عبد الودود صاحب

رحمہ اللہ تعالیٰ

واستاذی ووالدی ومربی، فخر الاساتذہ، حضرت مولانا

مفتی محمد عبد المجید صاحب

رحمہ اللہ تعالیٰ

شریک سجادہ نشین ششم خانقاہِ عالیہ، عبیدیہ، رحمانیہ

(بفرمان ووصیت سجادہ نشین پنجم حضرت موصوف مذکورہ رحمہ اللہ تعالیٰ)

جن کی محبتیں شفقتیں اور تربیتیں اور توجہاتِ کاملہ مجھے اس کام کی طرف لائیں

کہ میں اس کارِ عظیم کے لائق ہوا

وَلِلّٰهِ الحَمْدُ وَالشُّكْرُ وَ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَاصَّةِ رُسُلِهٖ وَبَاعِثِ تَخلِيقِهٖ

سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ رَّحْمَةٍ لِّلعٰلَمِينَ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِين

الٰہی! تا بہ ابد آستانِ یار رہے

یہ آسرا ہے غریبوں کا برقرار رہے

محمد عبد الباقی عفی عنہ

ھدیہءتشکّر

"مَن لَّمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ"

"جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کیا اس نے اللہ تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کیا"، محض اسی پر عمل کرتے ہوئے میں ان دو معاونین کا بالخصوص شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جو اس کتاب کی تکمیل میں ہر طرح میرے معاون رہے۔

(۱) میری شفقتوں کا مرکز، میرے دل کا چین، صاحبِ اوصافِ کثیرہ، ولدی الاعز

مولانا حافظ محمد عبد الاعلیٰ صاحب

زید صلاحہ

جن کے شب و روز اس کام کی تکمیل میں میرے ساتھ رہے، حتیٰ کہ میں اس کام کی تکمیل کر سکا، اللہ تعالیٰ ان کو مزید ترقی نصیب فرماوے اور دارین کی سعادتیں عطا فرماوے۔

(۲) دوسری شخصیت جن کا ذکر کر رہا ہوں ان کا نام نامی ہے۔۔۔

حافظ محمد ریحان احمد صاحب

قادری، رضوی، ضیائی، عطاری زید حسن باطنہ

اللہ تعالیٰ جل مجدہٗ ان کو بھی دونوں جہان کی سعادتیں عطا فرماوے اور اس کام میں معاونت کا اجرِ عظیم عطا فرماوے۔

اللہ تعالیٰ جل مجدہ بِحُرْمَةِ حَبِیْبِہٖ میرے ان کلمات کو ان دونوں کے حق میں قبول و منظور فرماوے۔ اللّٰھم آمین بحرمۃ النبی الامین وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم

محمد عبد الباقی عفی عنہ

تقدیم

ابتداء بنامِ یگانہ وَحدَہٗ لا اِلٰہَ اِلّا ھُو جس کا نہ کوئی مثیل ہے اور نہ کوئی قبیل، وہی لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُواً اَحَدٌ اور پھر صلوات وتسلیمات اسی رب کے (کہ وہ خود بے مثیل ہے) اس ذات والا صفات پر (ہوں) کہ جن کا نامِ نامی اُن کی (بے مثل) ذاتِ مقدسہ کی طرح بے مثیل ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ مِیْمِی الْمُلْکِ وَ حَاءِ الرَّحْمَۃِ وَ دَالِ الدَّوَامِ السَّیِّدِ الْکَامِلِ وَ عَلٰی اٰلِہٖ ھُمُ الاَطْھَارُ وَ عَلٰی صَحَابَتِہٖ ھُمُ الاَخْیَارُ وَ عَلٰی اَوْلِیَآءِ اُمَّتِہٖ ھُمُ الاَنْصَارُ

وہی رحمۃ للعالمین ہیں ۔۔۔وہی جو اُس کی طرف سے مختارِ کائنات ہیں۔۔۔وہی جن کی عظمت ورسالت ۔۔۔نبوت وولایت۔۔۔محبوبیت واصالت ۔۔۔کرامت وامامت۔۔۔اُس (رب) کے یہاں اُنہیں کے لئے خاص۔۔۔آدم ہوں یا موسیٰ۔۔۔ ابراہیم ہوں یا عیسیٰ۔۔۔نوح ہوں یا زکریا۔۔۔ نبی ہوں یا رسول۔۔۔اَغیاث ہوں یا اقطاب۔۔۔ابدال ہوں یا اوتاد۔۔۔ملائکہ ہوں یا انسان ۔۔۔جنات ہوں یا حیوانات ۔۔۔نباتات ہوں یا جمادات ۔۔۔یہاں ہو یا وہاں ۔۔۔غرض یہ کہ سب کو انہیں محبوبِ لَمْ یَزَل صَلَّی اللّٰہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ کی ضرورت ہے۔۔۔

بخدا خدا کا یہی ہے در، نہیں اور کوئی مفر مقر
جو وہاں سے ہو یہیں آ کے ہو، جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

(اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہٗ)

حمد وصلوٰۃ کے بعد اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے۔۔۔

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُو اتَّقُو اللّٰہَ وَ ابْتَغُوا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرتے رہا کرو اور اُس کی بارگاہ میں اپنے لئے وسیلہ ڈھونڈو''

اس آیتِ مقدسہ میں وسیلہ سے مراد ذواتِ مقدسہ طاہرہ انبیاء و اولیاء ہوں یا اعمالِ صالحہ، جو کچھ بھی ہو سب حقیقت ہے۔ کسی چیز کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ (اور جب ایسا ہی ہے) تو پھر شیخِ کامل کے دستِ حق پرست کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت کرنا جو کہ اولیاء کاملین کی نظر میں، (حسبِ حال) فرض بھی ہے واجب بھی، سنت بھی ہے مستحب بھی، اِسی آیت سے ثابت و ماخوذ ہے۔

اور وَسِیلَۃ بِالاَعْمَالِ الصَّالِحَۃ بھی شیخ کامل کے بغیر ناممکن نہیں لیکن مشکل ضرور ہے، کیونکہ جسمانی امراض کی طرح روحانی امراض کی تشخیص وعلاج کی بھی ضرورت ہوتی ہے، پھر جیسا کہ جسمانی مرض کی تشخیص یا علاج اپنے بس کی بات نہیں بلکہ کسی ماہر تجربہ کار معالج کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح بعینہٖ روحانی امراض کی تشخیص وعلاج بھی اپنے بس کی بات نہیں، وہاں بھی کسی مردِ کامل کی ضرورت ہے۔

وجہ اس کی یہ ہے کہ بزرگ فرماتے ہیں۔۔۔

''اپنی آنکھ میں اگر شہتیر گھسا ہو وہ نظر نہیں آتا لیکن دوسرے کی آنکھ میں ایک تنکا بھی ہو نظر آجاتا ہے''

یہاں اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ شیخ کامل اپنے نورِ بصیرت سے تیرے دل میں موجود شریعت کی رو سے جو قباحتیں ہوں یا اخلاقی ناشائستگی، اِن کو نکالنے کی بتدریج

کوشش کرے گا اور تمہیں بتائے گا کہ فلاں روحانی بیماری کے لئے نماز (کے مجاہدے) کی ضرورت ہے۔۔۔فلاں روحانی مرض کے لئے روزے (کے مجاہدے) کی۔۔۔ وغیرہ وغیرہ۔اپنی مرضی یہاں بالکل فائدہ نہیں دے گی کیونکہ جب بخار ہوتو دوائی بخار کی ہی دی جاتی ہے، جب ہیضہ وغیرہ ہوتو پھر دوائی بھی اُسی طرح، اوراس کا برعکس اپنی جان کی ہلاکت ہے۔

اسی طرح یہاں بھی وہی صورت ہے کہ نفلی نماز کے مجاہدے کے علاج کی جگہ نفلی روزے کے مجاہدے کا علاج کارگر نہ ہو گا بلکہ معالجِ روحانی جس چیز کو مناسب سمجھے گا اسی طرح علاج کیا جائے گا۔

اسی لئے تو کہا گیا۔۔۔

صحبتِ صالح ترا صالح کند

صحبت طالح ترا طالح کند

"اچھوں کی صحبت تمہیں بھی اچھا کر دیتی ہے اور بروں کی صحبت انسان کو بدبخت و برا کر دیتی ہے"

حدیثِ پاک میں وارد ہے جس کو امام مسلم نے روایت فرمایا ہے، راوی اس کے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔۔۔فرماتے ہیں

"بے شک اللہ تعالیٰ کے نبی مکرم صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: پہلی اُمتوں میں ایک شخص نے ننانوے ناحق قتل کئے (ایک دن) اس نے کسی سے سوال کیا کہ اس وقت روئے زمین پر کون سب سے زیادہ علم رکھتا ہے؟ کہا گیا فلاں راہب (عیسائی مذہب کا زاہد، تارک الدنیا، عبادت گزار) چنانچہ وہ اس راہب کے

پاس پہنچ گیا۔ عرض کی: میں نے ننانوے قتلِ ناحق کئے ہیں کیا میرے لئے توبہ کا کوئی راستہ ہے؟ راہب نے جواب دیا: نہیں، تو اس قاتل نے اس راہب کو بھی قتل کر دیا اور سو کا عدد مکمل کر لیا۔

کچھ عرصہ کے بعد اس نے پھر وہی سوال لوگوں سے کیا کہ اس وقت اہلِ زمین میں کون سب سے بڑا عالم ہے؟۔ اسے بتایا گیا کہ فلاں آدمی اس وقت بہت بڑا عالم ہے۔ اُس نے اُس کی طرف سفر کیا اور جا کر عرض کی: میں نے ناحق سو قتل کئے ہیں کیا میرے لئے کوئی توبہ ہے؟ اُس عالم نے جواب دیا

''جی ہاں! اور کون ہو سکتا ہے کہ تیرے رب اور تیری توبہ کے درمیان رکاوٹ بنے۔ (ہاں البتہ یہ کرنا ہے) کہ فلاں نام کی بستی میں چلا جا! کیونکہ وہاں کچھ لوگ رب کے پیارے ہیں، اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، نیک لوگ ہیں، تو بھی ان کی معیت میں وہاں جا کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اور اپنی بستی کو واپس نہ جانا کیونکہ وہ بری جگہ ہے''

پھر وہ (شخص اُس عالم کی بات مان کر توبہ کے ارادے سے) اس بستی کی طرف چلا حتیٰ کہ جب آدھی مسافت طے کر چکا تو اُسے موت نے آلیا، جب گرنے لگا تو سینے کو (اس بستی کی طرف) ذرا آگے کر کے گرایا (اور جان اپنے مالک کے سپرد کر دی)۔ پھر رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں نے اِس کے بارے میں جھگڑا کیا، رحمت کے فرشتوں کا استدلال یہ تھا کہ یہ توبہ کے ارادے سے اللہ تعالیٰ کی طرف چلا ہے اور عذاب کے فرشتے کہتے تھے اِس نے کبھی کوئی خیر کا کام کیا ہی نہیں، (اسی دوران) ایک فرشتہ انسانی صورت میں ان کے پاس آ پہنچا، انہوں نے اِسے اپنا حَکَم (فیصلہ کرنے والا) مقرر کیا۔

اس نے حکم دیا کہ دونوں جانبوں سے زمین کی پیائش کی جائے، جس طرف کی پیائش کم نکلے اسی پر عمل کیا جاوے (یعنی اسی گروہ میں شمار کیا جائے، اور حقیقت یہ تھی کہ جس طرف سے آ رہا تھا وہ کم تھی بہ نسبت دوسری جانب کے) لیکن اللہ تعالیٰ نے اگلی جانب کو حکم فرمایا کہ تو سمٹ جا اور دوسری جانب کو حکم دیا کہ تو پھیل جا (یعنی لمبی ہو جا) جب پیائش کی گئی تو وہ شخص قریۂ صالحہ کی طرف بہ نسبت دوسری جانب کے ایک بالشت بھر زیادہ قریب تھا (اس لئے) اُسے رحمت کے فرشتے لے گئے"۔

اگر تھوڑا سا غور و فکر کیا جائے تو آج کل کے اختلافاتِ کثیرہ میں حق و باطل کا روزِ روشن کی طرح امتیاز و فرق صرف اسی ایک واقعہ سے معلوم ہو جاتا ہے اور ساتھ ہی اہل اللہ سے بیعت اور طلبِ فیض کرنے کا مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے، کیونکہ جب اہل اللہ کی طرف چل پڑنا ہی "ایک سو ناحق قتل" جیسے گناہ کی معافی کا سبب بن گیا (اور وہ بھی پہلی امتوں میں) تو پھر (اس امت کے) اہل اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر، ہاتھ میں ہاتھ دے کر اِطَاعَةُ اللهِ تَعَالىٰ وَ اِطَاعَةُ الرَّسُول صَلَّى اللّٰهُ تَعَالىٰ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّم کا عہد و پیمان تجدید کرنے کا کیا مقام ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

اِنَّ اللهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُحْسِنُوْنَ

"بے شک اللہ (اپنی رحمت و مدد کے ساتھ) متقی اور نیکوکار لوگوں کے قریب ہے"

نیز فرمایا:

اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ

"بے شک اللہ تعالیٰ کی رحمت نیکوکار لوگوں سے قریب ہے"

اسی لئے اہل اللہ کا دامن ہاتھ میں لیا جاتا ہے، کبھی صرف محبت کی شکل میں، کبھی اُن کی طرف سفر کر کے اور کبھی بیعت سے، وغیرہ وغیرہ۔

''سرِّ دلبراں'' کی خصوصیات:

''سرِّ دلبراں'' جو کہ حضورِ اعلیٰ، عمدۃ الاصفیاء، زبدۃ الاتقیاء، سلطان الاولیاء، فانی فی اللہ، باقی باللہ، حضرت مولانا مولوی خواجہ ءخواجگان عبید اللہ الملتانی الچشتی القادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جانشینِ محبوب الالٰہ، عمدۃ الصلحاء، رئیس العلماء، فخر العاشقین، حریق المحبت، یگانہ ءسلسلہ ءعالیہ، خواجہ ءخواجگان مولانا مولوی خدا بخش صاحب ملتانی ثم الخیر پوری) کی تصنیف لطیف ہے، اِسی تعلق کو جو کہ شیخ (پیر) اور مرید کے درمیان ہوتا ہے کو مضبوط سے مضبوط تر بنانے کے لئے ایک کامل راہنما کی حیثیت رکھتی ہے، کیونکہ اِس میں ایسی دو ہستیوں (شیخ المشائخ، سراج الواصلین، فخر العاشقین، سند العارفین، محبوب اللہ، حضرتِ خواجہ محمد خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ (بطورِ شیخ کامل) اور حضورِ اعلیٰ، عمدۃ الاصفیاء، زبدۃ الاتقیاء، سلطان الاولیآء، فانی فی اللہ، باقی باللہ، حضرتِ مولٰنا المولوی المفتی الحافظ خواجہ عبید اللہ الملتانی الچشتی القادری نور اللہ مرقدہٗ (بطورِ مرید کامل)) کے تعلق کا ذکر ہے جو کہ ولایت کی دنیا میں نامور اور اپنی نظیر آپ ہیں، جو کچھ اس میں ذکر ہوا اُن کا حال ہے نہ کہ محض قال۔

حضورِ اعلیٰ، فانی فی اللہ، باقی باللہ، حضرت مولانا مولوی خواجہ عبید اللہ الملتانی الچشتی القادری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے ابتدائیہ میں تحریر فرماتے ہیں:

''یہ چند اوراق ہیں جن میں اُن پاکیزہ معطرات ۔۔۔ اور ستھری مہکوں ۔۔۔ اور نور دار لاٹوں ۔۔۔ اور انتخاب شدہ جامع کلمات ۔۔۔ اور اقتباس شدہ برقوں ۔۔۔ اور گزارش کی گئی چمکوں ۔۔۔ اور نچھاور کی گئی کرامتوں کی فتوحات

۔۔۔اور ہدایت کے خوشبودار جھونکوں۔۔۔اور معرفت وعرفان کی بارانِ رحمت کی چھینٹوں۔۔۔اور آنکھوں کو نورعطاء کرنیوالی روشنیوں کا ذکر و بیان ہے۔۔۔جن کو میں نے اللہ کے نورِ جمال کا مظہر۔۔۔نظامِ تجلیات کلیمی کے فخر۔۔۔بے انتہا تجلیات کے منبع۔۔۔(بہت سارے القابات ذکر کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں) ابوالحسن الخرقانی الثانی، المولوی خواجہ خدا بخش الملتانی نور اللہ مرقدہ وَبَرَّدَ مَضْجَعَہ سے (شمیدم و دیدم وشنیدم وکشیدم) دیکھا، سنا، سونگھا اور حاصل کیا"۔

چنانچہ اس کتاب میں محبوب اللہ، حضرتِ خواجہ محمد خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت کی جھلکیاں بھی ہیں اور کمالات وملفوظات کا بیان بھی، آپ کے علمی مقام کا بیان بھی ہے اور روحانی مقام کا بیان بھی، اور یہ کتاب آپ کی سیرت پر اولین ماخذ کی حیثیت بھی رکھتی ہے۔

پیشِ نظر ترجمہ ایک قدیم مطبوعہ نسخے کو سامنے رکھ کر کیا گیا ہے جو کہ ۱۳۲۴ھ (1906ء) میں "اسلامی تجارتی کتب خانہ" اندرون بوہڑ گیٹ ملتان سے شائع ہوا۔

اصل کتاب کے ترجمے سے پہلے مصنف کتاب ہٰذا حضور فانی فی اللہ، باقی باللہ حضرتِ خواجہ عبید اللہ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے مرشدِ کریم، شیخ المشائخ، سراج الواصلین، فخر العاشقین، سند العارفین، محبوب اللہ حضرت خواجہ محمد خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے مرشدِ کریم شیخ المشائخ، غیاث العاشقین، سند الکاملین، محبّ اللہ بالکمال، خواجہ خواجگان حضرتِ سیدنا حافظ محمد جمال اللہ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کے مرشدِ گرامی حضرتِ شیخ المشائخ، قدوۃ الاولیاء، شمس العرفاء، محبوب

الالہ، خواجہ خواجگان، قبلہء عالمیان، حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مختصر حالات بھی اس کتاب کی زینت ہیں کیونکہ اس کتاب میں بار ہا ان ہستیوں کا ذکرِ خیر ہوا ہے لہٰذا قارئین کی سہولت کے لئے یہ قدم اٹھایا گیا ہے جس سے اس کتاب کی افادیت میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔

آخر میں اصل فارسی کتاب بھی جدید کمپوزنگ کے ساتھ شاملِ اشاعت کر دی گئی ہے تا کہ اہلِ علم و ذوق حضرات اس سے حظِ وافر اٹھا سکیں اور یہ سرمایہ آنے والی نسلوں تک اصل شکل میں منتقل ہو سکے۔

اُمید ہے قارئین کے لئے یہ کتاب ایک بیش بہا علمی خزانہ ثابت ہو گی قارئین سے ملتجی ہوں کہ اس فقیر بے بضاعت کے لئے دعا فرماویں کہ اللہ جل مجدہٗ مجھے اپنے جدامجد حضور فانی فی اللہ، باقی باللہ حضرتِ خواجہ عبید اللہ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دیگر تصانیف جو کہ ابھی تک قلمی نسخوں کی صورت میں موجود ہیں کو منظر عام پر لانے کی سعادت عطا فرماوے، ایک اور کتاب ”ردُّ الضالّین“ پر کام جاری ہے دُعا فرمائیں کہ اللہ جل مجدہٗ وہ بھی جلد پایہء تکمیل تک پہنچائے۔

اللّٰھم آمین بحرمة النبی الامین وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم

واللّٰہُ الموفق وھو الھادی جل شانہٗ واللہ تعالی و رسولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اعلم بالصواب والسلام علی من اتبع الھدی

اللّٰھم تقبل منا انک انت السمیع العلیم و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ

خیر خلقه و نور عرشه و زینت فرشه سیدنا و نبینا محمد وآله و صحبه اجمعین و بارک و سلم فی کل لمحة عدد ذرات الوجود الف الف مرة۔

حرّرہٗ الفقیر لَابَل خادم الفقراء ومحبهم

محمد عبدالباقی عفی عنه

خادمِ خانقاہ عبیدیہ رحمانیہ ومسجدِ رحمانیہ

محلّہ قدیرآباد ملتان شریف

۱۷ ربیع الاول ۱۴۳۴ھ

حالاتِ مبارکہ

شیخ المشائخ، قدوۃ الاولیاء، شمس العرفاء، محبوب الالٰہ، خواجہء خواجگان، قبلہٗ عالمیان، حضرتِ سیدنا ومولانا

خواجہ نور محمد مہاروی صاحب

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نام ونسب:

حضرتِ خواجہء خواجگان، قبلہٗ عالمیان سیدنا ومولانا نور محمد مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت 14 رمضان المبارک 1142ھ میں ہوئی۔

آپ کا نام ہُٹھل رکھا گیا اور آپ کے والدِ مکرم کا نام ہندال بن تاتار بن فتح محمد بن محمود بن عزیز تھا۔ آپ مشہور بااثر قوم کھرل سے تعلق رکھتے تھے۔

آپ کے کمالات کی وجہ سے آپ کے مرشدِ کریم، فخر الاولین والآخرین، محبِّ النبی، حضرتِ مولانا محمد فخر الدین فخر جہاں دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو ''نور محمد'' کے پیارے لقب سے نوازا، اور یہی نام عرفِ عام میں مشہور ہے۔

چونکہ آنجناب قبلہٗ حاجات وکعبہٗ مرادات تھے اس لئے خواص وعوام میں ''قبلہٗ عالم'' کے لقب سے مشہور ہوئے۔

آپ کی پیدائش سے قبل آپ کی ولایت کی بشارتیں:

روایت ہے کہ:

آپ کی والدہ محترمہ اپنی نوعمری کی حالت میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ جال کے درخت کے نیچے کھیل رہی تھیں کہ اچانک درخت کے تنے سے ایک بزرگ

نمودار ہوئے اور فرمایا کہ اس بچی کی کوکھ میں ایک انمول موتی جگ مگا رہا ہے۔

دوسری روایت یہ ہے کہ:

آپ کی والدہ محترمہ صاحبہ شادی سے پہلے جب اپنے خاندان کے ساتھ قصبہ ''پھولرہ'' میں رہتی تھیں تو وہاں ایک صاحبِ کمال بزرگ شیخ فتح محمد دریا رحمہ اللہ تعالیٰ (جو کہ حضرتِ مخدوم جہانیاں جہاں گشت رضی اللہ عنہ کے خلیفہ حضرتِ شیخ عبداللہ جہانیاں نیکوکارہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے آستان پر جانشین تھے) اس قصبہ میں تشریف لائے اور موصوفہ بی بی صاحبہ کے خاندان میں قیام فرمایا۔

اتفاقاً ایک مرتبہ جب اُن کی نگاہ بی بی صاحبہ پر پڑی جو اُس وقت بہت چھوٹی عمر میں تھیں تو اُن کی طرف ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے لگے، جس کو بی بی صاحبہ کے خاندان والوں نے محسوس کیا۔ جب آپ نے اُن کی صورتِ حال پر واقفیت پائی تو رشاد فرمایا کہ میری نظر اس بی بی کے چہرہ پر نہیں بلکہ اس کے بطنِ طاہرہ سے پیدا ہونے والے اُس ''انمول موتی'' پر ہے جو کہ اپنے دور کا ''قطب'' کہلائے گا۔

پاکیزہ بچپن:

آپ کی پیدائش چونکہ ماہِ رمضان المبارک میں ہوئی تھی اس لئے آپ کا شیرخوارگی میں یہ معمول تھا کہ دن کو والدہ صاحبہ کا دودھ نہ پیتے بلکہ رات کو نوش فرماتے دن کو اگر آپ کی والدہ صاحبہ دودھ دینے کی کوشش فرماتیں بھی تو آپ منہ پھیر کر رونے لگتے۔

اتفاقاً اُنہیں دنوں حضرتِ میاں احمد علی صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (جو کہ ایک صاحب کرامت بزرگ تھے) آپ کے وطن مہار شریف میں اپنے ایک عقیدت مند میاں

محمد مسعود مہاروی کے گھر تشریف لائے، لوگ ان کی زیارت کے لئے بکثرت آرہے تھے کہ اُنہیں میں حضور قبلہ عالم رضی اللہ عنہ کی دادی صاحبہ بھی اپنے معصوم پوتے کے ساتھ زیارت اور دعا کے لئے تشریف لائیں اور عرض کی ''حضور! اِس بچے کے لئے تعویذ عنایت فرمائیں''

میاں احمد علی صاحب نے فرمایا:

''مائی صاحبہ! یہ بچہ کوئی عام بچہ نہیں بلکہ دینِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا پاسبان اور اسے عام کرنے کا سبب بننے والا ہے، اسے کسی تعویذ کی حاجت نہیں بلکہ یہ تو ہماری مصیبتوں کے دفیعہ کا سبب بننے والا ہے، اسی لئے تو یہ رمضان شریف میں دن کو روزہ سے ہوتا ہے''

سلسلۂ تعلیم:

جب آپ کی عمر شریف پانچ سال کی ہوئی تو آپ کے والدِ محترم نے آپ کو کلامِ پاک حفظ کروانے کے سلسلے میں میاں مسعود جیو صاحب کے مدرسہ میں داخل کرایا۔ میاں احمد علی صاحب (جن کا ذکرِ خیر پیچھے گزرا) معمول کے مطابق ایک روز اس حجرے (کمرے) میں تشریف لائے جس میں حضرت قبلہء عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسرے بچوں کے ہمراہ قرآن مجید پڑھ رہے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ:

''ایک دن آئے گا کہ شاہانِ وقت اس بچے کے سامنے سرِ تسلیم خم کریں گے اور پورا خاندان آپ کی وجہ سے شہرت ووقار حاصل کرے گا''

جب استاد صاحب محترم نے یہ بات سنی تو فرمانے لگے میاں صاحب! آپ بھی کوئی عجیب آدمی ہیں کیا یہی ہندال (آپ کے والد کا نام) کا بیٹا وقت کا غوث

ہوگا؟ آپ نے فرمایا:

"تمہیں معلوم نہیں آگے چل کے یہی بچہ تیری میری سب کی عزت بنے گا"

کلام اللہ شریف حفظ کر لینے کے بعد آپ نے دیگر دینی علوم پڑھنے شروع فرمائے، کچھ عرصہ تک اپنے وطن میں یہ سلسلہ شروع کیا پھر چند مجبوریوں کی وجہ سے دوسرے شہروں اور قصبوں سے علم حاصل کرتے ہوئے ڈیرہ غازی خان ایک صاحبِ علم سے کچھ عرصہ استفادہ فرماتے رہے، پھر وہاں سے حضرتِ خواجہ محکم الدین سیرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہمراہ لاہور تشریف لے گئے۔ دونوں حضرات کا مقصد حصول علم ہی تھا، کھانے کا چونکہ کوئی انتظام نہ تھا اس لئے ان دونوں حضرات کو بعض اوقات سوال بھی کرنا پڑتا۔

اتفاق سے ایک رات طوفان کی سی حالت تھی، تیز آندھی اور بہت بارش، یہ دونوں حضرات کسی گلی سے گزر فرما رہے تھے کہ قبلہء عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قدم پھسل گیا۔ اِس قابلِ رحم حالت سے آپ کو بہت دھچکا لگا، اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ:

"اے میرے مولا! اس گداگری کے عذاب سے ہمیں نجات عطا فرما!"

اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس التجا کو شرفِ قبولیت عطا فرمایا پھر کبھی آپ کو سوال کی ضرورت پیش نہیں آئی۔

"خلاصۃ الفوائد" میں لکھا ہے کہ آپ میاں محمد قائم کے ہمراہ حصولِ علم کے لئے دہلی بھی تشریف لے گئے تھے، پھر میاں محمد قائم تو پورَب (دریائے گنگا کا مشرقی علاقہ) کی جانب چلے گئے لیکن آپ نے وہیں دہلی میں قیام فرمایا اور مولانا میاں محمد برخوردار صاحب کے پاس "قطبی" کا سبق پڑھنا شروع فرما دیا۔

بیعت وخلافت:

انہی ایام میں حضرت شیخ المشائخ، فخر الاولین والآخرین، محبّ النبی، حضرت مولانا محمد فخر الدین اورنگ آبادی ثم الدھلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اورنگ آباد سے آ کر دہلی میں قیام پذیر ہوئے اور آپ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر علوم حاصل کرنے لگے۔

اسی دوران آپ اُن کی بیعت سے بھی سرفراز ہوئے اور مرشدِ کریم کے کہنے پر ظاہری علوم کا تعلم (پڑھنا) ترک فرما کر اُنہیں کے حکم سے سلوک کی منزلیں طے کرنے لگے اور دن بہ دن مرشدِ کریم کی نگاہِ شفقت کا مرکز بن گئے۔

جب حاسدین نے یہ عنایات مشاہدہ کیں تو وہ آپ سے حسد کرنے لگے، حتیٰ کہ اُنہوں نے ایک دن حضرت مرشدِ کریم کی خدمت میں عرض کر دی کہ ''حضور! یہ کھرل قوم کا فرد جو آپ کی خدمت میں رہتا ہے یہ پنجابی ہے اور یہ لوگ کچھ اچھی شہرت نہیں رکھتے، اِن کے آباؤ اجداد میں ایک آدمی مرزا کھرل نامی نے قصبہ جھنگ کے ایک زمیندار کی لڑکی اغواء کر لی تھی، پھر راستہ میں سیال قوم کے لوگ پہنچ گئے اور انہوں نے اسے قتل کر دیا، لہٰذا ایسی غلط شہرت رکھنے والے لوگوں کا آپ کی خدمت میں رہنا مناسب نہیں'' ان کی یہ بات سن کر آپ نے تبسم فرماتے ہوئے یہ جواب دیا کہ ''مرزا کھرل تو ایک عورت لے گیا تھا لیکن یہ ہمارا پنجابی سارے جہان کو لے جائے گا''۔ سب لوگ یہ سن کر از حد شرمندہ ہوئے۔

آپ نے تقریباً پینتیس سال کا عرصہ مرشدِ کریم کی بارگاہ میں گزارا اور مرشدِ کریم کی خلافتِ عظمیٰ سے بھی سرفراز ہوئے اور بہت عرصہ تک آپ ایک جہان کو اپنے فیضان سے سیراب کرتے رہے۔

کرامات:

آپ سے بے شمار کرامات کا ظہور ہوا اور یہ کرامات بھٹکے ہوئے لوگوں کی ہدایت کا سبب بنیں۔

چنانچہ ایک مرتبہ آپ خواجۂ بزرگ، قطبُ المشائخ، غوث العارفین، سند الموحدین، نائبِ سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، حضرتِ خواجہ سیدنا معین الدین حسن سنجری ثم الاجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرسِ مبارک پر اجمیر شریف تشریف لے گئے۔

جب عرس شروع ہوا تو حسبِ معمول روزانہ محفلِ سماع منعقد کی جاتی لیکن محفل سونی سونی سی رہتی، ذوق و وجد کی حالت سے ہر شخص محروم تھا۔

صلحاء و عرفاء نے مشورہ کیا کہ اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے کہ امسال خلافِ معمول ذوق نہیں ہے۔ آخرِ کار پتہ چلا کہ کسی نے جادو کر دیا ہے۔

پنجاب سے میاں معصوم علی شاہ صاحب جو حضور قبلہء عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاص غلام تھے اور اہلِ پنجاب کی طرف سے خدمت وطلبِ دعا کے لئے تشریف لائے تھے، انہوں نے دیوان صاحب کی خدمت میں جا کر عرض کی کہ حضرت مولانا فخر الدین دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلفاء میں سے حضرت قبلہء عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے ہوئے ہیں ان سے اس کا کوئی حل پوچھنا چاہئے۔

چنانچہ سب افراد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ "حضور! اتنی اتنی عظیم ہستیاں تشریف لائی ہوئی ہیں لیکن ذوق و وجد کی حالت کسی پر وارد نہیں ہو رہی ہو سکتا ہے کسی نے جادو کر دیا ہو، درخواست ہے کہ آپ محفل میں تشریف لا کر توجہ فرمائیں تا کہ یہ بے کیفی ختم ہو" چنانچہ آپ اُن کے کہنے پر تشریف لائے، دیکھا کہ

محفل میں ایک جوگی بیٹھا ہوا ہے جس نے یہ عمل کیا ہے آپ نے جب توجہ فرمائی تو اس جادوگر کا سارا عمل ختم ہوگیا اور محفل کے تمام شرکاء وجد کرنے لگے۔

جوگی آپ کی اس عظمت کو دیکھ کر فوراً مسلمان ہوگیا اور دیگر بہت سے ہندو بھی دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے الحمدللہ!

وصال:

آپ کا وصال ۳ ذی الحجہ ۱۲۰۵ھ کو بروز جمعرات صبح کے وقت ہوا، آپ کا مزارِ پرانوار ''چشتیاں شریف'' ''بستی'' ''تاج سرور'' (رحمہ اللہ تعالیٰ) میں مرجعِ خلائق ہے۔

اگر کسی نے آپ کے تفصیلی حالات سے آگاہی حاصل کرنی ہو تو ''گلشنِ ابرار'' اور ''مخزنِ چشت'' کا مطالعہ کرے۔ یہاں صرف تعارف ہی مقصود تھا۔

(ماخوذ از ''مخزنِ چشت'' مطبوعہ چشتیہ اکیڈمی فیصل آباد)

حالاتِ مبارکہ

شیخ المشائخ، غیاث العاشقین، سند الکاملین، محبّ اللہ بالکمال، خواجہ خواجگان، حضرت سیدنا

خواجہ حافظ محمد جمال اللہ ملتانی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نام ونسب:

آپ کا اسمِ گرامی حضرت محمد جمال رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے اور آپ کے والد مکرم کا نام محمد یوسف اور آپ کے دادا کا نام حافظ عبدالرشید تھا۔ آپ کا اصلی وطن ''آوان قار'' تھا اور آپ کی ذات آوان (المشہور راعوان) تھی۔

آپ کے دادا ''آوان قار'' کے علاقے سے ہجرت کر کے ملتان شریف تشریف لائے اور قلعہ کہنہ ملتان شریف کی شرقی جانب قیام فرمایا۔

سلسلہء تعلیم:

آپ نے قرآنِ مجید حفظ کرنے کے بعد علومِ دینیہ کی تحصیل کی طرف توجہ کی اور درجہ ءکمال کو پہنچے، انتہائی ذہین اور ذکی الطبع تھے، چنانچہ آپ سے اگلی کلاس کے طلباء کو بھی آپ سے مباحثہ کی جرأت نہیں ہوتی تھی۔

بیعت وخلافت:

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جب آپ کی توجہ مالکِ حقیقی کی طرف مبذول ہوئی تو آپ کے دل میں کسی ولی اللہ کے ہاتھ پر بیعت ہونے کا شوق پیدا ہوا، لہٰذا آپ ہر ماہ کی چودہ تاریخ کو شیخ الاسلام والمسلمین حضرتِ شاہ رکن الدین والعالم سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر حاضری دیتے اور ساری رات اعتکاف میں

گزارتے، زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ شیخ الاسلام حضرتِ شاہ رکن عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو حضرتِ قدوۃ الاولیاء، شمس العرفاء، خواجہءِ خواجگان، حضرتِ قبلہءِ عالم خواجہ نور محمد مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شبیہِ مبارک خواب میں دکھاتے ہوئے فرمایا کہ:

''یہ ''نور محمد'' ہیں اور مہار شریف میں قیام پذیر ہیں، اِن کی خدمت میں حاضری دو اور اِنہیں کے ہاتھ پر بیعت کرلو''۔

جونہی آپ نیند سے بیدار ہوئے فوراً مہار شریف کی طرف روانہ ہو گئے۔ جب آپ حضرت قبلہءِ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے کچھ قدم آگے چل کے حضرت حافظ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا استقبال فرمایا اور پوچھا آپ کہاں سے آئے ہیں؟ اور آپ کا وطن کہاں ہے؟ آپ نے عرض کی حضور! میرا وطن ملتان ہے اور میں آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہونے کی غرض سے آیا ہوں، چنانچہ حضور قبلہءِ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو بیعت سے سرفراز فرمایا۔

اس کے بعد حضرت حافظ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرشدِ پاک کے ارشادات کی روشنی میں ریاضت وعبادت میں مشغول رہے۔ عرصہءِ دراز تک سفر وحضر میں اپنے شیخ کے ساتھ رہے حتیٰ کہ معرفت کے درجاتِ اعلیٰ پر پہنچے۔

مرشد کی عنایات:

''اسرار کمالیہ'' میں خود حضرت حافظ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل ہے، فرماتے ہیں:

''ایک بار اجمیر شریف کے سفر میں میرے جوتے پرانے تھے اور چلنے میں دقت ہوتی تھی کہ اچانک ایک آدمی نے حضور قبلہءِ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں

نئے جوتے پیش کئے تو میں نے سوچا کہ کیا ہی اچھا ہو کہ حضور اپنے پرانے جوتے مجھے عنایت فرمادیں اور خود نئے جوتے زیبِ پا فرمالیں، لیکن آپ نے وہ جوتے ایک اور خادم کو عنایت فرمادیئے، میں نے سوچا اس میں بھی کوئی حکمت ہوگی۔

جب سفر ختم ہوا اور آپ اپنے دولت سرائے پر پہنچے تو آپ نے کپڑوں کا ایک نیا جوڑا مرحمت فرمایا اور ساتھ ہی گھوڑا جس پر آپ سوار تھے وہ بھی عنایت فرمایا نیز باطنی نعمتوں سے مالا مال فرما کر حکم فرمایا کہ "اب آپ ملتان چلے جاؤ"۔

روایت ہے کہ:

ایک بار بہت سے لوگ حضور قبلہء عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بغرضِ زیارت جمع ہوگئے، آپ نے لانگری غلام رسول سے دریافت فرمایا کہ ان سب نے کھانا کھالیا ہے؟ غلام رسول نے عرض کی "حضور! سب نے کھالیا ہے مگر حضرت حافظ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابھی تک تناول نہیں فرمایا" آپ نے فرمایا: "عجیب بات ہے کہ جو شخص پورے فقر (درویشی) کا بوجھ اٹھانے آیا ہے تم نے اس کو ابھی تک کھانا ہی نہیں دیا"۔

چند علمی نکات:

سیدُ زاہد شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ بیان فرماتے ہیں کہ:

ایک روز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قرآن مجید کی آیۃِ کریمہ "وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا" کے دو مفہوم ہیں ایک ظاہری ایک باطنی۔

ظاہری مطلب یہ ہے کہ جو شخص کسی سے زیادتی کرے اُسی قدر زیادتی اُس

کے ساتھ کی جائے اور باطنی مطلب جس کو اہلُ اللہ مراد لیتے ہیں یہ ہے کہ بدی کے بدلے بدی کرنا گناہ ہے، بلکہ بدی کرنے والے کو معاف کر دینا چاہئے۔

ایک دن آپ دسترخوان پر بیٹھے کھانا تناول فرما رہے تھے کہ اسی دوران آپ نے حاضرینْ سے سوال فرمایا کہ حدیث شریف میں آتا ہے ''لِکُلِّ شَیءٍ سِترٌ وَلِلطَّعَامِ اَستَارٌ'' (ہر چیز کا ایک پردہ ہے اور طعام کے لئے کئی پردے ہیں) اس کا مطلب کیا ہوگا؟ انہوں نے عرض کی ''کھانے کے وقت نظر غیر سے مکمل پردہ کرنا چاہئے''۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ کھانا جب سامنے آئے تو اعتراض وتنقید کی نظر سے اسے پردہ میں رکھا جائے یعنی جو کچھ بھی ہو خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اسے تناول کرنا چاہئے۔

ایک دن آپ نے بطورِ خوش طبعی مجھ (سید زاہد شاہ صاحب) سے دریافت فرمایا کہ اس مصرع کا مطلب کیا ہوگا ''وَضو را درِ وضو کردہ وُضو کن'' میں نے عرض کی حضور! آپ ہی ارشاد فرمائیں، آپ نے فرمایا: ''پہلے لفظ ''وَضو'' واؤ پر زبر ہے مراد وضو کا پانی اور دوسرے لفظِ ''وِضو'' کے نیچے زیر ہے، اس سے مراد وضو کا برتن اور تیسرے لفظِ ''وُضو'' کی واؤ پر پیش ہے، اس سے مراد وضو کرنا ہے۔ یعنی وضو کا پانی وضو کے برتن میں لے کر وضو کرو۔

اسی موقع پر آپ نے یہ بھی فرمایا ''اَلوُضُوءُ سِلَاحُ المُؤمِنِین'' (وضو مؤمنوں کا اسلحہ ہے) آپ نے فرمایا ہمیشہ باوضو رہنے سے مصائب اور تنگیء رزق قریب نہیں پھٹکتی۔

آپ کے معمولات:

آپ کا معمول تھا کہ ظہر و عشاء کے وضو کے بعد فوراً کنگھی فرمایا کرتے تھے اس طرح کہ پہلے دائیں ابرو پر، پھر بائیں پر، اس کے بعد داڑھی کی دائیں جانب پھر بائیں جانب، پھر درمیان میں کنگھی فرماتے اور اسی دوران سورۃ ''الم نشرح'' پڑھتے اور فرمایا کرتے کہ اس عمل سے رزق میں وسعت اور قرض کی ادائیگی آسان ہو جاتی ہے، حدیث شریف میں اس کی وضاحت ہے۔

نیز آپ وضو میں مسواک ضرور فرماتے اور ساتھ ہی فرماتے لا وُضُوءَ لِمَنْ لَّا سِوَاکَ لَهٗ جو شخص مسواک نہیں کرتا اس کا وضو مکمل نہیں ہوتا۔

خلافت واجازت:

روایت ہے کہ:

جب حضور قبلہء عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرتِ محبّ اللہ بالکمال حافظ جمال صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلافت سے نواز اور آپ کو ملتان شریف جانے کا حکم دیا تو حضرت حافظ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کی حضور! وہاں حضرت غوث العالمین غوث بہاؤالدین زکریا ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکمل راج ہے، اگر کوئی اور سلسلہ والا ملتان میں اپنا مرکز بنانا چاہے تو آپ اُسے پسند نہیں فرماتے۔

حضور قبلہء عالم مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: حافظ صاحب! ایک رات صبر فرمالیں۔

صبح کو آپ نے ارشاد فرمایا:

''آج کی رات حضرت محب النبی، مولانا فخر الدین دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ملتان ہم کو لے کر دے دیا ہے، آپ جائیں اور حضرت غوث العالمین حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار شریف ہی میں بیعت کریں وہ اب آپ کو نہیں روکیں گے“

کرامت:

روایت ہے کہ ایک بار آپ کے کسی دوستدار نے آپ کے آستانے پر رات گزارنے کا ارادہ کیا، صرف اس لئے تا کہ دیکھے کہ آپ کے رات کے معمولات کیا ہیں، وہ فرماتے ہیں:

جب آدھی رات ہوئی تو آپ اپنی دولت سرائے سے باہر تشریف لائے اور قلعہ کہنہ کی طرف روانہ ہوئے، وہ بھی چپکے چپکے آپ کے پیچھے چلتا رہا، آپ سیدھے حضرت شیخ الاسلام والمسلمین، غوث العالمین حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار شریف پر تشریف لائے، دربار شریف کا دروازہ اُس وقت بند تھا، جوں ہی آپ دروازے کے قریب ہوئے تالا خود بخود کھل گیا اور آپ اندر تشریف لے گئے، کچھ دیر بعد واپس تشریف لائے اور شیخ الاسلام والمسلمین حضرتِ شاہ رکنُ الدین والعالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دربار شریف کی طرف چل دیئے، وہاں بھی عین اُسی طرح کی صورت پیش آئی، پھر جب آپ اپنے معمولات مکمل فرمانے کے بعد اپنے دولت کدہ کی طرف روانہ ہوئے تو میں عقیدت کے مارے چپ نہ رہ سکا اور آپ کے قدموں میں گر پڑا، آپ نے جوں ہی مجھے دیکھا تو فرمایا: تو یہاں کیسے؟ اگر تو نے سب کچھ دیکھا ہے تو وعدہ کر کسی کو نہیں بتلائے گا پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد

اُس نے اِس کا اظہار کیا۔

وصال:

"اسرارِ کمالیہ" (جو کہ آپ کے حالات و واقعات پر حضرت سید زاہد شاہ صاحب کی تالیف ہے) میں لکھا ہے کہ آپ کو مرضِ وفات میں صفراوی بخار تھا، آٹھ دن تک مسجد میں تشریف لے جاتے رہے، لیکن بعد میں تکلیف کی شدت کی وجہ سے آپ مسجد نہیں جا سکے، رفتہ رفتہ مرض زور پکڑتا گیا حتیٰ کہ ۵ جمادی الاول ۱۲۲۶ھ میں آپ کا وصال ملتان شریف میں ہوا، نمازِ جنازہ کی امامت آپ کے خلیفہ حضرت محبوب اللہ، خواجہ محمد خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمائی، اسکے بعد آپ کو آپ کے حجرہء خاص میں دفن کیا گیا۔

بعد ازاں قل خوانی کے موقع پر حضرت خواجہ محمد خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دستار بندی ہوئی۔

الٰہی! تا بہ ابد آستانِ یار رہے
یہ آسرا ہے غریبوں کا برقرار رہے

اگر کسی نے آپ کے تفصیلی حالات سے آگاہی حاصل کرنی ہو تو "گلشنِ ابرار" اور "مخزنِ چشت" کا مطالعہ کرے۔ یہاں صرف تعارف ہی مقصود تھا۔

(ماخوذ از "مخزنِ چشت" مطبوعہ چشتیہ اکیڈمی فیصل آباد)

حالاتِ مبارکہ

شیخ المشائخ، سراج الواصلین، فخر العاشقین، سند العارفین، محبوب اللہ حضرت

خواجہ محمد خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

آپ کا سلسلہءنسب:

آپ کو علومِ ظاہری اور باطنی میں درجہءکمال حاصل تھا۔ آپ کے آباؤ اجداد رشد وہدایت کے مراکز کے طور پر معروف تھے، آپ کا شجرہءنسب یوں ہے۔۔۔

مولانا خدا بخش صاحب محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مولوی جان محمد بن مولوی عنایت اللہ بن مولوی حسن علی بن مولوی محمود جیو بن مولوی محمد اسحاق بن علاؤالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

آپ کے بزرگوں میں سے مولانا محمود جیو رحمہ اللہ تعالیٰ قصبہ تلنبہ میں قیام پذیر تھے، آپ اپنے دور کے ایک نامور ولی اور صاحبِ فضل وکرامت تھے، آپ کو بخاری شریف مکمل یاد تھی، اُن کی کرامات بھی زبان زدِعوام وخواص ہیں۔

پھر جب آپ تلنبہ سے ملتان تشریف لائے تو شہر کے اندرونی جانب قیام فرمایا اور اہلِ ملتان کو علومِ ظاہری وباطنی سے فیض یاب فرمانے لگے۔ آپ کے کئی صاحبزادے تھے جن کی اولاد چلی، اس خاندان میں مولوی جان محمد رحمہ اللہ تعالیٰ بھی تھے جن کی اولاد میں سے حضور محبوب اللہ مولانا خواجہ محمد خدا بخش صاحب ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، جنہوں نے دینِ متین کے بازار کی رونق کو بڑھایا اور بدی وعصیان کی تاریکیوں کو مٹایا۔

تحصیلِ علوم:

جب آپ بچپن کی حدود کو عبور کرتے ہوئے اس عمر کو پہنچے جس میں تعلیم کا

سلسلہ شروع کیا جاتا ہے تو ابتداءً آپ نے اپنے والدِ مکرم رحمہ اللہ تعالیٰ سے دینی تعلیم کا حصول شروع فرمایا۔

جب آپ کے والدِ مکرم رحمہ اللہ تعالیٰ کا انتقال ہوا تو آپ کے خاندان کو معاشی تنگی کا سامنا کرنا پڑا، لیکن آپ نے اپنے موروثی توکل پر عمل کرتے ہوئے کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہیں فرمایا۔

بیعت وخلافت:

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آپ کو کسی مرشد کے دامن سے وابستہ ہونے کا شوق پیدا ہوا کیونکہ بغیر کسی مرشدِ کامل کے ہدایت ممکن نہیں، اسی دور میں مولوی عبدالحکیم چشتی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک مشہور ولی اللہ تھے جو شیخ المشائخ، حریق المحبت، امام العارفین، سلطان الزاہدین، شیوخ العالم حضرتِ خواجہ فریدالدین مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد میں سے تھے۔

آپ ''قصیدہ بردہ شریف'' کے عامل تھے، اور گڑھی اختیار خان میں مقیم تھے، حضرت خواجہ خدا بخش صاحب خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ مذکورہ مولانا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے قصیدہ بردہ شریف کے وظیفہ کی اجازت لینے کے لئے روانہ ہوئے اور ملتان شریف کے قریب قصبہ ''شجاع آباد'' میں پہنچے، لوگوں کو آپ کا غائبانہ تعارف ہو چکا تھا، آپ کی تشریف آوری پر وہ مصر ہوئے کہ آپ وہیں قیام فرمائیں اور انہیں علومِ دینیہ و معرفت سے سرفراز فرمادیں، چنانچہ اُن کے اصرار پر آپ تقریباً تین ماہ اُن کے پاس شجاع آباد میں رہے، کسی نے بتایا کہ مولوی عبدالحکیم صاحب کا ایک شاگرد بھی قصیدہ بردہ شریف کا پختہ عامل ہے اور یہیں رہتا ہے چنانچہ آپ اس شخص کے پاس

تشریف لے گئے اور قصیدہ شریف کی اجازت طلب فرمائی، اس نے سمجھا کہ شاید آپ کو وسعتِ رزق مطلوب ہے لہٰذا اُس نے ایک خاص شعر پڑھنے کی تلقین کی جب آپ نے اس کے بتلائے ہوئے طریقہ سے پڑھنا شروع فرمایا تو رزق کی تنگی آپ سے فوراً دور ہوگئی اور آپ کو یومیہ دو روپے کی فتوحات ہونے لگیں، لیکن چونکہ آپ کا مقصد یہ نہیں تھا تو آپ دوبارہ اس عامل کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا میرا مقصد تو مرشدِ کامل کی ملاقات تھا۔ اس نے پھر آپ کو وہی شعر سابقہ دوسرے طریقہ پر پڑھنے کی تلقین کی، جب آپ نے اسے پڑھنا شروع کیا تو آپ کو خواب میں حضرت محبّ اللہ بالکمال، حضرت خواجہ حافظ محمد جمال اللہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت ہوئی، آپ اس سے بہت خوش ہوئے اور عالمِ خوشی میں یہ شعر پڑھا۔

یار در خانہء و من گردِ جہاں گردیدم

آب در کوزہء و من تشنہ لباں گردیدم

محبوب و مطلوب تو میرے اپنے گھر میں تھا لیکن میں اسے آس پاس تلاش کرتا رہا، پانی تو میرے اپنے کوزے میں تھا اور میں ادھر ادھر تلاش کرتا رہا۔

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب مہاروی رحمہ اللہ تعالیٰ جو کہ حضرت قبلہء عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پوتے ہیں حضرت خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ ایک بار حضرت محمد محبّ النبی خواجہ فخر الدین والعالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور یوں تذکرہ ہوا کہ شیخ الاسلام والمسلمین، حضرتِ غوث العالمین بہاؤ الدین زکریا ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تصرف بعد از وصال اُسی طرح عیاں ہے کہ جب بھی کوئی اہل اللہ میں سے ملتان آئے تو اس کا قیام تک ہی آپ محال بنا دیتے ہیں۔

حضرت محبّ النبی خواجہ فخر الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات سنی تو سکوت فرمایا دوسرے دن آپ نے حضرت قبلہء عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا کہ آج کی رات حضرت غوث العالمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور ملتان شریف ہمارے حوالے فرما گئے ہیں، اس لئے آپ حضرت محبّ اللہ بالکمال حضرتِ خواجہ حافظ محمد جمال صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمائیں کہ وہ اب ملتان جا کر بلا جھجک حضرت غوث العالمین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار شریف کے سامنے بیٹھ کر بیعت لیں۔

چنانچہ حضور قبلہء عالم خواجہ نور محمد مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حافظ جمال صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس بات کا حکم فرمایا اور ملتان شریف روانہ کر دیا۔

جب آپ ملتان پہنچے تو آپ حضرتِ خیر پوری صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر تشریف لائے اور انھیں ساتھ لے کر حضرتِ غوث العالمین بہاؤالدین زکریا ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک کے سامنے بیعت فرمایا۔

روایت ہے کہ حضرت حافظ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ اپنے شیخ حضور قبلہء عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لئے مہار شریف تشریف لے گئے تو حضرت خیر پوری صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس بار آپ کے ساتھ تھے۔

ابھی آپ مہار شریف میں داخل نہیں ہوئے تھے کہ حضرت قبلہء عالم مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دوستوں سے فرمایا:

اس بار حضرت حافظ صاحب اکیلے نہیں آرہے بلکہ اپنے ساتھ ہمارے لئے ایک تحفہ بھی ساتھ لا رہے ہیں، خدام سمجھے کہ شاید کوئی ملتان کی خصوصی سوغات یا مصنوعات سے کوئی چیز ہوگی، آپ نے فرمایا: نہیں، بلکہ وہ تحفہ خواجہ خدا بخش رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کی صورت میں ہے۔

روایت میں ہے کہ:

حضرت خیر پوری صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیس مرتبہ حضور قبلہء عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کو تشریف لے گئے، جب بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ سے پہلے کی بہ نسبت زیادہ فیض پایا۔

اسی لئے تو حضرت محبّ اللہ بالکمال حضرتِ خواجہ حافظ محمد جمال صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے:

''حضرت مولانا خدا بخش صاحب کو جو کچھ ملا حضور قبلہء عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا میں تو درمیان میں صرف ایک واسطہ ہوں''

روایت ہے کہ حضور محبوب اللہ خواجہ خدا بخش صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو در حقیقت خلافت سرکارِ دو عالم، نورِ مجسم، رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عطا ہوئی تھی، لیکن حضور قبلہء عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حافظ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے واسطہ سے۔

کمالات:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک معتبر خادم میاں عبداللہ صاحب فرماتے ہیں کہ:

ایک مرتبہ حضرت خواجہ حافظ محمد جمال صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ''دائرہ دین پناہ'' میں تشریف لائے، وہاں عبدالصمد خان کی حکومت تھی، وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے گفتگو کی، دورانِ گفتگو خان صاحب موصوف نے آپ کو مخاطب کر کے کہا سبحان اللہ! مولوی صاحب (اشارہ حضرتِ محبوب اللہ خواجہ خدا بخش صاحب خیر

پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف تھا) کس قدر نیک ہیں، اس کے یہ الفاظ سن کر آپ کو افسوس ہوا، آپ نے فرمایا کہ:

اگر آدمی کو نیک لوگوں کے اوصاف کا علم نہ ہو تو خواہ مخواہ ان الفاظ کا استعمال مناسب نہیں، خان صاحب نے حیرانی سے عرض کی کہ حضرت! میں نے تو نیک ہی کہا ہے کوئی گستاخی تو نہیں کی، آپ ہی فرمایئے کہ نیک لوگوں کے اوصاف کیا ہیں؟ تاکہ بندہ کو معلوم ہو جائیں۔

آپ نے فرمایا کہ: ان کے اوصاف دو طرح کے ہوتے ہیں ادنیٰ اور اعلیٰ تم کون سے پوچھتے ہو؟ اس نے عرض کی کہ دونوں ہی بیان فرما دیں۔

آپ نے فرمایا: "ادنیٰ یہ ہیں کہ اگر مولوی صاحب کو حجرہ میں بٹھا کر تمام راستے بند کر دیئے جائیں پھر بھی وہ چاہیں تو باآسانی باہر آجا سکیں گے، کوئی دیوار یا تختہ ان کے راستہ میں رکاوٹ نہ بنے گا اور اعلیٰ وصف یہ ہے کہ وہ "محبوبِ خدا" ہیں"، اسی دن سے آپ "محبوب اللہ" کے لقب سے مشہور ہو گئے۔

محبّ اللہ باالکمال حضرتِ خواجہ حافظ محمد جمال صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک خاص خادم محمد ہاشم نے بیان فرمایا کہ:

جب حضرتِ خواجہ حافظ محمد جمال صاحب محبّ اللہ باالکمال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کا وقت جب قریب آیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

"ہر خاص و عام کو اطلاع دی جاتی ہے کہ میرے وصال کے بعد جب کسی کو میری ضرورت ہو تو وہ حضرت مولانا صاحب محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس حاضر ہو"

اخلاقِ حمیدہ:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اخلاق حمیدہ کا یہ عالم تھا کہ ایک بار ایک افغانی سفر پر جا رہا تھا، وہ آپ کے پاس آیا اور عرض کی کہ میں پردیس جا رہا ہوں، کسی درویش کو کہہ دیجئے گھر کا سودا سلف لا دیا کرے، آپ نے فرمایا بے فکر ہو کر جاؤ جو بھی ہوگا اچھا ہوگا۔

افغانی نے اپنے گھر جا کر تسلی دی اور چلا گیا، کچھ عرصہ گزرنے کے بعد جب وہ واپس گھر لوٹا تو دیکھا کہ آپ خود بنفس نفیس لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھائے اُس کے گھر کی طرف جا رہے ہیں، بے حد شرمندہ ہوا اور افسوس کرنے لگا، اُدھر سے گھر کی ایک خادمہ باہر نکلی تو کہنے لگی یہی تو گھر کا سارا کام تیرے جانے کے بعد مسلسل کر رہے ہیں، ہمیں کیا معلوم کہ حضرتِ والا آپ خود تھے ہم تو یہ سمجھتے رہے کہ کوئی درویش ہوگا۔

کرامات:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات کے حوالے سے بس اتنا سمجھ لیجئے کہ آپ سراپا کرامت تھے، جس نے تفصیل دیکھنی ہو وہ "مخزنِ چشت" اور "گلشنِ ابرار" کا مطالعہ کرے۔ یہاں حصولِ برکت کے لئے آپ کی صرف دو کرامات نقل کی جاتی ہیں۔

آپ کے ایک خلیفہء مجاز حضرتِ سید موسن شاہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ:

ایک مرتبہ آپ نے ایک خادم کو حکم دیا کہ وہ پانی پیش کرے، خادم مذکورہ نے مٹی کے برتن میں پانی آپ کی خدمت میں پیش کیا، دل میں خیال گزرا کہ ظاہری علوم میں تو آپ بہت مہارت رکھتے ہیں، پتہ نہیں باطنی علوم سے بھی آپ بہرہ ور ہیں

یا نہیں، جوں ہی دل میں یہ خیال گزرا آپ نے فوراً فرمایا:

باگربہ وسگانت حق داد صد کرامت

میرے تو مرشد کی گلیوں میں پھرنے والے کتوں اور بلیوں کو اللہ تعالیٰ نے سینکڑوں کرامات عطا فرمائی ہیں۔

کہتے ہیں کہ ایک بار آپ کا گزر ایک گلی میں سے ہوا، کسی کتے نے آپ کو دیکھ کر بھونکنا شروع کر دیا، جب آپ واپس تشریف لائے تو دیکھا کہ وہی کتا اس جگہ پر مرا پڑا ہے، آپ نے فرمایا ''میں تو نہیں چاہتا تھا لیکن میرے رب کو غیرت آئی ہے''

وصال:

آپ کا وصال مقامِ جمع عالمِ استغراق میں ذکرِ نفی و اثبات کرتے کرتے یکم صفر ۱۲۵۰ھ بروز خمیس (جمعرات) ہوا، آپ کا مزار شریف خیر پور شریف ٹامیوالی میں مرجع خواص و عوام ہے۔

حالاتِ مبارکہ

حضورِ اعلیٰ، عمدۃ الاصفیاء، زبدۃ الاتقیاء، سلطانُ الاولیاء، فانی فی اللہ، باقی باللہ، حضرتِ مولانا، مولوی خواجہ، خواجگان

حضرتِ خواجہ عبیداللّٰہ الملتانی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نام و نسب:

حضورِ اعلیٰ، حضرتِ خواجہ مولانا عبید اللہ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادتِ با سعادت ۱۲۱۹ھ میں ہوئی۔

آپ کا نامِ نامی اسمِ گرامی ''عبید اللہ'' ہے اور آپ کا لقب ''مظہر کلماتِ حق'' مشہور و معروف ہے۔

آپ کا سلسلہء نسب یوں ہے:

مولانا عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن مولانا محمد قدرۃ اللہ بن مولانا محمد صالح بن مولانا محمد داؤد بن مولانا یار محمد بن مولانا گل محمد بن مولانا محمد عبد القدوس بن مولانا محمد عبد الحق بن مولانا خدا بخش بن مولانا محمد عبد الغفور رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین۔

مولانا محمد قدرۃُ اللہ علیہ الرحمۃ کی بیعت بعض حضرات نے حضرت محبّ اللہ المتعال، حضرت خواجہ حافظ محمد جمال ملتانی چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کی ہے۔

حضورِ اعلیٰ، حضرت خواجہ مولانا عبید اللہ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آباؤ اجداد سب علماء، صلحاء اور مقتدائے زمانہ گزرے ہیں، آپ کے آباء واجداد کے فضل و کمال کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ حضرتِ محبّ المساکین، فخر العاشقین، محبوب اللہ، حضرتِ خواجہ خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی مجالس میں اُن کے فضائل بیان

فرمایا کرتے تھے۔

حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قومیت ''فقیر قادری'' مشہور و معروف ہے، حضور سیدی قبلہ مفتی محمد عبدالشکور ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ: حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے:

''میری قوم ''فقیر'' ہے اور اس کے ساتھ ''قادری'' کا اضافہ صرف اور صرف حضرت غوث پاک، پیر پیراں، محبوبِ سبحانی، قطبِ ربانی، حضرت الشیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت اور ان سے نسبت قائم کرنے کی وجہ سے کرتا ہوں''۔

حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

من غلامِ شیخ عبدالقادرم

واز توجہ ہائے اومن بافرم

(میں صدق دل سے) حضرت الشیخ ابو محمد عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام ہوں اور میری تمام شان وشوکت اُنہی کی توجہاتِ روحانیہ کی مرہونِ منت ہے۔

ابتدائی حالات وکسبِ علم:

ابھی آپ چند دنوں ہی کے تھے کہ حضرت قبلہء عالم وعالمیان، حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم عصر اور سلسلہ اُویسیہ کے باکرامت بزرگ جناب صاحب السّیر حضرت الشیخ خواجہ محکم الدین سیرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملتان تشریف لائے تو آپ کے والدِ بزرگوار نے اُن کی دعوت کا اہتمام کیا اور اپنے نومولود فرزند دلبند کو اٹھا کر بغرضِ دُعا حضرت صاحب السّیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لے جا کر اُن

کے دامن مبارک میں اُن کی نظرِ فیض اثر کے سامنے رکھ دیا۔

اس پر حضرت صاحب السیّر علیہ الرحمہ نے ارشاد فرمایا:

''مولانا قدرۃ اللہ! مُبارک ہو بچہ بہت سعادتمند ہے، اسکی مبارک پیشانی سے علم و فضل کا جو نور (میں) درخشاں دیکھتا ہوں، اِس کا اثر اِن شاءَاللہ العزیز سات پُشتوں تک رہے گا''۔ (آپ کی یہ بات حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی چنانچہ آج آپ کی ساتویں پشت ہماری نگاہوں کے سامنے ہے، اور حسبِ سابق علم کا فیضان جاری ہے جس سے تشنگانِ علوم سیراب ہورہے ہیں اور امید ہے یہ سلسلہ آگے بھی جاری وساری رہے گا)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ ایک علمی خاندان کے چشم و چراغ تھے اِس لئے جب آپ نے ہوش سنبھالا تو آپ کے والدِ ماجد نے اپنی زیرِ نگرانی تعلیم و تربیت شروع فرمائی۔

بچپن ہی میں آپ حفظِ کلام اللہ شریف سے مشرف ہوئے، پھر ابتدائی علوم اپنے پدرِ بزرگوار سے حاصل فرمائے۔

پدرِ بزرگوار کے انتقال کے بعد آپ ملتان شریف ہی میں مسجد ''درس والی'' واقعہ النگ دولت گیٹ میں استاذُ العصر، خواجہء خواجگان، فخرُ العاشقین، حضرت مولانا خواجہ خدا بخش صاحب ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوکر تحصیل علم کرنے لگے، عرصہء دراز یہاں آپ اپنے برادرِ بزرگ کے ہمراہ زیرِ تعلیم رہے۔

پھر جب ملتان شریف پر سکھوں کا غلبہ ہوا تو آپ کے استادِ محترم خیر پور شریف ہجرت فرما گئے اور آپ کو ابھی علمِ حدیث و دیگر چند علوم میں کمال حاصل کرنا باقی تھا، چنانچہ آپ احمد پور میں حضرت خواجہ گل محمد احمد پوری علیہ الرحمۃ کی خدمتِ با

برکت میں حاضر ہوئے اور کچھ عرصہ تک اُن سے علمِ حدیث پڑھتے رہے۔

یہاں آپ نے کچھ دن حضرت مولانا علی مردان اویسی رحمہ اللہ سے بھی استفادہ فرمایا جیسا کہ آپ نے کتاب ہذا المسمّٰی بہ ''سرِ دلبراں'' میں تحریر فرمایا ہے

مشرف بہ بیعت ہونا:

انھی دنوں میں حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی سلسلہ میں احمد پور تشریف لائے تو حضرتِ خواجہ گل محمد صاحب احمد پوری سے بھی ملاقات فرمائی۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خبر سنی تو اپنے استاذِ مکرم کی زیارتِ فیضِ بشارت کے لئے آپ کی بارگاہ میں حاضری دی۔ اُن دنوں حضرتِ محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات و کرامات کا چرچا چہار دانگِ عالم میں پھیلا ہوا تھا، مشائخِ زمانہ میں آپ کو خصوصی اور منفرد مقام حاصل تھا۔ علم و عمل میں لا ثانی مانے جاتے تھے، لہٰذا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی ملاقات میں حضرتِ محبّ المساکین، فخر العاشقین، محبوب اللہ حضرت خواجہ خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلقۂ ارادت میں شامل ہو گئے اور مشرف بہ بیعت ہو کر سلسلۂ عالیہ چشتیہ بہشتیہ مرضیہ سے منسلک ہو گئے۔۔۔

خیر پور شریف روانگی:

حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت فانی فی اللہ، باقی باللہ حضورِ اعلیٰ خواجہ عبید اللہ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مشرف بہ بیعت فرمانے کے بعد اپنے ساتھ ہی احمد پور سے خیر پور شریف ساتھ لے گئے۔

حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں:

جب میں پہلی بار اپنے پیر روشن ضمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کے لئے

خیر پور شریف پہنچا تو مغرب کا وقت تھا، حضرتِ شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک پرانی چار پائی گھر سے اُٹھا کر لے آئے، پھر پہلی چار پائی کی طرح دوسری بھی لے آئے، شاید اس وقت آپ کے پاس ایسی ہی (پرانی) چار پائیاں تھیں اور خشک شلغم پختہ یا کوئی اور سبزی روٹی کے ساتھ بطورِ سالن بھی ساتھ لائے۔۔۔

خدمتِ مرشد میں انہماک:

خیر پور شریف میں علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد متصل ہی باطنی علوم کی تحصیل کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔

شب و روز، سفر و حضر میں آپ اپنے مرشدِ کریم حضرت خواجہ خدا بخش صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ رہے اور اُن کی خدمت میں دن دیکھا نہ رات بلکہ ان کی خدمت ہی میں دونوں جہان کی سرخروئی سمجھی، طرفہ تر یہ کہ اس وقت آپ کم سن تھے لیکن خداداد صلاحیتیں اور خدمات دیکھ کر حاضرین دنگ رہ جاتے۔

آپ بارہ سال کا طویل عرصہ آستانہء عالیہ پر ریاضات و مجاہدات و خدمتِ مرشدِ کریم میں مصروف رہے اور پچیس سال کی عمر میں منصبِ خلافت سے ممتاز ہوئے، اس حساب سے جب آپ خیر پور شریف تشریف لائے ہوں گے تو آپ کی عمر صرف تیرہ برس ہوگی۔

ظاہر ہی کیا ہے کہ اِس میں علومِ شرعیہ پر کافی دسترس حاصل کر لینے کے بعد منازلِ سلوک بھی طے کرنا شروع کر دیئے تھے۔

ان بارہ سالوں کا طویل عرصہ اس طرح گزارا کہ آپ کبھی بازار تک بھی اپنی مرضی سے نہ گئے، اگر حضرتِ محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت سے فرصت ملتی تو

ریاضت ومجاہدہ ودیگر وظائف میں مصروف ہوتے گویا فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ وَ اِلٰی رَبِّکَ فَارْغَب (جب آپ فارغ ہوں تو ریاضت میں لگ جائیں اور اپنے رب کی طرف راغب ہو جائیں) کی مثال بنے رہے۔

نقل ہے کہ:

خیر پور شریف میں اقامت کا طویل عرصہ گزر جانے کے بعد ایک مرتبہ حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اس منظورِ نظر مرید کو بازار کسی کام کے لئے بھیجا۔

آپ نے اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود بازار کا راستہ بھی نہ دیکھا تھا، مگر حسبِ ارشاد روانہ ہوئے، جب ''چوک مچھلی کڑا'' پر پہنچے تو آستانہء عالیہ کا راستہ بھول گئے، حیران و پریشان ہر جانب دیکھنے لگے کہ اچانک ایک ہاتھ آپ کے شانہء مبارک پر آلگا، دیکھا تو خود حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، راہنمائی فرمائی اور غائب ہو گئے، جب آپ حاضرِ خدمت ہوئے تو ارشاد فرمایا:

عبیداللہ! راستہ بھول گئے تھے؟

عرض کی حضور! فداک رُوحی وقلبی مجھے خیر پور شریف میں آپ کے مصلّٰی شریف، آفتابہ مبارک ودیگر ضروری سامان اور پھر آپ کی ذاتِ گرامی کے علاوہ کسی چیز کا علم نہیں، مرشدِ کریم نے آپ کی اس مخلصانہ خدمت کو دیکھ کر اظہارِ مسرت فرمایا اور اپنی خصوصی توجہات سے نوازا۔

پیر و مرشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ عشق ومحبت کا یہ رشتہ اتنا مضبوط تھا کہ حضرت فانی فی اللہ خواجہ عبیداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے منظوم کلام میں اکثر مقامات پر اپنے تخلص ''عبید'' کے ساتھ حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نامِ نامی ''خدابخش'' بھی ذکر

فرماتے تھے۔ جیسا کہ "دیوانِ چراغ عبیدیہ" میں ایک غزل کے آخری دو شعر ہیں۔

مرا یک جرعہ از خود یا خدا بخش   اگرچہ بندہ مستِ ایں شراب است

عبیدت جز توما ٔ وائے ندارد   جگر بریاں ز ہجرت چوں کباب است

ترجمہ: اے خدا! (یا اے میرے مرشدِ کریم خدا بخش) مجھے اپنے عشق ومحبت کی شراب کا ایک گھونٹ مزید عطا فرمائیے، اگرچہ آپ کا غلام اسی شراب نوشی کی وجہ سے پہلے ہی سے مست ہے۔ آپ کا "عبید" آپ کے بغیر کوئی جائے پناہ نہیں رکھتا اور آپ کے فراق میں اس کا جگر کباب کی مثل بھن چکا ہے۔

مرشدِ کریم کی کمال شفقت:

حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ:

لوگ کہتے ہیں میری اولاد نہیں ہے حالانکہ میں حق تعالیٰ جل شانہٗ کا شکر بجا لاتا ہوں کہ اُس ذاتِ پاک نے مجھے گیارہ اور ایک روایت کے مطابق فرمایا سات (روحانی) لڑکے عطا فرمائے ہیں۔

پھر آپ اپنے خلفائے کرام کے نام ذکر فرماتے، بعد ازاں خصوصی طور پر حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے میرے سب خلفاء میرے بدن کی مثل ہیں اور یہ مولوی صاحب ملتانی (حضور اعلیٰ رضی اللہ عنہ) میری روح کی مثل ہیں۔

حصولِ خلافتِ عظمیٰ:

حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیر بھائی خواجہء خواجگان، زبدۃ العاشقین، حضرت مولانا امام بخش مہاروی علیہ الرحمۃ نے اپنی مایہ ناز تصنیف "گلشن ابرار" میں آپ کے بارے میں فرمایا ہے کہ:

''برسوں پیر کی صحبت سے مستفید رہے، علومِ ظاہری و باطنی دونوں کی تکمیل کی، جب حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عشق و محبت کا غلبہ اور اپنی تاثیرِ صحبت کا جذبہ اُن میں بدرجہء کمال پایا تو خرقہء خلافت سے ممتاز فرمایا''۔

بعض تذکرہ نگاروں نے حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ''خلیفہء اعظم'' اور ''خلیفہء اول'' شمار کیا ہے، لیکن آپ کا خلیفہء اول ہونا کچھ صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ کیونکہ آپ تقریباً ۲۵ سال کی عمر (۱۲۴۴ھ) میں مشرف بہ خلافت ہوئے اور اس وقت حضور محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر مبارک ۹۳ سال تھی۔

آپ کے متعدد خلفاء اس سے پہلے موجود تھے البتہ اتنا ضرور ہے کہ جب حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو ماذون بہ بیعت کیا تو اپنی نیابتِ کاملہ اور خلافتِ عظمیٰ سے بھی نواز دیا کہ اس کے بعد حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی موجودگی میں سلسلۂ بیعت بند کر دیا تھا جیسا کہ ''خاتمہ گلزار جمالیہ'' میں ہے، مزید تفصیل اسی کتاب ''سرِ دلبراں'' میں ہے۔

مخفی نہ رہے کہ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگرچہ ہر چہار سلاسلِ فقر (چشتیہ، قادریہ، نقشبندیہ، سہروردیہ) میں بیعت فرمانے کے مجاز تھے تاہم آپ نے اپنے مشائخِ عظام علیہم الرضوان کی موافقت میں بیعتِ عام کے لئے چشت اہل بہشت کے طریقہ کو اختیار فرمایا اور اسی سلسلہء عالیہ ہی کی ترویج و اشاعت میں کوشاں رہے۔

''مرأۃ العاشقین'' میں ہے کہ حضرتِ شمس العارفین، خواجہ شمس الدین سیالوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مرشدِ گرامی حضرتِ پیر مہر علی شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی

بارگاہ میں کسی نے عرض کی کہ: خاندانِ نقشبندیہ میں سلوک کی بنیاد لطائف پر ہے اور آپ کے خاندانِ چشتیہ میں کیا معمول ہے؟ اس پر حضرت خواجہ سیالوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ:

"ایک زاہد شخص حضورِ اعلیٰ حضرت مولوی عبید اللہ صاحب ملتانی (معلوم رہے کہ اس وقت آپ بقید حیات تھے) کی خدمت میں گیا اور خواہش ظاہر کی کہ حضور! مجھے لطائف والا طریقہ ارشاد فرماویں تو حضرت مولوی صاحب (حضورِ اعلیٰ، فانی فی اللہ، باقی باللہ، خواجہ عبید اللہ) ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

"من طالبِ لَطِیفَم نہ طالبِ لطائف"

یعنی میں لطیف (ذات باری تعالیٰ) کا طالب ہوں نہ کہ لطائف کا۔

ملتان جنت نشان میں آمد:

بارہ سال کا دراز عرصہ آستانِ ناز پر جبین نیاز ملنے کے بعد مقام ولایت کے حصول پر جب آپ خرقۂ خلافت سے ممتاز ہوئے تو ایک عرصہ تک خیر پور شریف ہی میں مقیم رہے کیونکہ حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہونے والوں کو تلقین وارشاد کی مکمل ذمہ داری آپ ہی پر عائد تھی۔

ترویج واشاعتِ سلسلہ کیلئے حضرت محبوب اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مناسب سمجھا کہ حضور اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے وطن میں قیام پذیر ہونے کے علاوہ سفر کے ذریعہ اس کام کو رونق بخشیں اور جو فیض ان کو پہنچا ہے اُسے دوسروں تک پہنچائیں، چنانچہ حضرتِ اقدس (حضرتِ خواجہ خدا بخش صاحب ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی طرف سے جہاں ملتان آنے کی اجازت ملی وہاں اپنے محبوب خلیفہ کو یہ بھی تلقین کی گئی کہ جھنگ کا علاقہ ان دنوں خالی ہے یعنی کوئی صاحبِ ولایت وہاں اپنے روحانی تصرف

سے فریضہ تبلیغ ادا نہیں کررہا لہذا آپ ملتان کے علاوہ جھنگ میں بھی آمدورفت رکھیں تا کہ محروم باشندگان مستفید ہوں۔

مرشدِ کریم کا اشارہ پانے کے بعد اگرچہ سب سے پہلے آپ نے اپنے آبائی وطن ملتان دارالامان کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازا تاہم جھنگ میں بھی آمدورفت رکھی۔

معمولاتِ مبارکہ:

آپ کے معمولات میں سے تھا کہ آپ اپنے اوقات کی بڑی حفاظت فرماتے تھے، فضول کاموں فارغ رہنے اور فارغ رہنے والوں کو بالکل پسند نہ فرماتے۔

آپ نے اپنے اوقات کو تقسیم کیا ہوا تھا، مثلاً درس و تدریس کا وقت، وردو وظائف، تلاوتِ کلام اللہ شریف، تلقین وارشاد اور تصنیف و تالیف کا وقت، ایک کام کے وقت میں دوسرا کام نہ فرماتے۔

مغرب اور عشاء کی نماز کا درمیانی وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وظیفہ اسمِ ذات کے لئے مختص کیا ہوا تھا مکمل توجہ انتہائی یکسوئی، فراغ دلی اور تلفظ کی صحیح ادائیگی کے ساتھ ''یا اللہ'' تین ہزار گیارہ مرتبہ پڑھتے۔

خاندان عبیدیہ کی آن حضور سراپا نور حضرت مولانا مفتی محمد عبدالشکور صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے جدامجد مفتی اعظم حضرت مولانا محمد عبدالعلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرماتے ہیں کہ وہ ارشاد فرماتے تھے کہ میں نے اپنے جدامجد حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس وظیفہ کو وقت کی پابندی کے ساتھ بڑی پابندی سے ادا فرماتے دیکھا اور یہ بھی ارشاد فرماتے سنا کہ اگرچہ حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وظیفہ اسمِ

ذات ''یااللہ'' کی مقدار چوبیس ہزار گیارہ مقرر کی ہوئی تھی مگر میں اِس کی طاقت نہیں رکھتا، اگر تلفظ کی صحیح ادائیگی کے ساتھ فراغ دلی سے پڑھوں تو میرے لئے یہی مقدار یعنی تین ہزار گیارہ مرتبہ ہی کافی ہے۔۔۔

قرآنِ پاک کی تلاوت کے علاوہ حدیث شریف کی کتاب ''مشارق الانوار'' کو بطورِ ہفت منزل یا تیس پارہ تقسیم فرما کر روزانہ پڑھنے کا معمول تھا۔

اس کے علاوہ ختم سرّی، ختم خواجگان، سلاسلِ اربعہ، دلائل الخیرات، اسبوع شریف، اسمِ ذات، اسماء حسنیٰ واسماء گرامی حضور پر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام و دیگر وظائف معمول بہ مشائخِ چشت اہلِ بہشت پر ہمیشگی فرمانے کے ساتھ ساتھ کلمہ شریف، درود شریف، استغفار کلمہء تمجید و اَدعیہ ماثورہ سے آپ رطب اللسان رہتے۔۔۔

ان وظائف کے علاوہ پاسِ انفاس، نفی واثبات اور مراقبہ جیسے اشغال میں بھی ہر دم مشغول رہتے، گویا شب و روز کا ہر حصہ بے ریا خالصۃً للہ اطاعتِ الٰہی میں گزارتے۔۔۔

مخصوص ایام اور مہینوں میں مخصوص اوراد و وظائف کی بھی پابندی فرماتے مثلاً رمضان المبارک میں تلاوتِ کلام اللہ شریف، ربیع الاول شریف میں درود شریف، رجب المرجب میں استغفار کی کثرت فرماتے اور ان سب کی ادائیگی میں اخفائے حال کی مکمل کوشش فرماتے۔۔۔

آپ وضو اور غسل کے لیے نہری یا جاری کنویں کا پانی استعمال فرماتے، اسی طرح پینے کے لیے دریائی پانی استعمال فرماتے آپ کا یہ معمول از راہِ تقویٰ تھا کہ دریائی پانی بالاتفاق پاک وطاہر ہوتا ہے۔

تقویٰ ہی کی بنا پر آپ ہر کسی کی دعوت قبول نہ فرماتے۔

آپ دن میں صرف ایک بار اور صرف ایک قسم کا کھانا تناول فرماتے اور لکھ لیتے کہ آج میں نے اتنا کھایا پھر چند دنوں یا ہفتوں کے بعد نفس کو تنبیہ کی خاطر وہ لکھا ہوا سامنے رکھتے اور فرماتے اتنا اتنا سامان تو کھا گیا ہے روزِ محشر کیسے حساب دے گا۔ سُبحان اللہ! اسی طرح سے تقویٰ کی زندگی گزارنے والے اور یہ خوفِ آخرت!

یہ بھی منقول ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگر دو چار مختلف قسموں کے کھانے دیکھتے تو نفس کی گوشمالی کے لیے انہیں ایک ہی برتن میں جمع فرما کر استعمال فرماتے تا کہ نفس علیحدہ علیحدہ ذائقہ چکھنے کی لذت سے محروم رہے اور سرکش نہ ہو۔

نقل ہے کہ دَورانِ سفر آپ اپنا طعام اپنے ہمراہ رکھتے تا کہ ہر کس و ناکس کے گھر کا پکا ہوا کھانا کھانے سے محفوظ رہا جائے۔

دورانِ سفر اور اخیر عمر پیرانہ سالی میں آپ کو بھت یا کھیرنی یعنی نرم نرم چاول دُودھ میں پکے ہوئے بہت پسند تھے، سفر میں آپ یومیہ تقریباً ایک چھٹانک چاول اور اتنی مقدار دال کی گھی میں پکا کر تناول فرماتے۔

اکثر اوقات دودھ بغیر چینی ملائے استعمال فرما لیتے اور ارشاد فرماتے چینی، ملا دودھ پینا گویا، شربت نوشی کرنا ہے نہ کہ دُودھ پینا، یہ بھی فرماتے اگر چینی والے دُودھ کو پینے کے دَوران سوال کیا جائے کہ کیا پی رہے ہو؟ اور کہہ دوں کہ "دودھ" تو ممکن ہے جھوٹ شمار ہو کیونکہ دودھ چینی استعمال ہو رہا تھا نہ کہ فقط دودھ۔ سبحان اللہ! یہ احتیاطیں خواص ہی کو زیبا ہیں۔

لباس و خوارک میں آپ کی سادگی ضرب اُلمثل ہے، اپنے لیے خصوصی قسم کا

لباس وغیر ہرگز نہ بنواتے۔

آپ عموماً سفید لمبا کرتہ بغیر جیب کے، چھوٹے عرض کی نیلی چادر اور چہار ترکی ٹوپی زیبِ تن فرماتے۔

گرمیوں میں بعض اوقات کرتہ کی بجائے صرف سفید رومال سر سے گزار کر شانوں پر ڈال لینے کا معمول تھا۔لباس کو پیوند بھی خود ہی لگا لیتے۔

چمڑے کی سادہ نعلین زیبِ پا فرماتے اور دستِ مبارک میں عصا رکھتے۔

آپ جس چار پائی پر آرام فرماتے وہ اس قدر مختصر ہوتی کہ آپ پاؤں مبارک پوری طرح پھیلا بھی نہیں سکتے تھے۔اور ارشاد فرماتے کہ پاؤں پھیلا کر سونا غفلت میں ڈالتا ہے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو ایک نیند سوتے یعنی پہلی نیند کے بعد جب بھی بیدار ہوتے یادِ الٰہی میں مشغول ہو جاتے اور فرمایا کرتے ضرورت کی نیند وہی ہے جو پہلی مرتبہ آجائے آنکھ کھلنے کے بعد پھر سو جانا غافلین کا طریقہ ہے۔

آپ کا معمول تھا کہ اُمراء و فقراء کسی کی آمد پر قیام نہ فرماتے۔آپ کبھی امراء سے مرعوب نہ ہوتے اور نہ ہی حق گوئی سے آپ کو کوئی چیز مانع تھی۔

آپ کبھی کبھی شرائط کی پابندی کے ساتھ پیرانِ سلسلہء عالیہ کی اتباع میں سماعِ محض اور غناء یعنیٰ سماع بالمزامیر سے بہرہ مند ہوتے۔

نوافل میں نمازِ تہجد، اوابین اور حفظ الایمان پر دوام حاصل تھا، نوافل کی ادائیگی میں اخفاء فرمایا کرتے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا معمول تھا کہ ہر جمعرات آپ مجلسِ وعظ قائم فرماتے

طلباء اور شاگردوں کے علاوہ سالکین طریقت بھی دُور و قریب سے جمع ہو جاتے، اور آپ کے پُر حکمت کلام سے محظوظ ہوتے۔

پیرانِ کبار سلسلہء عالیہ کے اعراسِ مبارکہ پر آپ دل و جان سے حاضر ہوتے، محافلِ سماع میں شرکت فرماتے اور انتظامی اُمور میں حصہ لیتے۔

حضرت محبوب اللہ خیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس پاک پر تا حیات بڑی پابندی سے حاضری دیتے رہے۔

دورانِ سفر جہاں کہیں اولیاء کرام کے مزارات ہوتے وہاں بھی حاضری کا شرف پاتے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اکثر اسفار بذریعہ پالکی فرمایا کرتے یہی وجہ ہے کہ آپ "پیر خاصے والے" کے نام سے مشہور ہیں۔

آپ نے سواری کے لیے گھوڑا اونٹ یا دودھ کے لیے گائے بھینس کبھی بھی اپنے گھر میں نہیں رکھی کیونکہ جانوروں کے حقوق کا سخت خیال رہتا تھا۔

ایک مرتبہ آپ نے اپنے صاحبزادے حضور خواجہ عبدالرحمٰن عربی غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دولت خانے پر ایک جانور بندھا ہوا دیکھا تو ارشاد فرمایا:

بیٹا عبدالرحمٰن اگر دن میں ستر مرتبہ پانی دکھانے کی قدرت رکھتے ہو تو بیشک اسے باندھے رکھو ورنہ اس کی بددعا سے تمہیں نقصان کا خدشہ ہے۔

ناموں میں وہ اسماء گرامی جن میں عبودیت کا اظہار مثلاً عبداللہ عبدالرحمٰن جو مطابق حدیثِ شریف بہترین اسماء ہیں آپ کو پسند تھے اس لئے آپ نے اپنی اولاد امجاد کے نام اسی طرز پر تجویز فرمائے آپ کے خلیفہ مجاز مولانا عبدالرحمٰن خیر پوری کے

ہاں جب بیٹا پیدا ہوا تو وہ نام پُوچھنے کے لیے حاضر ہوئے آپ نے فرمایا عبدالرحمٰن کا لڑکا عبدالرحیم ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' گویا سند بھی ساتھ پیش فرما دی۔

سونے سے پہلے آپ کے معمولات شریفہ میں سورۃ ''الم سجدہ'' سُورۃ ''الدخان'' اور سورۃ ''ملک'' کی تلاوت کرنا بھی نقل کیا گیا ہے۔

تقبیلِ ابہامین:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضورِ پرنور سیدِ یومُ النشور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی واسم گرامی سنتے وقت عموماً اور خصوصاً اذان واقامت میں نامِ اقدس کے سننے پر سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سنت پر عمل فرماتے ہوئے انگوٹھے چومتے۔ چنانچہ حضرتِ فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی مجلس میں (دورانِ اذان) انگوٹھے چومے تو کسی شخص نے آپ سے سوال کیا کہ پہلی شہادت (اَشْهَدُ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ) پر کوئی اظہارِ محبت نہیں کیا جاتا مگر دوسری شہادت (اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰه) مؤذن سے سنتے ہی ساری مجلس حرکت میں آجاتی ہے آخر کیا سبب ہے؟

آپ نے اس شخص کو بتقاضائے ''کَلِّمُوا النَّاسَ عَلٰی قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ'' (کہ لوگوں سے ان کے عقل کے مطابق گفتگو کرو) بجائے نقلی دلائل پیش فرمانے کے صرف اتنا فرمایا کہ:

''میاں! ربِ ذوالجلال کی ذاتِ گرامی کو تو ہر کوئی حتیٰ کہ کافر بھی تسلیم کرتے ہیں اور کسی نہ کسی نام سے یاد کرتے ہی ہیں اسی لئے شہادتِ اولیٰ پر کوئی تغیر عوام میں رونما نہیں ہوتا لیکن کسی مجلس میں ہم یہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ ایمان بالرسالت کے ساتھ کون کون متصف ہے تو جو بھی نامِ نامی سن کر لذت پائے سر جھکاتے ہیں اور سنتِ

صدیقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر عمل پیرا ہو کر انگوٹھے چومتے ہیں تو ہم سمجھ لیتے ہیں کہ یہ ایمان بالرسالت کے قائل ہیں، یعنی محبت رسول معظم شفیع مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں سرشار ہونے کے سبب گویا ایمان کامل رکھتے ہیں۔

دنیا سے بے نیازی:

جو معتقد ہر ملاقات پر کچھ نذر پیش کرنے کی کوشش کرتا آپ اُسے فرماتے:

''میاں ٹُھک نہ بنڑا، ٹُھک نہ بنڑا''

ٹھک بزبانِ ملتانی بمعنی عادت استعمال ہوتا ہے یعنی اس کام کی عادت نہ بنا۔

مزید ارشاد فرماتے کہ ہر بار کچھ نہ کچھ لینے سے توکل میں کمی واقع ہوتی ہے کہ دیکھتے ہی خیال آتا ہے فلاں آیا ہے تو فلاں چیز دے گا اور اس طرح تمہارے لئے بار بار آنے میں رکاوٹ بھی ہوگی کہ سوچو گے اب ملاقات کو جاؤں تو پہلے اتنی رقم کا بندوبست کروں، بہرحال دونوں کے لئے یہ عادت مناسب نہیں نہ تمہارے لئے ہر بار دینا نہ میرے لئے ہر بار لینا۔۔۔

یہ بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مستقل عادت تھی کہ نذر گزارنے والے سے اُس کا ذریعہ مُعاش دریافت فرماتے، اگر اُس کی آمد وجہِ حلال سے ہوتی، بدمذہب اور سودخور نہ ہوتا تو پھر قرض کی بابت سوال فرماتے اگر وہ مقروض ہوتا تو اُس کی بھی نذر قبول نہ فرماتے بلکہ بعض دفعہ ازگرہ خود اس کی امداد فرماتے اور دعائے خیر فرما کر اُسے ادائیگیءِ قرض کی سخت تنبیہ فرماتے کہ مجھے دینے سے بہتر ہے کہ قرض کا بوجھ اپنے سر سے اتارو، اسی طرح جس مال میں یتیم کا حق ہوتا وہ بھی قبول نہ فرماتے۔۔۔

اسی طرح ہمسایوں اور رشتہ داروں کے حقوق کے بارے میں بھی سوال فرماتے اگر اُن میں کوئی مستحقِ امداد و حاجت مند ہوتا تو پہلے اُس کی امداد کا حکم فرما کر ارشاد فرماتے

''تو نے اس بوجھ سے خود کو آزاد کر کے مجھے زیرِ بار کر دیا ہے کہ اس رقم کا سوال روزِ قیامت تجھ سے ہوتا اب مجھ سے اِس کی پرسش ہوگی'' گویا آمد پر اظہارِ ملال فرماتے۔

ایک مرتبہ ملتان کے ایک مشہور نواب ایک ھمیانی میں رقم بھر کر حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں لائے۔ آپ اُس وقت چارپائی پر آرام فرما تھے، انہوں نے وہ ھمیانی آپ کی پائنتی کی طرف رکھ کر نذر قبول کرنے کی درخواست کی۔

آپ نے بلا تأمل اُس ھمیانی کو پاؤں مبارک سے ٹھوکر مار کر نیچے گرا دیا اور فرمایا ''غریبوں پر ظلم اور انگریز حکام کی خوشامد سے جو مال تمہیں حاصل ہوا وہ تمہارے لئے بھی حرام اور میرے لئے بھی حرام ہے، خود بھی حرام کھاتے ہو اور مجھے بھی حرام کھلاتے ہو، میں اس میں سے ذرہ بھر بھی قبول نہ کروں گا'' چنانچہ یہ کلماتِ حقہ سن کر وہ شرمندہ واپس چلے گئے۔

ایک دفعہ کوئی رئیسِ کبیر کثیر رقم لے کر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور نذرانہ پیش کر کے کہنے لگا ''نذرانہ لے لیں اور میرے لئے دعا فرما دیں کہ میرے ہاں لڑکا پیدا ہو'' آپ نے رقم واپس فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''میں نے خدا سے ٹھیکہ تو نہیں کیا کہ نذرانہ لوں اور لڑکا دلواؤں''

کسی نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حج نہ فرمانے کا سبب دریافت کیا تو فرمایا:

ربّ ذوالجلال نے مجھ پر فرض ہی نہیں فرمایا، باقی رہا زیارتِ حرمین شریفین زادھما اللہ تعالیٰ تعظیماً وتشریفاً کہ ہر مسلمان کو اُن کی زیارت کا دلی شوق ہوتا ہے تو (دست مبارک سے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ) یہ ہے حرمِ مکہ اور یہ ہے حرمِ مدینہ علیٰ صاحبھا الصلوٰۃ والسلام۔

حضرت قبلہء عالم و عالمیان خواجہ نور محمد مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزندِ ثانی امامُ الصلحاء حضرت خواجہ نور احمد مہاروی علیہ الرحمۃ کا زمانہء سجادگی حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پایا۔ حضرت صاحبِ سجادہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے شاہزادگان کے ساتھ ملتان جنت نشان بر موقعِ عرسِ مبارک حضرت محبّ اللہ المتعال، خواجہ حافظ محمد جمال ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لاتے تو حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن حضرات کی اپنے دولت خانہ پر دعوت فرماتے یا خانقاہ شریف پر مشرف بزیارت ہوتے تو تمام شاہزادگانِ مہاروی کو نصف نصف روپیہ نذر گزارتے۔

ایک مرتبہ حضرات مہاروی نے نذر قبول فرماتے ہوئے آپ کو ارشاد فرمایا کہ "مولانا صاحب! ہمیں اچھی طرح معلوم ہے کہ آپ کی آمد کس قدر وجہِ حلال سے ہوتی ہے اور آپ کس قدر تحقیق کے بعد ہدایا قبول فرماتے ہیں اس لئے ہم آپ کی نذر علیحدہ رکھ کر شمار کرتے رہتے ہیں، ہم میں سے کوئی کہتا ہے کہ اب میرے پاس حضرت مولانا صاحب ملتانی کی نذر کے چار نصف روپے ہیں، کوئی کہتا ہے کہ پانچ ہیں الغرض ہم آپ کی طرف سے ہدیہ بطورِ فخر قبول کر کے علیحدہ رکھ لیتے ہیں اور ہم نے وصیت کر رکھی ہے کہ ہمارے کفن دفن پر اِس حلال رقم سے خرچ کیا جائے" چنانچہ آپ یہ سن کر آداب بجالائے۔

حضور خواجہ شمس الدین سیالوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی اولاد کو تاکید فرمایا کرتے

تھے کہ "جب کبھی آپ کے علاقہ سے حضورِ اعلیٰ، حضرت فانی فی اللہ مولانا عبید اللہ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پالکی مبارک گزرے یا قرب و جوار میں تمہیں اُن کے قیام کا پتہ چلے تو تم ضرور اُن کی صحبت و زیارت سے مستفیض ہوا کرو" پھر آپ کے فضائل بھی ارشاد فرمایا کرتے سچ ہے۔

"ولی را ولی می شناسد"

یعنی ولی کو ولی ہی پہچانتا ہے

سبحان اللہ! شمس العارفین ہی کیا، اُن کے پیرو مرشد خواجہ ءخواجگان قبلہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جناب میں بھی آپ کو خصوصی مقام حاصل تھا، جیسا کہ "فوز المقال فی خلفائے پیر سیال" کی اِس عبارت سے ظاہر ہے۔

"حضرت خواجہ ءخواجگان قبلہ شاہ محمد سلیمان تونسوی قدس سرہٗ ملتان شریف میں خواجہ عبید اللہ ملتانی قدس سرہٗ کے ہاں تشریف فرما تھے، حضرت قبلہ شمس العارفین بھی اس سفر میں ہمراہ تھے، مسجد کے ایک جانب حضرت قبلہ تونسوی اور دوسری جانب حضرت شمس العارفین بیٹھے تھے۔

خواجہ عبید اللہ ملتانی نے حضرتِ خواجہ شمس العارفین سیالوی کو فرمایا: "آپ درود کبریتِ احمر بھی پڑھا کریں"۔ حضرت خواجہ شمس العارفین نے جواباً فرمایا: "میں تو وہی کچھ پڑھوں گا جو میرے پیرو مرشد فرمائیں گے"۔ حضرت قبلہ ملتانی نے فرمایا اُن سے عرض کر دیتے ہیں۔ چنانچہ اُن کی خدمت میں عرض کیا گیا تو آپ نے درود کبریتِ احمر پڑھنے کی اجازت عطا فرمائی، یہی وجہ ہے کہ حضرت خواجہ شمس العارفین کے تمام خلفاء میں درود کبریتِ احمر شاملِ وظائف ہے۔

نقل ہے کہ کسی نے آپ سے پاک پتن شریف میں موجود ''بہشتی دروازہ'' کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

''میری نظر میں حضرت بابا فریدالدین محمد مسعود گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانہ ءعالیہ پر موجود صرف دروازہ مبارک ہی ''بہشتی دروازہ'' نہیں بلکہ ہر بزرگ کامل ولی کا مکمل آستان بہشتی دروازہ ہوتا ہے۔''

ایک دوسری روایت میں ہے کہ فرمایا ''اگر پاک پتن شریف کو کوئی اِس فقیر عبیداللہ کی نگاہ سے دیکھے تو وہاں کا ہر ٹیلہ بہشتی ٹیلہ ہے''۔

مذاہبِ باطلہ کے خلاف قلمی جہاد:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ بلحاظِ مسلک صحیح العقیدہ اہل سنت والجماعت حنفی المذہب تھے اس لئے جہاں اپنے متوسلین کو سود خوروں، بے نمازیوں، مشرکوں، جاہل صوفیوں اور دنیا دوست علماء کی صحبت سے دور رکھنے کی کوشش فرماتے وہاں فرقہ ءوہابیہ ضالّہ، باطلہ، نجدیہ وغیرہ کی صحبت سے بھی بچنے کی سخت تاکید فرماتے۔

اس ضمن میں یہ بھی ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ:

''اگر میں کسی وہابی کو دیکھ بھی لوں تو چالیس دن تک اس کی نحوست کی وجہ سے وردو وظائف میں ذوق نہیں رہتا''

چنانچہ ''مثنوی تذکرۃ عبیدیہ'' میں ہے

نیر فرمودہ کہ ایں وہّابیاں اہلِ ضلال

دشمنِ حق اندھم پیغمبراں بے قیل وقال

بس رسائل کردردِ مُفسداں نظم ونثر

ازحضورش چوں خراں برونداز شیرانِ نر

ایں چنیں فرمودآں قطبِ زماں باہر کسے

تقویۃ ایمان شاں تخریبِ ایمان بیشکے

زینت الاسلام شاں ریبۃ اسلام دان

طاعن پیشیاں ایں روبہا آخرزمان

گفت من ہستم برائے مومنان ایں زماں

چوں سپراز بدمذاہب خلق را کہف اماں

ترجمہ: حضرت فانی فی اللہ، باقی باللہ، مولانا عبید اللہ ملتانی چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: یہ گمراہ وہابی بے شک اللہ تعالیٰ اور پیغمبروں علیہم السلام کے دشمن ہیں۔

آپ نے اِن کے ردّ میں نظم ونثر میں بہت رسالے تصنیف فرمائے، یہ وہابی آپ سے ایسے ڈرتے ہیں جیسے گدھے شیروں سے۔

قطبِ زماں ہر شخص سے (بلاخوف وخطر) یوں ہی فرماتے کہ ان کی کتاب ''تقویۃ الایمان'' بے شک ''تخریب الایمان'' (ایمان کوقوت دینے کی بجائے خراب کرنے والی) ہے۔

اور کتاب ''زینۃ الاسلام'' ''ریبۃ الاسلام'' (اسلام میں شک ڈالنے والی ہے نہ کہ زینت بخشنے والی) ہے، یہ اس زمانہ کی لومڑیاں ہوکر اپنے سے پہلے ہونے والے بزرگوں پر طعنے مارتے ہیں۔

آپ نے (تحدیث بالنعمۃ کے طور پر) فرمایا میں اس زمانہ کے مؤمنوں کے

لئے بد مذہبوں کے حملوں کا دفاع کرنے کے لئے ڈھال اور مخلوق خداوندی کے لئے پناہ گاہ ہوں۔

کاٹھ دی گُنّی

حمد خدا دا آکھاں ہر دم، کیتس اسانوں سُنّی
رافضی خارجی ناں بنڑایا وہابی کاٹھ دی گُنّی
بھیڑے لوک وہابی ہن، اے دل دے ایہن بد
ظاہر شکلاں صاف ڈسیون، اندر انہاندے گِد
پنج ورہیہ فساد کیتو نے مکہ مدینہ طائف
سب کوں مشرک سڈدے او ہے نہوندے او خائف
فخر وڈائی عجب او ہناہا موجب دشمنی نیکاں
نفس اپنے دے دوست او دائم رکھن نفس تے ٹیکاں
اسماعیل وی ڈاڈا اس دا چنگیاں اُتے طعن
رسم انہاندی ہائی ایہا نسبت کفر تے طعن
پر پوتا او دھیا ڈاڈے کولوں اپنا نام ودھالیس
وچ عرب دے 'ملحد ہندی' اپنا نام دُھرالیس
تلوار زبان دی نال قلم دے خرم علی بھی ماری
کیندا کینداناں مَیں لیواں رسم ایہا ہے جاری
لَا یَتَّخِذُ وْاسَبِیْلًا پڑھ توں اِتَّخِذُ وہُ سَبِیْلًا
نفس اپنے نوں ٹھل زبان بھی ھجو اُپڑھ جمیلا

مہلت ڈے اونہاں نوں تھولی کمَهِّلهُمْ قَلِيلًا

اللہ ہے وکیل اساڈا اِتَّخِذْهُ وَكِيلًا

وَاصْبِرْ كَمَا صَبَرَ قرآن اندر صبر دا اجر جمیل

لے عبیدؔ توں کیا کر سگدا اسٹ سبقل ے تبّل

کرامات:

جامع کمالاتِ ظاہریہ و باطنیہ، عارفِ باللہ، محرمِ اسرار اللہ، حضرت فانی فی اللہ، باقی باللہ، مولانا عبید اللہ ملتانی چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے باوجود اخفاء کرامت کی کوشش کے متعدد کرامات کا ظہور ہوا۔

''مثنوی تذکرہ عبیدیہ'' کے مصنف اور حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خادمِ خاص مولانا الٰہی بخش صاحب علیہ الرحمۃ کے فرزندِ دلبند جناب حاجی محمد عبدالرحمٰن صاحب مرحوم جو انتہائی نیک صورت و نیک سیرت اور خوش طبع آدمی تھے (نمازِ جمعہ تازیست بڑی پابندی سے مسجد رحمانیہ میں خاندان عبیدیہ کی آن حضور قبلہ مولانا محمد عبدالشکور ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اُن کے پیر بھائی بھی تھے کی اقتداء میں ادا کرتے رہے) اکثر یہ قصہ بیان کرتے تھے کہ:

''میرے والدِ ماجد بزرگوار سنایا کرتے تھے کہ میرا ایک دوست ملتان چھاؤنی میں رہتا تھا، ایک روز ازراہِ دوستی دورانِ گفتگو میں نے اُس سے پوچھ لیا کہ تمہاری بیعت کن بزرگوں سے ہے؟ تو اس نے کہا: ابھی تک کسی سے بیعت نہیں ہوا البتہ یہ ارادہ پختہ ہے کہ جس پیر صاحب نے حق تعالیٰ جل شانہ کے جمال بے مثال کے دیدارِ فیض آثار سے مشرف کرایا اُنہی کا مرید ہو جاؤں گا۔

یعنی جس نے اللہ تعالیٰ کی زیارت کروادی اسی سے روحانی رشتہ قائم کروں گا، چنانچہ میں اُسے اپنے پیر روشن ضمیر حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بارگاہِ بیکس پناہ میں لے آیا۔

آپ چارپائی پر تشریف فرما تھے، میں بھی آکر ساتھ بیٹھ رہا اور عرض کی کہ میرا یہ دوست اس شرط پر مرید ہوتا ہے کہ آپ اِسے اللہ تعالیٰ جل شانہ کا دیدار کروادیں۔

یہ سنتے ہی آپ کا جمال جلال میں بدل گیا اور اس دوست کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ میاں! کیا تم نے یہ بات کہی ہے؟ اس نے عرض کی جی ہاں! چنانچہ آپ نے فوراً فرمایا:

''مجھ فقیر عبید اللہ ہی کو پہلے آنکھ بھر کر دیکھ لے (اگر تسلی ہو جائے تو ٹھیک ورنہ بقیہ تشنگی بھی دور کر دیں گے) اور یہ فرماتے ہی آپ نے خود کو بے حجاب فرما دیا۔ یعنی وہ برقعہ اتار دیا جس کے متعلق کہا گیا ہے۔

برقعہ بر رخسار پوشیدہ عبید اللہ شدی

صد ہزاراں خفتہ دل را بخت بیدار آمدی

لہٰذا اُس نے آنکھ بھر کر دیکھنے کی جسارت کی تو معاً دیکھتے ہی اوندھے منہ گر گیا اور کافی دیر بے ہوش رہا، جب ہوش میں آیا تو اپنی شرط سے رجوع کرتا ہوا قدمبوس ہوا۔

آپ نے فرمایا میاں! جب مجھ فقیر کو (بے حجابی کی حالت میں) دیکھنے کی قدرت و اہلیت نہیں تو رب تعالیٰ جل مجدہ کو دیکھنے کی تمنا کیسے کی (جس نے اپنی ذاتِ پاک کے بارے میں خود قرآن مجید میں فرمایا لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَ هُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ.

ترجمہ: نہیں گھیر سکتیں اُسے نظریں اور وہ گھیرے ہوئے ہے سب نظروں کو)۔ پھر اُس نے بیعت کی، آپ نے قبول فرما کر مشرف بہ بیعت فرمایا۔

ایک دوسری روایت یوں ہے کہ کسی انگریز افسر کی بگھی چلانے والا ملازم آنحضور قبلہ فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا غلام تھا جو ایک دن پریشانی کے عالم میں بیٹھا آپ کی مٹھیاں بھر رہا تھا، آپ نے پوچھا میاں! آج پریشان کیوں ہو؟

عرض کی حضور! میرا افسر کہتا ہے جو مجھے اللہ تبارک وتعالیٰ کی زیارت کرائے گا اسی کے ہاتھ پر اسلام قبول کروں گا۔

آپ نے فرمایا: اُسے لے آؤ، چنانچہ وہ لے آیا تو حاضر ہونے پر آپ نے اُس کی طرف انگلی مبارک سے اشارہ کرتے ہوئے پوچھا یہی شخص ہے جو اپنے اسلام کو حق تعالیٰ جل شانہ کی زیارت سے مشروط کرتا ہے؟ تو آپ کے محض اشارہ فرمانے پر ہی وہ بے خود ہو کر لوٹ پوٹ ہونے لگا، کافی دیر بعد جب ہوش میں آیا تو مشرف بہ اسلام ہوا۔

قلبی خطرہ پر مطلع ہونا:

ساجھیوال ضلع جھنگ کا ایک بافندہ (یعنی کپڑا بننے والا) محمد حامد نامی آپ کا معتقد تھا، ایک دفعہ عازم ملتان جنت نشان ہونے لگا تو ایک کپڑا اپنے ہمراہ لیا بہ ایں ارادہ کہ ملتان میں تقریباً ایک روپیہ تک بہ آسانی فروخت ہو جائے گا تو آدھا روپیہ حضرت فانی فی اللہ باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نذر گزاروں گا اور بقایا رقم سے گھریلو ضرورت کا سامان خرید کروں گا۔

چنانچہ جب وہ ملتان شریف پہنچا تو ان دنوں حسن اتفاق سے کپڑے کے نرخوں میں کافی اضافہ ہو چکا تھا لہٰذا وہ کپڑا ایک روپیہ کی بجائے دو روپے کے عوض

فروخت ہوا۔ فرطِ مسرت سے اس نے بوقتِ قدمبوسی حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آٹھ آنہ کی بجائے ایک روپیہ بطورِ نذر پیش کیا، آپ نے اپنے قلمدان سے آٹھ آنے نکال کر واپس عنایت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: کہ جو ارادہ جھنگ میں کیا تھا اسی پر کار بند رہو، اب میرا اس سے زائد حق نہیں بنتا بقایا رقم اپنی گھریلو ضرورت کی اشیاء میں صَرف کرو۔

دریا کا رُخ بدل جانا:

نقل ہے کہ بستی مراد آباد (ضلع مظفر گڑھ) کے متوسلین و معتقدین نے آپ کی دعوت کی تو آپ وہاں تشریف لے گئے، پہنچنے پر تمام لوگ ستاروں کی مثل ماہِ کامل کے گرد جمع ہو گئے، پھر آپ کی پالکی شریف اُٹھائی اور دریا کے کنارے لے جا کر رکھ دی پھر عرض کرنے لگے حضور! دَریا کا رُخ روز بَروز ہماری زمینوں اور مکانات کی طرف پھرتا جا رہا ہے جس سے ہمیں کافی نقصان ہو رہا ہے اور مزید نقصان کا اندیشہ ہے، آپ دعا فرما دیں کہ اس کا رُخ بدل جائے اور حسبِ سابق جیسے بہتا تھا ویسے بہنے لگے۔ اس پر آپ نے دستِ مبارک سے اشارہ فرماتے ہوئے فرمایا: کہ تمہارا خیال ہو گا کہ اس راستہ کی بجائے سابقہ راستہ پر چلے؟ اتنا فرما کر آپ نے دستِ مبارک اپنے چہرہ اقدس پر پھیرتے ہوئے فرمایا بِرَحْمَتِکَ یَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ گویا دُعا ختم فرما دی۔ ربّ ذوالجلال کی قُدرتِ کاملہ چند ہی دنوں میں دَریا نے رُخ بدل لیا اور مکمل طور پر سابقہ راستہ پر بہنے لگا۔

تصنیفات:

سیدُ العلماء حضرت فانی فی اللہ، باقی باللہ، مولانا عبید اللہ ملتانی چشتی رضی اللہ

تعالیٰ عنہ وباطنیہ میں بحمدہٖ تعالیٰ بحرِ موّاج تھے۔

آپ نے مخلوق کی ہدایت کے لئے اپنے علم کی زکوٰۃ درس وتدریس اور وعظ ونصیحت کے علاوہ اِس طرح بھی ادا فرمائی کہ مختلف فنون پر عربی، فارسی، پنجابی، ہندی اور سرائیکی میں نظم ونثر پر مشتمل بے حد مفید کتابیں اور رسائل تصنیف فرمائے جن کی تعداد کم وبیش ایک سو تک پہنچتی ہے۔ جیسا کہ ''مثنوی تذکرہ عبیدیہ'' میں ہے۔

حضرت مولانا محمد عبدالحیٔ لکھنوی نے اپنی تصنیف لطیف ''نزہۃ الخواطر'' کی آٹھویں جلد میں آپ کا تعارف کراتے ہوئے خراجِ عقیدت پیش کیا ہے۔ مناسب ہے کہ اُسے یہاں نقل کر دیا جائے۔

''الشیخ الصالح عبید اللہ بن قدرۃ اللہ الحنفی الملتانی احد المشائخ الچشتیۃ ولد و نشاء بملتان وقراء العلم علی والدہ ثم اخذ عن المولوی گل محمد و قراء علیہ سائر الکتب الدرسیۃ و درس وافادۃً طویلۃ بمدینۃ ملتان، ثم اخذ الطریقۃ عن الشیخ خدا بخش الخیر بوری وتولی الشیاخۃ بعدہ، اخذ عنہ خلق کثیر من العلماء والمشائخ ، و کان شیخا جلیلا مھابا رفیع القدر کبیر المنزلۃ عظیم الورع والعزیمۃ لہ مصنفات عدیدۃ توفی یوم الجمعۃ لست خلون من جمادی الاولی سنۃ خمس و ثلاث مائۃ والف بمدینۃ ملتان.

ترجمہ: مشائخ چشت میں ایک نیک سیرت بزرگ عبیداللہ بن قدرۃ اللہ ملتانی حنفی ہیں جو ملتان میں تولد پذیر ہوئے اور یہیں پرورش پائی، اپنے والد سے تعلیم حاصل کی پھر بقایا درسی کتب مولوی گل محمد صاحب سے پڑھیں۔

ملتان میں کافی عرصہ درس و تدریس کے سلسلہ میں نفع پہنچاتے رہے، پھر طریقت میں حضرت الشیخ خواجہ خدا بخش خیر پوری سے فائدہ حاصل کر کے اُن کے بعد بزرگی میں اُن کے نائب اور والی بنے، ان سے علماء و مشائخ کی کثیر تعداد نے فائدہ حاصل کیا اور یہ جلیل القدر بزرگ، شوکت و عظمت، بلند شان اور بڑی عزت و مرتبہ والے، انتہائی متقی صاحبِ استقامت اور صاحبِ تصانیف تھے۔ آپ کی تصانیف سو کے قریب ہیں۔

یہاں آپ کی چند تصانیف کے صرف نام درج کئے جاتے ہیں مزید تفصیل کے لئے ''عبادُ الرحمان'' کا مطالعہ کیجئے۔

۱۔ تفسیر قرآن شریف سورۃ فاتحہ تا سورۃ ناس

۲۔ **دلائل الایمان فی الهدایة والا یقان**

۳۔ تفسیر قاب قوسین

۴۔ **تلخیص البیان فی نبذة من علامات المهدی آخر الزمان**

۵۔ سلسلہءِ نسب حضور پرنور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

۶۔ **فتح العبید**

۷۔ **رَدّ الضَّالین** (جو کہ اہلِ تشیع و وہابی، نجدی لوگوں کے رد میں بے مثل کتاب ہے، انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب مع ترجمہ شائع کی جائے گی)

۸۔ **ردّالوھابیہ (کلاں)**

۹۔ **ردالوھابیہ (خورد)**

۱۰۔ **تحقیقِ مسائل مختلفه بین الوهابیه و اهلِ سُنة**

۱۱. فقیه التقلید و بطلان القول الجدید

۱۲. ردالانکار علی حلق الراس غیر مطبوعہ

۱۳. تعلیم الصبیان

۱۴. تعلیم النساء

۱۵. اورادتمام سال وادعیہ

۱۶. قول فصل فی البیعة والسماع و شرح مُفصل

۱۷. لزوم حُسنِ ظن بر سخنهائے مقبولان ذی المنن

۱۸. اُصول حافظیه

۱۹. ذوقیہ شریف

۲۰. حکمت وفائدہ نسیان

۲۱. هدایة الطّلاب

۲۲. ضغث مضروب

۲۳. تعیین اوقاة الصلوٰة الخمس

۲۴. مسفار الحج

۲۵. رسالة الغنیٰ و الفقر

۲۶. مذاهب الاولیاء فی قبول الهدایا

۲۷. سِرِّ دلبراں (جوکہ آپ کے پیشِ نظر ہے)

۲۸. تحقیق الآدب

۲۹. تحقیق اسماء شهور قمریه

۳۰. وفیات الاعیان

۳۱.سیر السماء

۳۲.رفیقیه شرح توفیقیه

۳۳. رِسالة الدخان

۳۴.رساله درمنطق

۳۵. اَدعیہ قُرآنی برائے خیریت دوجہانی

۳۶.رساله فی التصوف

۳۷.الهام الصواب

۳۸. اعانة المریدین فی ردّ الشیاطین والمعاندین

۳۹. وصایاعبیدیہ الموسومہ بہ دَفع الفساد والجدال

۴۰. شرح اشعارحضرت الشیخ علی حیدرصاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

۴۱۔ شرح اشعارحضرت خواجہ حافظ شیرازی رحمہ اللہ تعالیٰ

۴۲۔شرابِ طہور

۴۳۔آداب المُریدین

۴۴۔منظومہ سلسلۂ عالیہ

۴۵۔قصائدِ عبیدیہ

۴۶۔ذکرِ لطائف

۴۷۔مثنوی عُبیدیہ (کلاں)

۴۸۔مثنوی عبیدیہ (خورد)

۴۹۔تہذیب وترصیف ابیات علمِ میراث

۵۰۔دیوان چراغ عُبید یہ المعروف بہ داستان معرفت

۵۱۔رسالۃ النحو

۵۲۔رسالہ ملائیۃ

۵۳۔توفیقیہ ھندی

۵۴۔عیوب النفس

۵۵۔تحفہءزناں

۵۶۔سی حرفی درمعرفت

وصال:

حضور سراپا نور، مفتی محمد عبدالشکور صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ مجھے مولوی خیر الدین صابر ملتانی نے بیان کیا کہ ایک دن ایک وکیل صاحب نے مجھے بتلایا کہ آج تمہارے پیرومرشد حضرت فانی فی اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی چارپائی سے نیچے اتر کر مٹی کے برتن میں سے کچھ رقم شمار کرتے دیکھا ہے، جس سے مجھے سخت تعجب ہوا کہ ساری زندگی جس زر سے مجتنب رہے اب کس غرض سے نامعلوم رقم شماری ہو رہی ہے، چنانچہ مجھ (صابر ملتانی) کو بھی خلافِ معمول یہ بات سن کر حیرت ہوئی۔

تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ آپ نے کچھ رقم سفرِ آخرت کی تیاری کے لئے مختص فرمائی تھی جو آپ نے اپنے فرزندِ دلبند حضور خواجہ عبدالرحمٰن صاحب عربی غریبِ نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے فرمائی۔ اس طرح اپنے کفن کا کپڑا بھی حینِ حیات میں تیار کرنے کے لئے کسی خاص معتقد کو باوضو ہوکر کپاس چننے، دھاگہ بنانے اور کپڑا بننے

کا حکم فرمایا تھا، چنانچہ حسبِ ارشاد ایسا ہی کیا گیا، لہٰذا موٹے دھاگے کے اِس کپڑا سمیت آپ نے وہ رقم اپنے فرزندِ اکبر حضور شیخ العرب والعجم عربی غریب نواز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مرحمت فرما کر وصیت فرمائی کہ اسی کپڑا میں مجھے کفن دیا جائے اور میرے دفن وغیرہ امور پر یہی رقم صَرف کی جائے۔

اخیر عمر میں بوجہ ضعف و کمزوری آپ صرف فرضی نمازیں کھڑے ہو کر ادا فرماتے جبکہ سنن ونوافل بیٹھ کر ادا فرماتے اور اگر قعدہ وقیام یعنی نماز میں اٹھنے بیٹھنے کی طاقت بھی نہ ہوتی اور آپ صاحب السریر ہوتے تو نماز روبقبلہ ہو کر لیٹے لیٹے ہی صرف سرمبارک کے اشارہ سے ادا فرماتے جیسا کہ ''مثنوی تذکرہ عبیدیہ'' میں ہے۔

ہم میانِ ضعف پیری فرض کردی با قیام
جز نماز فرض بنشتہ ادا کردی مدام
گر نباشد در نمازش قدرۃ قعدہ قیام
روبقبلہ، خفتہ با ایمائے سر آرد تمام

اسی دوران آپ کو نصیب دشمناں موسمی بخار بھی لاحق ہوا جس کی وجہ سے آپ کی طبع مبارک جو پہلے ہی سے علیل تھی، زیادتی مرض کا شکار ہوگئی اور بالآخر مقبول ربانی، مقربِ یزدانی، قطبُ الواصلین، سندُ الکاملین، محبوبِ الٰہی حضرتِ فانی فی اللہ، باقی باللہ، مولانا المولوی عبیداللہ الملتانی الچشتی القادری ۶ / جمادی الاولیٰ ۱۳۰۵ھ بمطابق ۲۰ جنوری ۱۸۸۸ء عیسوی بروز جمعۃ المبارک بوقتِ چاشت دورانِ ذکر

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ (جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم)

دارِ فنا سے سوئے بقا روانہ ہو کر واصل باللہ ہوئے۔

انا للّٰہ و انا الیہ راجعون.

ہم اللہ تعالیٰ ہی کے لیئے ہیں اور ہم اسی ذات پاک ہی کی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔

اس وقت آپ کی عمر چھیاسی برس تھی۔ بعدازوفات حسرتِ آیات آپ کی وصیت کے مطابق آپ کے جسدِ اطہر کو آپ کے برادرِ کلاں جناب حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب اور فرزندِ کلاں جناب حضرت مولانا محمد عبدالرحمٰن صاحب نے غُسل دیا۔

تجہیز و تکفین کے دوران ہی آپ کے وصال پُرملال کی خبر وحشت اثر سُن کر دُور دَراز سے لوگ اس طرح جوق در جوق جمع ہونے لگے کہ اہلِ زمانہ نے اس قدر ہجوم کسی جنازہ پر نہ دیکھا تھا۔

''خاتمہ گلزارِ جمالیہ'' میں ہے:

''در جنازہ حضرتِ ایشاں علیہ الرحمہ چنداں خلق جمع شدہ بود کہ در عدد حصر ہیچکس نمے آمد و ہمہ کسان از حاضرین متعجب بودند چہ موافقین چہ مخالفین قائلین ما **رأینا مثل ھذا لا زدحام علی جنازۃ احد وکان قد شرع من الوقت الوصال الیٰ حصول الدفن السحاب الماطر قلیلًا قلیلًا''.**

یعنی آپ کے وِصال کے وقت سے لے کر حصولِ دفن تک بوندا باندی ہوتی رہی اور جنازہ کی نماز میں شرکت کے لیے ہجوم جو کسی کے شمار میں نہ آسکتا تھا کو دیکھ کر دوست دُشمن سب حیران تھے۔ کہنے والے یوں بھی کہہ رہے تھے کہ ہم نے آج تک کسی کے جنازہ میں اتنا ہجوم نہیں دیکھا۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چُونکہ طبعی علالت کے پیشِ نظر اس دفعہ حضرت محبّ اللہ

المتعال خواجہ حافظ محمد جمال ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس مُبارک میں شمولیت نہ فرما رہے تھے اس لیے اپنے فرزندِ اکبر حُضور خواجہ عربی غریب نوازِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وصیت فرمائی کہ ''ساری زندگی مُجھ سے حُضور مظہر جمال الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عرسِ مبارک قضا نہیں ہوالہٰذا آج بھی قضا نہ ہونے پائے''۔

چنانچہ تجہیز وتکفین کے بعد اسی ہجوم کی معیت میں حسبِ وصیّت آپ کا جنازہ دربارِ عالیہ حضرت خواجہ حافظ جمال اللہ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف لے جایا گیا۔

چنانچہ مجلس سماع میں آپ کو شریک کیا گیا، آپ کے فرزند اکبر کٹھرے میں پڑی ہمیانی سے رقم اُٹھا اُٹھا کر آپ کی طرف سے قوالوں کو پیش فرماتے رہے، جبکہ ہزارہا عقیدت مند پروانوں کی مثل چارپائی پر نچھاور ہو رہے تھے۔

بیشمار مخلوق خداوندی آپ کے فراق میں گریاں وغم کناں تھی۔ اس دن کے غم واندوہ کی کیفیت زبانِ قلم سے بیان نہیں کی جاسکتی۔

الغرض عرس شریف کی تقریبات ختم ہونے پر حاضرینِ مجلس وزائرین کرام اور مشائخ کبار خصوصاً حضراتِ سجادگانِ والا شان حضرت قبلہء عالم وعالمیان مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہم سب نے عام خاص باغ میں بعد اَدائیگی نماز جمعتہ المبارک آپ کی نمازِ جنازہ پڑھی۔ فریضہء امامت حسبِ وصیت آپ کے فرزندِ اکبر سرگروہ حلیمان حضرت مولانا محمد عبدالرحمٰن عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ادا فرمایا جیسا کہ ''مثنوی تذکرہ عبیدیہ'' میں ہے۔

جمعہ را کردہ ادا خواندند بروے نماز
شد امام خلق فرزند کبیرش اہلِ راز

بعد از ادائیگی نماز جنازہ اشکبار آنکھوں سے آپ کے جسدِ اطہر کو محلّہ قدیر آباد کی طرف لایا گیا اور مسجدِ ''عبیدیہ'' و مسجد ''رحمانیہ'' کے درمیانی باغیچہ میں بوقتِ عصر محبوبِ خدا و سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے دیدارِ فیض آثار سے مشرف ہونے اور سعادتِ وصل محبوبِ حقیقی حق تعالیٰ جل شانہ کے حُصول کے لیے بسترِ نَمْ کَنَوْمَةِ الْعُرُوسِ (دلہن کی سی بے فکری والی نیند سو جایئے) پر سُلا دیا گیا۔

اگر کسی نے آپ کے تفصیلی حالات سے آگاہی حاصل کرنی ہو تو ''عبادُالرحمان'' کا مطالعہ کرے، یہاں صرف تعارف ہی مقصود تھا۔

ترجمہ

سِرِّ دِلبراں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''سِرّ دلبراں'' اصلہ مؤلّفۃ حضورِ اعلیٰ، عمدۃ الاصفیاء، زبدۃ الاتقیاء، سلطان الاولیاء، فانی فی اللہ، باقی باللہ، حضرت مولانا مولوی خواجہء خواجگان عبید اللہ الملتانی الچشتی القادری، جانشینِ محبوب الالٰہ، عمدۃ الصلحاء، رئیس العلماء، فخر العاشقین، حریق المحبت، یگانہء سلسلہء عالیہ، عکس ولایتِ حضرتِ محبّ اللہ المتعال، خواجہء خواجگان حافظ محمد جمال اللہ الملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ومرکزِ نظر، حضرت قبلہء عالمیان، محبوب الالٰہ و الرّسول (جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم) خواجہء خواجگان، شیخ الاولیاء نورِ محمد مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خواجہء خواجگان مولانا مولوی خدا بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عنابو سیلتہٖ اللّٰھم اٰمین بجاہ النبی الامین صَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم.

ابتدات بنامِ ایزد، برتر، معبودِ حقیقی، وحدہٗ لا شریک لہ، واتبرک باسمہ تعالیٰ عزوجل و صلیت وسلمت علی حبیبہ وخاصّۃ خلقہ سید المرسلین رحمۃ للعلمین شفیع المذنبین مُحَمَّدِ المصطفیٰ المختار و علٰی اٰلہٖ وصحبہ اجمعین وبعد فشرعت فی ترجمتہٖ مستعینا باللہ تعالیٰ اللّٰھم بارک لی فی فھمی و علمی و عملی و ترجمتہٖ واجنبنی عن الکذب والریاء بحرمۃ وسیلۃ الخلائق کلھم اجمعین فی الدنیا والاٰخرۃ سید نا محمد صَلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم و تقبل منا برحمتک یا ارحم الرٰحمین.

(حمد وصلوٰۃ کے بعد آیئے! اب اصل کتاب اور اس کے ترجمہ کی طرف چلتے ہیں)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی خرق علینا الاسباب و اظھرلنا باب الابواب وغلق علینا ابواب الخلق وفتح لنا بابہ بعد الغلق ونجانا عن التصنع والملق ففرج کرباتنا وانقذنا عن الاضطراب والفلق واخرجنا عن غیاھب شھوات الفرج والحلق۔۔۔

ہمہ حمد وستائش (سب طرح کی تعریفیں) اُس معبودِ حقیق کے لیے (ہیں) جس نے ہمیں اسباب مہیا کئے اور وہ جس نے ہمہ ابواب کے باب (اپنے راستے) کو ہمارے لئے ظاہر فرمایا اور وہ جس نے مخلوق کے ابواب کو ہم پر بند فرمایا اور (اسکے عوض) اپنا باب (مخلوق کے دروازوں کی) بندش کے بعد کشادہ فرمایا۔

اور ہمیں (مخلوق کی ہر قسم کی) خوشامد اور تصنع سے نجات بخشی پھر ہمارے غموں کو دُور فرمایا اور ہمارے قلوب کو اضطراب وغفلت سے خلاصی عطاء فرمائی اور وہی ہے جس نے ہمیں غلبۂ شہوات وخواہشاتِ نفس سے محفوظ رکھا۔

اِذَا مَسَّنِی کَرْبٌ یُفَرِّجُ کَرْبَتِی

وَیَنْصُرُنی رَبِّی وَ یَرْحَمُ غُرْبَتِی

جب مجھ پر مصائب کا نزول ہوتا ہے تو میرا رب (جل مجدہٗ) ہی مجھے غموں سے نجات دیتا ہے۔ اور وہی میری مدد فرماتا ہے اور وہی میری ناداری پر رحم وکرم فرماتا ہے۔

اور وہی تمام عالم کا پروردگار ہے جس نے مجھے پیدا فرمایا اور اسی نے مجھے ہدایت فرمائی اور وہی مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے اور جب مجھے مرض لاحق ہوتا ہے تو وہی مجھے شفاء عطاء فرماتا ہے اور وہی میری موت وزندگی کا مالک ہے اور وہی رب عزوجل

ہے جس سے میں طلب (سوال) کرتا ہوں کہ وہی بدلے (یعنی قیامت) کے دن میری مغفرت فرمائے۔

اور تمام فضل واحسان اور سلام اللہ تعالیٰ کے نازل ہوں انبیاء و رُسل علیھم الصلوات والتسلیمات کے سردار صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم پر کہ جن کا وجود نہ ہوتا تو کائنات نہ ہوتی اور نہ ہی ملائکہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرتے اور نہ ہی وحدہٗ لا شریک لہ جل شانہٗ کی ربوبیت ظاہر ہوتی اور نہ ہی محبت ومحبوبیت کا ظہور ہوتا اور (سلام ہوں) ان کی آل واصحاب پر، جو کہ انبیاء ومرسلین وصدیقین وشُھداء وصالحین ہیں جو اسلام کے ستارے اور تاریکیوں کے چراغ ہیں۔

فَاِنَّہٗ شَمْسُ فَضْلٍ ھُمْ کَوَاکِبُھَا

یُظْھِرُنَ اَنْوَارَھَا لِلنَّاسِ فِی الظُّلَمِ

بلاشبہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم عظمت وفضل کا آفتاب ہیں اور وہ (صحابہء کرام) ان کے ستارے (جو کہ) اُسی آفتاب کا نور، اجالے اور کرنیں تاریکیوں میں انسانوں کے لیے بکھیرتے ہیں۔

حمد وصلوٰۃ وسلام کے بعد۔۔۔

یہ چند اوراق ہیں جن میں اُن پاکیزہ معطرات ۔۔۔اور ستھری مہکوں ۔۔۔اور نور دار لاٹوں۔۔۔ اور انتخاب شدہ جامع کلمات۔۔۔اور اقتباس شدہ برقوں ۔۔۔اور گزارش کی گئی چمکوں۔۔۔اور نچھاور کی گئی کرامتوں کی فتوحات۔۔۔اور ہدایت کے خوشبودار جھونکوں۔۔۔اور معرفت وعرفان کی بارانِ رحمت کی چھینٹوں۔۔۔اور آنکھوں کو نور عطاء کرنیوالی روشنیوں کا ذکر وبیان ہے۔

جن کو میں نے اللہ کے نورِ جمال کا مظہر ---نظامِ تجلیات کلیمی کے فخر---بے انتہا تجلیات کے منبع---اخلاقِ غریبی و شاہی کے جامع---اللہ تعالیٰ کے فیوض کے منبع---رب العالمین کے فضل و کرم کے ورود کی جگہ---کمزوروں کی جائے پناہ---درویشوں کی تربیت گاہ---تمام متقین سے بڑھ کر متقی---تمام علماء سے بڑھ کر عالم---تمام افاضل سے بڑھ کر فاضل---عارفوں کے شہنشاہ ---زاہدین کے بادشاہ ---مساکین سے محبت کرنے والے---اللہ رب العالمین کے محبوب---عارفین جن سے رغبت رکھتے ہیں---عاشقین کے مقصود ---اصحابِ تقویٰ کے مطلوب ---مریدین کی مراد---حق الیقین کا خزانہ ---اللہ تعالیٰ کی زمین میں اللہ تعالیٰ کے محبوب --- شیخ الاسلام والمسلمین---مخلوق کے فریاد رس ---طریقتوں کے قطب ---غلط علاقوں کو کاٹنے والے---حقیقتوں کو جمع فرمانیوالے---میثاق وعہود کی رونق---علوم و معرفت کے جامع--- بدعتوں کے قطع فرمانے والے--- ہر خاص وعام کو نفع پہنچانے والے --- قوی و ضعیف کو خوش فرمانے والے --- شریعت کی دلیل---طریقت کے سورج ---معرفت وحقیقت کے سمندر --- مسکین نواز---محبت کی علامت---فانی فی المحبوب---باقی بالمطلوب---ہر ناتوان وعاجز کی پناہ گاہ--- بظاہر درویشی کے مدارج پر حاوی ---باطنی طور پر شاہی مراتب کے جامع---غریبی و مسکینی کی بنیادیں قائم کرنے والے---اللہ تعالیٰ رحمٰن کی کرم نوازیوں کا اظہار--- نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے آداب و اَخلاق سے آراستہ--- ہدایت تلاش کرنیوالوں (مسترشدین) کا قبلہ---(مسترشدین سے

میری مراد سا کین ہیں) ابوالحسن الخرقانی الثانی، المولوی خواجہ خدا بخش الملتانی نور اللہُ مرقدہ وبرّدَ مضجعہ (اللہ تعالیٰ آپ کی مرقد مبارک کو نور سے لبریز فرمائے اور آپ کے سونے کی جگہ کو جنت بنائے) سے دیکھا، سنا، سونگھا اور حاصل کیا۔

واجب آمد چوں کہ آمد نامِ او

شرح کردن رمزے از انعام او

جب کہ محبوب کا نامِ نامی آیا تو انکے الطاف و کرم سے تھوڑا سا بیان کرنا واجب ہوا۔

گرچہ عاجز آمد ایں عقل از بیاں

عاجزانہ جنبشِ باید دراں

اگرچہ عقل اسکے (مکمل) بیان سے عاجز ہے پھر بھی اس میں زبان کو تھوڑی سی جنبش چاہیے۔

اِنْ شَیْئاً کُلُّہٗ لَا یُدْرَکُ

فَاعْلَمُوْا اَنَّ کُلَّہٗ لَا یُتْرَکُ

اگر کسی چیز کا پورا پورا ادراک نہ ہو سکے تو پھر بھی جان لو کہ وہ ساری کی ساری متروک بھی نہیں ہو سکتی۔

من بگویم وصف تو تا رہ برند

پیش ازاں پس موت حسرت مے برند

میں تیرے اوصاف اس لئے بیان کرتا ہوں تا کہ لوگ اس سے ہدایت پائیں اس سے قبل کہ موت کے وقت وہ اس سے محروم رہنے کا افسوس کریں۔

نورِ حقی و بحق جذّاب جاں

خلق در ظلماتِ اَند وہم گماں

تو اللہ تعالیٰ کا نور ہے اور حق تعالیٰ کی طرف تیری روح کھنچی جاتی ہے جبکہ دیگر لوگ ظلمات (اندھیرے) اور وہم وگمان کا شکار ہیں۔

گر نبودے خلق محبوب وکثیف

ور نبودے خلقھا تنگ وضعیف

اگر خلقت لطیف و کثیف نہ ہوتی اور اسی طرح اگر تنگ اور کمزور نہ ہوتی (کیونکہ کچھ لوگ اہل اللہ کے رموز واسرا کو سمجھتے ہیں اور کچھ لوگ نہیں)

در مدیحت دادِ معنٰی دادمے

غیرِ ایں منطق لبے نکشادمے

تو مَیں تیری تعریف میں مفہوم پورے کا پورا واضح کر دیتا اور اسکے سوا کبھی زبان نہ کھولتا۔

مدح وتعریف است تخریق حجاب

فارغ است از مدح وتعریف آفتاب

(لیکن یاد رہے کہ) کسی کی تعریف ومدحت کا مطلب اسکے رخ سے حجابات کا اٹھا دینا ہوتا ہے، اسی لئے آفتاب کو تعریف کی ضرورت نہیں کیونکہ اس پر کوئی حجاب نہیں (وہ اپنی تعریف خود بیان کرتا ہے)

کُلُّ شَیْءٍ قَا لَہٗ غَیْرُ الْمُفِیْقِ

اِنْ تَکَلَّفُ اَوْ تَصَلَّفُ لَا یَلِیْقُ

(اس کے باوجود) اگر کوئی بے خودی (کی کیفیت) میں کسی (آفتاب جیسی روشن و منور) چیز (کے اوصاف) کو بیان کرنا چاہے، تو خواہ وہ تکلف سے کام لے یا طویل کلام سے اُس کی حقیقت کو وہ کبھی بیان نہیں کر سکے گا۔

لیک بہرِ حق صحبت سالھا

باز گویم شمہء زاں حالھا

لیکن سالہا سال کی صحبت (فیض اثر) کے شکریہ میں اُن حالات سے کچھ نہ کچھ پھر بھی بیان کر دینا چاہئے۔

تا زمین و آسماں خنداں شود

عقل وروح و دیدہ صد چنداں شود

تا کہ زمین و آسمان (اس بیان سے) خوشی میں کِھل اُٹھیں اور عقل، روح اور آنکھیں سوگنا روشن ہو جائیں۔

مدح تو حیف است درزندانیاں

می کنم در مجمع روحانیاں

(اپنے نفس کے) قیدیوں کے سامنے تیری مدحت و توصیف حیف ہے (مناسب نہیں) مناسب یہ ہے کہ تیری تعریف اہلِ روحانیت کے سامنے کروں۔

مادحِ خورشید مداح خود است

کہ دو چشم روشن و نامرمد است

آفتاب کی تعریف کرنے والا خود اپنی (بصارت کی) تعریف کرتا ہے کہ میری دونوں آنکھیں روشن ہیں آفت زدہ نہیں۔

ذمّ خورشید جہاں ذم خود است

کہ دو چشم کور و تاریک و بد است

آفتاب کی مذمت کرنا اپنی مذمت کرنا ہے کہ میری آنکھیں بصارت سے محروم اور بے کار ہیں۔

پس خوشؔ آں باشد کہ سرِ دلبراں

گفتہ آید در حدیث دیگراں

پھر کتنا اچھا ہے کہ محبوبوں کی بات (تعریف) دوسروں لوگوں کی زبان سے ادا کی جائے۔

پس تو اینجا مدح آں یارِ نگار

در مضامینِ قصصہا گوش دار

پھر اب تُو اُس خوبصورت محبوب کی مدحت کو قصوں کے مضامین میں کان لگا کر سن لے۔

اللہ جل مجدہٗ ارشاد فرماتا ہے:

وَكُلًّا نَقُصُّ عَلَيكَ مِنْ اَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِه فُوَادَكَ

''اور رسولوں کی خبروں میں سے وہ سب باتیں ہم آپ پر بیان فرماتے ہیں جن سے ہم آپ کے قلبِ مبارک کو ٹھہرائیں''۔ (یعنی بزرگوں کی باتیں تسکینِ قلب کا باعث ہوتی ہیں)

اور سید الطائفہ حضرت ابوالقاسم الجنید البغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے:

''حِكَايَاتُ الْمَشَائِخِ جُنُدٌ مِنْ جُنُدِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ''

یعنی حکایاتِ مشائخ اللہ تعالیٰ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہیں یعنی اُن کا فیضان دلوں میں اتر جاتا ہے۔

چونکہ شد خورشید و مارا کرد داغ
چارہ نبود بر مقامش از چراغ

جبکہ وہ آفتابِ ولایت ہم کو داغِ مفارقت دے کر غروب ہو گئے۔ اب ان کے قائم مقام چراغ کام نہیں دے گا۔

چونکہ شد از پیش دیدہ وصل یار
نائبِ یادِ از اں ماں یادگار

اب کہ ہماری آنکھوں کے سامنے سے محبوب کا وصل رخصت ہوا، ہمارے لئے ان کی یاد ان کے دیدار کا نائب بن کر ساتھ ہے۔

چونکہ گل بگزشت و گلشن شد خراب
بوئے گل را از کہ یابیم از گلاب

جبکہ پھول کی بہار ختم ہوگئی اور گلشن ویران ہو گیا تو اب ہم پھول کی خوشبو کس سے پائیں؟ (ہاں) عرقِ گلاب سے۔

چوں خدا اندر نیاید در عیاں
نائبِ حقند ایں پیغمبراں

جب اللہ تعالیٰ کا دیدار اس دنیا میں مشکل ہے تو حضراتِ انبیاء کرام علیھم الصلوات والتسلیمات اللہ تعالیٰ کے نائب (تو موجود) ہیں (لہٰذا انہی کے دیدار سے آنکھیں منور کریں)۔

نے غلط گفتم کہ نائب یا منوب

گر دو پنداری قبیح آید نہ خوب

نہیں !نہیں !میں غلط کہہ گیا! نائب یا اصل (حقیقت میں ایک ہی ہیں) اگر دو مانے جائیں تو اچھی بات نہیں (کیونکہ صوفیائے کرام کی نظر میں وجودِ حقیقی صرف ذاتِ واحد کا ہے باقی سب اسکے مظہر ہیں)

دہ چراغ حاضر آئید در مکاں

ہر یکے باشد بصورت غیر آں

(اچھا!اس بات کو سمجھنے کے لئے آپ یوں کریں کہ) دس چراغ ایک ہی جگہ میں روشن کیجئے، ہر چراغ دوسرے سے شکل میں (اگر چہ) جُدا نظر آئے گا۔

فرق نتواں کرد نورِ ہر یکے

چوں بنورش روئے آری بیشکے

لیکن جب آپ اُن کے نور کو ملاحظہ کریں گے تو آپ اُن میں سے ہر ایک کے نور میں فرق نہیں کر سکیں گے۔

اُطْلُبُ الْمَعْنٰی مِنَ الْفُرْقَانِ قُلْ

لَا نُفَرِّقُ بَیْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلٍ

اس حقیقت کو قرآن مجید سے پوچھیئے !(فرماتا ہے اے محبوب !) تم فرمادو ہم رسولوں میں سے کسی ایک کے درمیان فرق نہیں کرتے۔

(اس تمہید کے بعد آیئے اب اُس محبوب کے ذکرِ خیر سے لطف اندوز ہوتے ہیں)

خصائل وشمائل:

آنحضرت، عمدۃُ الاصفیاء، سلطانُ الاولیاء، زبدۃ الاتقیاء، خواجہءِ خواجگان، سیدنا ومولانا، محبوب اللہ، فانی فی اللہ، باقی باللہ، واصل بمقامِ فردیت، الشیخ خواجہ خدا بخش الملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادتِ کریمہ یہ تھی کہ آپ اِفعل (یہ کر) اور لَا تفْعَلْ (یہ نہ کر) صراحت کیساتھ کسی کو حکم یا منع نہیں فرماتے تھے، بلکہ اکثر اوقات حکایات واشعار وقصص میں (اُس کام کی اچھائی یا بُرائی) بیان فرمادیتے نہ کہ آیات واحادیث کے ضمن میں، (یعنی اُس کی اچھائی یا بُرائی قرآن حدیث سے بیان نہ کرتے)۔ اس لیے کہ اگر کوئی جہالت کی وجہ سے انکار کر بیٹھے تو کہیں کافر نہ ہو جائے اور اس لیے بھی کہ ہر خاص وعام کو اس سے فیض مل جائے۔

اور رہے اَخص (خاص الخاص لوگ) ان کو تو (قال کی حاجت ہی نہیں بلکہ) حال ہی کافی ہے۔

چنانچہ صاحبِ مثنوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

پندِ فعلی خلق را جذّاب تر

کردار (حال) سے نصیحت کرنا مخلوق کو زیادہ فائدہ مند رہتا ہے

اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اوقات کو طالبانِ حق کیلئے وقف کر رکھا تھا، آپ وقت اور مخلوق کے حالات کی مناسبت سے قصص واشعار کے ضمن میں لوگوں کو پند ونصیحت فرماتے اور جب فارغ ہوتے تو اپنے اوراد وظائف میں مشغول ہو جاتے۔

آپ لوگوں کی گفتگو کے وقت خاموشی کو پسند فرماتے اور مجلس میں (رہ کر بھی) خلوت نشین ہوتے تھے۔

آپ کبھی کسی حاجت مند کو یہ نہیں فرمایا کرتے تھے کہ بیٹھ جاؤ میں اورادو وظائف سے فارغ ہو لینے کے بعد آپکی حاجت روائی کیطرف سعی (توجہ) کرونگا بلکہ آپ ہمیشہ طالبانِ (حق) کیلئے حاضر رہتے۔

آپ کبھی بھی اپنے لئے مکلّف لباس تیار نہ کرواتے تھے اور نہ ہی خورش (کھانے، پینے) میں تکلف فرماتے اور نہ کبھی اپنی ذات کیلئے (مرض) میں دوائی لیتے اور روئی سے بنا ہوا کپڑا ازیبِ تن فرماتے، سردی کے موسم میں (بدن کو حرارت دینے کیلئے) آگ سلگانا آپ پسند نہیں فرماتے تھے۔

اور توحیدِ حالی آپ کے سوا میں نے کسی میں نہیں دیکھی کیونکہ جب آپ دوسرے کو تکلیف میں دیکھتے تو خود کو تکلیف زدہ تصور فرماتے اور اگر کسی کو نفع میں دیکھتے تو خود کو نفع میں تصور فرماتے، (جیسے کہ تمام مخلوق آپ ہی کے اجزاء ہیں) یوں تمام اولیاء وصالحین کے ہمہ احوال (اچھے کام) آپ کی ذات میں جمع تھے۔

اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دیکھنے سے (ولایت کے) جھوٹے دعویدار اپنے دعوے سے رجوع کر لیتے تھے کیونکہ آپ کا وجودِ (مسعود) آئینہ تھا (اور) آئینہ میں ہر کوئی اپنے ہی احوال کا مشاہدہ کرتا ہے (چونکہ اُنکے احوال فاسد عیوب سے پُر ہوتے تھے اور اُنکو اپنے احوال کی برائی نظر آجاتی تھی لہٰذا وہ اِنکی اصلاح کر لیتے تھے۔)

آپ کا وجودِ گرامی سراپا کرامتِ الٰہی تھا۔ لَا اَذْکُرُ مِنکَ اِلَّا الْجَمِیلَ وَلَمْ اَرَ مِنکَ اِلَّا التَّفْضِیلَ آپکا حال تھا (یعنی ہر چیز میں جمالِ الٰہی کا تذکرہ فرماتے اور اللہ تعالیٰ کی فضیلت و بزرگی کا مشاہدہ فرماتے)

تمام عالم آپ کے سامنے بمنزلہ آئینہ (جمالِ الٰہی) تھا، آئینوں (مخلوق) کی

ثناء کے ضمن میں اللہ تعالیٰ مشہود و موجود کی ثناء کرتے تھے۔ (یعنی) تمام عالم کو جمالِ حقیقی کا آئینہ دیکھتے تھے جیسا کہ (آپ نے وحدت الوجود پر لکھی گئی اپنی تصنیفِ لطیف) ''توفیقیہ شریف'' میں فرمایا ہے کہ عاشقِ حقیقی جب کسی طرف نظر اٹھاتا ہے تو پکار اٹھتا ہے کہ اس صورت میں ذاتِ مقدس جلوہ گر ہے (یعنی اسکی صفاتِ کمال کا ظہور ہے، گویا کہ) عاشقِ حقیقی ذاتِ مقدس جل مجدہ سے کسی حال میں بھی غافل نہیں رہتا، اور ''توفیقیہ شریف'' آپکا حال تھا نہ کہ صرف گفتگو، کیونکہ ایسی (باکمال) گفتگو محال (ناممکن) ہے (یعنی جب سالک ذاتِ احدیت میں فنا ہو کر بقاء کو پالیتا ہے تو اُسے اپنی بھی خبر نہیں رہتی، پھر وہاں گفتگو کیسی؟) اور جو شخص بھی آپ کی زیارت سے مشرف ہوا وہ جانتا تھا کہ ''توفیقیہ شریف'' آپکا حال ہے نہ کہ محض قال۔

ذوقِ سماع:

آپ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کو سریلی آوازوں کے سننے کی حاجت نہ تھی کیونکہ آپ اُن کے سنے بغیر بھی ذوق و وجد میں رہتے تھے اور اگر کبھی سنتے بھی تو دوستداروں کی خوشنودی اور اصحاب کی موافقت میں سن لیتے تھے۔

اور آپ کے ظاہری اطوار و عادات دیکھنے کے سبب مخلوق آپ کے باطنی کمالات، سکر و وجد دیکھنے سے محروم تھی گویا کہ حضرتِ شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ''اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ'' میں ذکر کیا گیا درجہ ذیل شعر آپ پر صادق آتا تھا۔

مِنْ کُلِّ مَعْنًی لَّطِیفٍ اَمتَلِی قَدَحاً

وَ کُلُّ نَاطِقَةٍ فِی الْکَونِ تَطْرُبُنِی

ہر پُر لطف کلام سے میں اپنا جام پُر کر لیتا ہوں اور کائنات کے ہر کلام سے حظ

اُٹھاتا ہوں

(یعنی جب عاشق صادق اپنے محبوبِ حقیقی کی ذات میں فنا ہو جاتا ہے تو پھر اس کا تصورِ مخلوق کے افعال کی بجائے اپنے محبوبِ حقیقی کے افعال (تخلیق وتصرف وغیرہ) کی طرف ہو جاتا ہے پھر اس پر حالتِ ذوق و وجد نازل ہوتی ہے جیسا کہ روایت مشہور ہے کہ حضرت سُلطان المتوکلین خواجہء خواجگان الشاہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کسی علاقے سے اپنے خلفاء کرام کے ساتھ گزر ہوا جہاں ایک عورت گانے والی رقص کر رہی تھی جونہی آپ کی نظر اچانک اس پر پڑی آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے، پھر جب آپ ہوش میں آئے تو خلفاء نے اس کیفیت کی بابت سوال کیا آپ نے ارشاد فرمایا:

''اس سے میں نے تین سبق حاصل کیے

(۱) جب وہ اپنی ایڑی زمین کی طرف مارتی تھی تو اس آیت کی طرف اشارہ کرتی تھی:

مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ وَفِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ وَمِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى

ہم نے تمھیں اسی زمین سے پیدا فرمایا پھر اسی میں داخل کریں گے اور پھر اسی سے تمھیں اُٹھائیں گے۔

(۲) جب وہ گول چکر لگاتی اور گھومتی تھی تو اس طرف اشارہ کرتی تھی کہ دُنیاوی زندگی کے ایام بہت مختصر ہیں۔

(۳) جب اُنگلی اوپر اُٹھاتی تھی تو گویا یوں کہتی تھی

كُلُّ شَىۡءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجۡهَهٗ

اللہ تعالیٰ کے سواء ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔ اضافہ از مترجم)

وسیع الظرفی:

اور اگر کوئی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اپنی بدخوئی اور سخت مزاجی کے سبب ناراض

ہوتا (تو آپ جواباً اس پر ناراضگی کا اظہار نہ فرماتے بلکہ دیکھتے) اگر تو اُسکا غصہ اِس وجہ سے ہوتا کہ اس نے آپکے کلام کو نہیں سمجھا تو آپ اُسی بات کو اپنے کسی محبوب غلام سے کہہ دیتے، تا کہ وہ معترض اس بات سے (بغیر کہے) باخبر ہو جائے (یوں آپ اپنے مخالف) پر بھی انعام اور اکرام فرمایا کرتے تھے، (ایسا انعام اور حسنِ سلوک جو کہ) کسی نے اپنے دوستوں کے ساتھ بھی نہ کیا ہوگا۔۔۔

اور فرماتے تھے۔۔۔

ہر کہ مارا رنجہ دارد راحتش بسیار باد

ہر کہ مارا دوست نبود ایزد اورایار باد

جس کسی نے بھی ہم کو غمگین کیا اُس کو راحت بہت ہو، جو بھی ہم کو دوست نہ جانے (دشمنی کرے) اللہ تعالیٰ اس کا مددگار ہو۔

ہر کہ اندر راہِ من خارے نہد از دشمنی

ہر گلے کز باغ عمر بشگفد بے خار باد

جو بھی ہمارے راستے میں دشمنی کی وجہ سے کانٹے رکھے، اسکی زندگی کے باغ کا ہر پھول بے خار ہو۔۔۔

اسوہ حسنہ کی پیروی:

اور آپ لوگوں پر انعام واحسان بکثرت فرمایا کرتے، حتیٰ کہ نالائق لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے (احسانات کے اِسی وجہ سے) منکر ہو جاتے (کیونکہ ان کا مقصد صرف اور صرف دنیا ہوتی، جب کبھی اس سے محروم رہتے تو زبان درازی سے کام لیتے۔)

گویا آپ رحمتِ عالم، رسولِ مکرم، نبیِ محتشم، حبیب معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم

کے اخلاقِ حسنہ کا نمونہ تھے، کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم (بعض اوقات) اگر کبھی بدویوں (دیہاتیوں) کو اِبْشِــر (خوش خبری لو) فرماتے اور تبرک عطا فرماتے تو وہ جواب میں کہتے کہ آپ نے اِبْشِر بہت کہہ لیا اب ہمیں دنیا کے مال سے نوازیں اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بشارت کو رد کر دیتے (معاذ اللہ) تو حضورِ پرنور، شافعِ یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم وہی بشارت دوسرے لوگوں کو (جو آپکے مقرب ہوتے) عطا فرما دیتے۔

چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ:

ایک اعرابی (بدوی) نے جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کی بشارت (یعنی تبرک) کو رد کیا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابوموسیٰ اشعری و حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو فرمایا کہ تم اس پانی کو جو میرے وضو کا مستعمل ہے اور اس میں لعابِ دہن شریف بھی ہے پیو! اور اپنے منہ اور سینوں پر ڈال لو (اور انہوں نے ایسا ہی کیا)

خلاصہء کلام یہ ہے کہ محبوب اللہ، فانی فی اللہ، باقی باللہ، الشیخ خواجہ خدا بخش الملتانی ثم الخیرپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضورِ پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے اخلاقِ حسنہ کا کامل نمونہ تھے۔

مسکینوں کو محبوب رکھنا:

اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسکینی اور مساکین کو محبوب رکھتے تھے اور فرماتے تھے کہ ایک دن میرے استادِ محترم نے میری کتاب پر لکھا کہ "یہ کتاب مسکین خدا بخش کی ملکیت ہے" تو یہ بات مجھے بہت پسند آئی۔

گویا کہ آپ زبانِ حال سے اس حدیث کو تلاوت فرما رہے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِی مِسْکِیناً وَاَمِتْنِی مِسْکِیناً وَاحْشُرنِی فِی زُمْرَۃِ الْمَساکِین.

اے اللہ! (جل شانہ) مجھے دنیا میں مسکینی کی زندگی عطا فرما اور وفات بھی مسکینی کی حالت میں نصیب فرما اور مجھے قیامت میں بھی مسکینوں کے زمرہ (گروہ) میں جمع فرما۔

تعلیم و تدریس سے الفت و محبت:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تدریس و تعلیم میں اتنے مشغول رہتے کہ آس پاس کے شہروں میں کوئی عالم ایسا نہ تھا جس نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بالواسطہ یا بلاواسطہ شرفِ تلمذ نہ پایا ہو۔

اور جب (آخری عمر شریف) میں ضعف کی وجہ سے قوتِ تدریس نہ رہی تو تب بھی آنے والے زائرین کی حاجت روائی اور اوراد و وظائف سے فراغت کے بعد اکثر اوقات ''توفیقیہ شریف'' (یہ حضرت محبوب اللہ فانی فی اللہ باقی باللہ الشیخ خواجہ خدا بخش رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وحدت الوجود پر بے نظیر تالیفِ لطیف ہے) کی املاء میں مشغول رہتے اور عوام کی ترغیب کیلئے علمائے حقیقت و علمائے شریعت کے کلام میں تطبیق و توفیق دینے کیلئے کچھ علماء کو منتخب کرتے اور فرماتے کہ اِسکی تصحیح کرو۔ پھر اِن (''توفیقیہ شریف'' کے) مسودات کو عوام تک پہنچاتے۔

چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوشش بلیغ کے سبب آپ کی تصنیفِ لطیف ''توفیقیہ شریف'' بعض لوگوں کے لئے تو مقصود کے حاصل ہونے کا ذریعہ بنی اور بعض لوگوں کو اہل اللہ پر انکار سے رکاوٹ کا باعث بنی اور بعض لوگ اسی طرح تفرقہ ء

ضلالت میں بھٹکتے رہے۔ (اور اس کے فیض سے محروم رہے)

جیسا کہ قرآنِ پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيراً وَيَهْدِى بِهٖ كَثِيراً

"وہ گمراہی میں ڈال دیتا ہے بہت سے لوگوں کو اس (قرآن پاک میں بیان شدہ مثالوں) سے اور ہدایت دیتا ہے بہت سے لوگوں کو اس سے"

اور آخری عمر میں جبکہ آپکی قوتِ گویائی ضعیف ہوگئی اور علمائے ظاہر اور اُنکے علاوہ بہت سے دیگر لوگ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت سے محروم ہوگئے تو جو لوگ آپ کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوتے اُن سے فرماتے عوام کے افسانے اور قصے مجھے سناؤ! تاکہ خواص وعوام آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت کی برکت سے اِن افسانوں ہی سے اپنے مقصود کی خوشبو پائیں اور آپ انہیں باتوں کے دوران یہ شعر پڑھا کرتے۔

عالم بخیالے خوش و والہ بجنون

كُلُّ حِزْبٍ بِمَالَدَيْهِمْ فَرِحُون

عالمِ اپنے خیال میں خوش ہے اور عاشق اپنے جنون میں، ہر گروہ اپنی سوچ وفکر (یعنی اپنے مسلک ومذہب) میں خوش رہتا ہے۔ (یعنی علمائے ظاہر افسانوں قصوں کو افسانے قصے ہی دیکھتے ہی اور اہلُ اللہ ہر چیز میں اپنے محبوبِ حقیقی کی صفاتِ کمال کا مشاہدہ کرتے ہیں)

غلبہءِ استغراق:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان آخری ایام میں اس طرح عالمِ استغراق میں ہوتے تھے کہ کم فہم لوگ اپنے قصورِ فہم کی وجہ سے اِسے نیند یا غشی کا نام دیتے تھے۔

مقام تسلیم ورضا:

اور بسببِ تسلیم ورضا آپ کی کیفیت وہ ہوتی تھی جیسا کہ حضرتِ محبوبِ سبحانی ،قطبِ ربانی ،غوث الاعظم ،محی الدین ، پیر دستگیر ،السید الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان اہل اللہ کے بارے میں ہے کہ:

"الافاتُ تنزل علیهم و هم قعود کالجبال الروا سی تنزل الیهم وعلیهم وهم ینظر ون الیها بعین الصبر و الموافقة تر کو الاجساد للبلا یا وطاروا الی الحق عزوجل بقلوبهم فهم خیم بلا رجال اقفاص بلا طیور"

"ان پر آفات کا نزول ہوتا ہے اور وہ مضبوط پہاڑوں کی مانند ثابت قدم رہتے ہیں، ان پر آفات کا نزول ہوتا ہے اور وہ ان کی طرف صبر وموافقت کی نگاہ سے دیکھ رہے ہوتے ہیں، اپنے اجسام کو آفتوں کیلئے وقف کر دیتے ہیں اور خود اپنی ارواح کیساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف پرواز کر جاتے ہیں، پس (گویا کہ) انکے اجسام بسنے والے لوگوں سے خالی خیمے اور پرندوں سے خالی پنجرے ہوتے ہیں"

واذا تصاعدت النفوس علی الهویٰ

فالخلق یضرب فی حدید باردِ

اور جب ارواحِ طیبہ اپنی طلبِ حقیقی کی طرف عروج کر جاتی ہیں (تو پھر انکے اجسام کو تکلیف پہنچنا اس طرح ہے) جیسا کہ مخلوق ٹھنڈے لوہے کو کوٹے کہ اس پر کچھ اثر نہیں ہوتا (یعنی وہ اپنے محبوب حقیقی کے مشاہدے کے ذوق میں صبر واستقلال کا مجسمہ بن جاتے ہیں پھر انہیں کسی قسم کی تکلیف کا احساس تک نہیں ہوتا) اور یہ خواص اولیاء کی کرامت ہے جیسا

کہ حضرت شیخ اکبر امام محی الدین ابن العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذکر فرمایا ہے اور آپ سے حضرت عارفِ باللہ مولانا عبدالرحمٰن جامی نے ''نفحات الانس'' میں نقل فرمایا ہے۔

دین آسانی کا نام ہے:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت شریفہ یہ بھی تھی کہ جب آپ کسی میں رشد و ہدایت اور اہل اللہ سے دوستی کی معمولی رغبت مشاہدہ فرماتے تو ارشاد فرماتے اگر کوئی تم سے ایسی چیز کے بارے میں سوال کرے جسے تم جانتے ہو تو ضرور اُسے آگاہ کر دیا کرو۔

اسی طرح آپ سے اگر کوئی اوراد و وظائف کی اجازت طلب کرتا تو آپ ان کے بتانے میں بخل نہیں فرماتے تھے بلکہ اوراد کے پڑھنے میں قیودات اور پرہیزوں کی پابندی نہیں لگاتے تھے تاکہ پڑھنے والوں پر دشواری نہ ہو کیونکہ (حدیث شریف میں) وارد ہے:۔

اِنَّ الدِّینَ یُسْرٌ وَلَنْ یُّشَادَ الدِّینَ اَحَدٌ اِلَّا غَلَبَہٗ

''بے شک دین آسانی کا نام ہے اور کوئی دین کو اپنے پر مشکل نہیں کرے گا مگر یہ کہ وہ اُس پر غالب آجائے گا''

صاحب ''مجمع البحار'' نے اسکی شرح میں لکھا

ای لا یتعمق احد فی الدین بترک الرفق الا عجز عن عمله کله اوبعضه

''یعنی دین میں نرمی کو چھوڑ کر باریکیوں کی طرف کوئی کوشش نہیں کرتا مگر یہ کہ وہ اسکے کل یا بعض پر عمل کرنے سے عاجز رہتا ہے''

اور یہ بھی وارد ہے:

یَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُ وا وَسَكِّنُوا وَلَا تُنَفِّرُو

''آسانی پیدا کرو اور مشکل میں نہ ڈالو اور اطمینان دلاؤ نفرت نہ دلاؤ''

اور فرماتے تھے:

باطل است آنچہ مدعی گوید

خفتہ را خفتہ کے کند بیدار

''مُدعی کا یہ کہنا باطل ہے کہ سویا ہوا سوئے ہوئے کو بیدار کیسے کر سکتا ہے''

(یعنی وہ شخص جس میں لیاقت نہ ہو وہ دوسرے بے لیاقت لوگوں کو راہِ راست پر کیسے لا سکتا ہے حدیث شریف کی رو سے جو کہ صحاح ستہ کی بعض کتابوں میں مروی ہے یہ مفہوم صحیح نہیں کیونکہ سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: بعض اوقات اللہ تعالیٰ اس دین کو فاجر مرد کے ساتھ بھی قوت عطاء فرماتا ہے)

کمالِ انکسار:

نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ:

''میری مثال حجر اسود کی سی ہے کہ لوگ اُسے بوسے دیتے ہیں اور وہ خود سیاہ ہے''

ایک دن ریحان نامی فقیر ننگے سر اور ننگے پاؤں چل رہا تھا اور لوگوں کو اپنی بیعت کی طرف بلاتا جاتا تھا (ساتھ ہی تعجب خیز بات یہ ہے کہ) رنڈیوں وغیرہ کے گھر میں داخل ہو گیا اور بدنام ہوا، اُسی کا ایک مرید (اس سے بدظن ہو کر) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپکے دستِ حق پرست پر بیعت ہو گیا۔

جب اُسے اِس بات کا علم ہوا تو حضرت مولوی علی مردان صاحب کو جو کہ اس کاتب الحروف (حضورِ اعلیٰ، فانی فی اللہ، خواجہ عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے اساتذہ میں سے تھے اور مجذوبوں وغیرہ سے بہت عقیدت رکھتے تھے، ان کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

خدمت میں بھیجا کہ آپ نے میرے مرید کو اپنا مرید کیوں کیا؟

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

میں ہر کسی کو ایمان و شریعت کے ساتھ بیعت کرتا ہوں مرید تو آپ ہی کرتے ہیں اور پیر بھی آپ ہی ہیں، میں تو کسی کو کلمہ شریف اور کسی کو درود شریف پڑھنا بتاتا ہوں جس کا مجھے میرے پیر صاحب (حضرت محبّ اللہ المتعال، نائب قبلہء عالم، شیخ الاولیاء، عمدۃ الاذکیا، خواجہ حافظ محمد جمال اللہ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ارشاد فرمایا ہے۔

آنے والے زائرین کا احترام:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عاداتِ مبارکہ میں سے یہ بھی تھا کہ جب کوئی آپ کے مریدین میں سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کیلئے کچھ دنوں کے بعد آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو آپ اس کے احترام میں کھڑے ہو جاتے اور اس کی رنجِ و مشقت (تھکان وغیرہ) کی بہت تلافی فرماتے، چنانچہ وہ سفر کی رنج و کلفت کو بھول جاتا اور خوش ہو جاتا۔

حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آمد پر خوشی کا اظہار کرنا:

جب یہ کاتب الحروف آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور آپ کی زیارت سے مشرف ہوتا تو فرماتے مرحبا! مرحبا!

آمدی و آمدنت بسیار خوش است

دیدنِ روئے تو عجب دلکش است

"آپ آئے آپ کا آنا بڑی خوشی کی بات ہے، آپکا چہرہ دیکھنا کتنا دلکش ہے" (آپ نے مہربانی کی جو چلے آئے)

جب تک یہ کاتب الحروف شادی شدہ نہیں ہوا تھا تو سفر وحضر میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں رہتا تھا، جب شادی ہوگئی تو پھر بھی ہر سال دو مرتبہ آپ کی خدمت میں خیر پور شریف حاضری دیتا تھا، اور دورانِ اقامت آپ کی خدمت میں حاضر رہتا جب آپ رخصت عطا فرماتے تو میں ملتان چلا آتا۔

البتہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آخری عمر میں مجھے سات ماہ میں تین بار آپ کی خدمت میں حاضری کا شرف نصیب ہوا اور غالباً اس کاتب الحروف کو ہر بار تین روپے عنایت فرماتے اور فرماتے: ''یہ تمہاری سواری کا کرایہ ہے''

تحائف عطا کرنا:

اور اگر میں کوئی کمبل یا کتاب خریدتا تو اُسکی قیمت بھی از خود عنایت فرماتے اور جب بھی یہ کاتب الحروف آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتا بازار وغیرہ میں سیر نہ کرتا بلکہ آپ کے آستانے پر ہی مقیم رہتا۔

کوئی دوسرا کام مجھے خیر پور شریف میں نہیں ہوتا تھا، ہاں! اگر آپ کسی کام کا حکم دیتے تو میں اس کام کو چلا جاتا اور اگر کبھی ''توفیقیہ شریف'' پڑھنے کا حکم فرماتے تو میں اُسے پڑھتا اور اگر کسی کتاب کے لکھنے کا حکم فرماتے تو اُسے تحریر کرتا لیکن کبھی بھی فراخیء رزق وغیرہ کا آپ سے سوال نہیں کیا، ہاں! اگر آپ خود میری طلب کے بغیر عطا فرماتے تو قبول کر لیتا۔

میں تو محبوب کے وصال کا طلب گار ہوں:

ایک بار یوں ہوا کہ قبل از رشتہء ازدواج آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے اپنی خدمت میں چند دن مزید رہنے کا حکم فرمایا میں نے عرض کی جی حضور! جب دو تین دن

گذر گئے میں نے پھر رخصت طلب کی تو آپ نے رخصت دے کر فرمایا:

اُرِیْدُ وِصَالَهٗ وَ یُرِیْدُ هَجْرِی

فَاَتْرُکُ مَا اُرِیْدُ لِمَا یُرِیْدُ

میں تو محبوب کے وصال کا طلب گار ہوں لیکن وہ فراق کا، پھر مجھے اپنی خوشی اس کی خوشی پر قربان کرنی پڑتی ہے۔

ہجرے کہ بود رضائے محبوب

از وصل ہزار بار بہتر

کیونکہ وہ فراق جسے محبوب پسند کرے، وصال سے ہزار درجہ بہتر ہے۔

یہ سن کر میری آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور میں نے واپسی کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

میرے حسب ونسب اور علم سے لوگوں کو آگاہ فرماتے:

اور یہ بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادتِ کریمہ تھی کہ جب معتبر لوگوں میں نشست فرماتے تو اُن کو میرے حسب ونسب اور علم سے آگاہ فرماتے، حتیٰ کہ لوگ مجھ سے عقیدت کرنے لگتے، نیز میرے آباؤ اجداد کے محاسن واخلاق اور تعلقات کا ذکر فرماتے جو اُن کے اور آپ کے درمیان تھے۔

اگر کچھ رقم ہو تو بطورِ قرض مجھے دے دو:

میری ضرورتوں کو مد نظر رکھتے ہوئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجھے رقم بھی عطا فرماتے، نیز جب کسی کی حاجت روائی کیلئے آپ کو رقم کی ضرورت پیش آتی تو فرماتے ''اگر کچھ رقم ہو تو بطورِ قرض مجھے دے دو میں واپس لوٹا دوں گا'' میں عرض کرتا:

مالِ عالم مِلکِ تست و مالکان مملوکِ تو

باوجودِ بے نیازی وَاقْرِضُو اللّٰہ گفتۂ

(اے اللہ!) جہان کے تمام اموال تیری ملکیت ہیں اور سب مالک تیرے مملوک، اس شانِ بے نیازی کے باوجود تو نے فرمایا "اللہ کو قرضِ حسنہ دو"

(اگر چہ یہ شعر اللہ تعالیٰ کی ثناء میں ہے لیکن حضورِ اعلیٰ، فانی فی اللہ، باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِسکی نسبت حقیقی والے مفہوم کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے مجازاً عرض کی کہ میں آپکا غلام اور میرا مال سب کچھ آپ کی ملکیت ہے، پھر بھی آپ قرض فرماتے ہیں اس میں فقیر کی عزت افزائی ہے)

یہ سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے یہ کیسی بات کہتے ہو۔

بیماری کی حالت میں آپ کی شفقت:

نیز یہ بھی ایک مرتبہ ہوا کہ مجھے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانہ ءعالیہ پر سخت بخار نے آلیا اور میں شدتِ بخار کی وجہ سے ایک کونے میں غشی کی حالت میں بے طاقت ہو کر سویا ہوا تھا، آپ نے جب میری یہ حالت ملاحظہ فرمائی تو یوں شفقت فرمائی کہ میری صحت کیلئے علماء کو جو قرآن صحیح پڑھتے تھے جمع فرما کر ختمِ قرآن مجید کراویا، ایک بکری بھی ذبح کی اور گلے میں پہننے کیلئے تعویذ بھی عنایت فرمایا اور (پروردگارِ عالم کے حضور عرض کی) "اے میرے مالک! یہ ہمارے پاس بطورِ امانت ہے اس کو خیر و عافیت کے ساتھ (اپنے گھر) ملتان شریف پہنچا"

(الحمدللہ!) اسی دن یا دوسرے دن صحت و عافیت نصیب ہوئی، (نیز میری بیماری کے ایام میں) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منتظمینِ آستانہ کو حکم دے رکھا تھا کہ ان کو خوراک و دوائی وغیرہ جس چیز کی ضرورت ہو بہم پہنچائیں۔

اور یہ شرف بھی فقیر کو حاصل تھا کہ ماہِ رمضانُ المبارک میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تراویح میں ختمِ قران سناتا تھا اور اگر کبھی میں ماہِ مبارک میں بیمار ہوتا اور روزے کی پکی نیت نہ ہوتی تو فرماتے ''یہ کہو کل میں روزہ نہیں رکھوں گا''۔

(تا کہ صراحتاً نیت کی نفی ہو جائے، کیونکہ ہر مسلمان ماہِ رمضان شریف میں دل میں روزہ رکھنے کی نیت رکھتا ہے اور ہو سکتا تھا دورانِ روزہ بیماری کی وجہ سے خوراک یا دوائی وغیرہ کی حاجت پڑے اور مذکورہ نیت کی وجہ سے روزہ توڑنے سے کہیں کفارہ لازم نہ آجائے کیونکہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بیماری ایسی ہوتی ہے کہ جس کی وجہ سے روزہ توڑنے کی شرعی طور پر اجازت نہیں ہوتی اور آدمی روزے کو دوائی وغیرہ سے توڑ دیتا ہے تو پھر کفارہ لازم آجاتا ہے، اس خطرے کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے آپ حکم فرماتے کہ رات کو صبح صادق سے پہلے نیت کی نفی کر لو تا کہ اگر روزہ توڑنا ہی پڑے تو چونکہ رات سے صراحتاً نیت نہیں ہو گی اس لیے کفارہ لازم نہیں آئے گا، کیونکہ کفارہ لازم آنے کی ایک شرط رات سے نیت ہونا بھی ہے واللّٰہُ تعالیٰ و رسولہٗ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم اَعلَمُ بالصواب)

مشارِقُ الانوار یاد کرنے کی تلقین:

اور شروع ہی سے چونکہ اس کاتب الحروف کو علمِ حدیث کیساتھ محبت تھی تو ایک روز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میں نے عرض کی اور پوچھا حضور! مجھے حدیثِ شریف یاد کرنے کا شوق ہے، آپ کونسی کتاب کا انتخاب فرماتے ہیں جس کو میں یاد کروں اور پڑھوں؟ آپ نے بطورِ حکایت فرمایا:

(فخر الاولیاء، خواجۂ خواجگان) حضرت مولوی محمد فخر الدین دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ صاحب کو ''مشارِقُ الانوار'' حدیث کی مشہور کتاب یاد تھی، نیز یہ بھی فرمایا کہ حضرت مولوی محمد فخر الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کتاب کی ہر شب کو تلاوت فرماتے تھے، وہ

بھی اس صورت میں کہ چراغ کو پس پشت فرما لیتے۔

اسی دن سے جبکہ آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی میں نے مذکورہ کتاب ''مشارق الانوار'' کو یاد کرنا شروع کر دیا، ہوتا یہ کہ کبھی اِس کو یاد کرتا تو کبھی اس کی سات منزلیں بنا کر ہر دن میں ایک منزل پڑھتا اور کبھی تیس پارے تیس دن میں مکمل کرتا۔

آدابِ معاشرت سکھاتے:

اور (جب کبھی) یہ کاتب الحروف حجرہ میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے بیٹھا ہوتا اور آپ مجھے کسی کام کیلئے بلانا چاہتے تو اسطرح آواز دیتے ''عبید اللہ!'' میں جلدی سے بھاگ کر آتا تو فرماتے آہستہ آہستہ اور (ساتھ ہی) آداب بھی تعلیم فرماتے۔

ایک دن اس کاتب الحروف (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور میاں محمد بخش کمبوہ مرحوم کے درمیان جو کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خدمت گاروں سے تھا کسی ایک بات میں ترش کلامی ہو گئی اور اُس نے مجھے ایک بات ایسی کہی جس سے مجھے غصہ آیا اور میں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں اِس کو عرض کیا، آپ نے اسے بلا کر اتنا ڈانٹا اور تنبیہ فرمائی کہ مجھے شرم آئی، چنانچہ میں نے اسی دن توبہ کر لی کہ آئندہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی ذات کے متعلق بے ذوق نہیں کروں گا اور مجھے یہ بھی یاد ہے کہ اُسی روز سے میں نے حتی المقدور لڑنا جھگڑنا چھوڑ دیا، اور چونکہ اس فقیر کے مزاج میں ابتداء غصہ بہت ہوتا تھا تو اس میں بھی رفتہ رفتہ فرق پیدا ہو گیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس فقیر کو فرمایا کرتے تھے۔

سنگھترا مت ہو سجن

آسیب میٹھی کے موں بیٹھ

ترش نیبوساں ہی

گٹھی کو لے کرنا ہی کیا

یعنی ہر وقت خوش مزاج میٹھے رہا کرو، ملے جلے ترش میٹھے یا خالص ترش نہ ہوا کرو۔

جب کبھی میں خاموش ہوتا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خاموشی کے بارے میں ہی نصیحت فرماتے اور جب مجھے کسی بارے میں گفتگو کرتا ہوا دیکھتے اور وہ میرے لئے مناسب نہ ہوتی تو مٹھی بند کر کے اشارتاً خاموش رہنے کی تلقین فرماتے۔

ایک دن نمازِ صبح کے بعد آپ نے فرمایا:

مولوی عبد الرحمٰن (بھڈیرا) بہت بڑے عالم تھے، (اور) اس جہان سے رحلت فرما گئے ہیں یہ کہہ کر آپ نے یہ رباعی پڑھی:

علمے کہ بعالم بود آموختہ گیر

مالے کہ بگیتی بود اندوختہ گیر

آموختہ اندوختہ سوختہ گیر

ناگاہ چراغ اَجل افروختہ گیر

عالَم کے تمام علوم سیکھ لو اور دُنیا کے تمام مالوں کو جمع کر لو، پھر سب حاصل کیا ہوا علم اور مال جلا ڈالو پھر اچانک موت کا چراغ روشن کر لو۔

اور فرمایا:

فَرِّقْ فَوْقَ الدَّرْسِ وَ حَصِّلْ حَالاً

ضَیَّعْتَ العُمْرَ وَ لَمْ تَنَلْ اِلَّا مَا لاً

لَا یَنْفَعُکَ الْعَکْسُ وَلَا النَّقْضُ وَلَا

اِفْعَنْلَلَ یَفْعَنْلِلُ اِفْعِنْلَا لَاً

علم حاصل کر لینے کے بعد اُستاد سے علیحدہ ہو کر حال حاصل کرنے کی کوشش کرو، ورنہ عمر ضائع کرو گے، اور مالِ دُنیا کے سوا کچھ حاصل نہ ہو گا۔

تمھیں عکس اور نقض (یہ دونوں علم مناظرہ کی اصطلاحات ہیں) کچھ فائدہ نہیں دیں گے اور نہ ہی علمِ صرف کے صیغے اِفْعَنْلَلَ، یَفْعَنْلِلُ، اِفْعِنْلَا لَاً

نیز فرمایا:

در طلب زن دائماً تو ہر دو دست

کہ طلب در راہِ نیکو رہبر است

ہمیشہ طلب میں کوشش کرتے رہو، کیونکہ اچھی روش میں طلب راہنما کا کام دیتی ہے۔

علومِ منقولہ اور غیر منقولہ کی تعلیم کی ترغیب:

اور اس بے ہیچ کو تدریسِ علمِ میراث (کی تلقین کرتے) جیسا کہ آپ نے مجھے اس کی تعلیم دی تھی اور تعلیمِ "خلاصۃ الحساب"، "شرح چغمینی"، "بیست بابی" "اصطرلاب" و "کرہ" کے رسائل اور ان کے نقشے بنانے اور تعلیمِ "زیچ"، و "شرح ہدایت الحکمۃ" وتحریر "اقلیدس" کی ترغیب ووصیت فرماتے، کیونکہ یہ علوم متروک ہو چکے تھے اور لوگ ان کی تعلیم وتعلم میں سستی کا اظہار کرتے تھے، دوسری بات یہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالی عنہ کو یہ علوم دشواری سے حاصل ہوئے تھے اس لئے آپ چاہتے تھے کہ دوسروں کو دشواری نہ ہو۔

اپنی زیارت کے لیے آنے والوں پر شفقت:

اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادتِ کریمہ یہ بھی تھی کہ وہ زائرین جو آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور از روئے ادب دوزانو ہو کر بیٹھتے آپ از راہِ کرم اُن سے فرماتے "آسانی سے بیٹھو، دشواری سے نہ بیٹھو"۔

پھر ایک دن اس کی وجہ بھی خود ہی ارشاد فرمائی کہ:

"ایک دن میں بھی ایک بے پرواہ شخص کی مجلس میں اسی طرح (دوزانو) بیٹھا تھا، اُنہوں نے میری طرف بالکل توجہ نہ دی، حتیٰ کہ میرے گھٹنے درد کرنے لگے، اور میں مجلس کے آداب کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے پاؤں دراز نہ کر سکا (کہ کچھ سکون پاتا) اُس دن کی تکلیف کی وجہ سے میں لوگوں کو آرام سے بے تکلف بیٹھنے کو کہتا ہوں۔

بے کاری کی مذمت:

نیز فرمایا کرتے:

بے کار مباش کچھ کیا کر!

خونِ دلِ عاشقاں پیا کر!

(یعنی بے کاری میں نفس وشیطان کا راج ہوتا ہے اسی لئے فرمایا "خونِ دل عاشقاں پیا کر" یعنی اگر تو عاشق ہے تو ریاضت ومجاہدے کی تکلیف اٹھایا کر)۔

ابو سعید خراز کا عمل:

چنانچہ عارف باللہ، حضرت ملا عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "نفحات الانس" (جو اہل اللہ کے حالات میں لکھی گئی مشہور تالیف ہے) میں حضرتِ ابو سعید خراز رحمہ اللہ تعالیٰ سے نقل فرمایا کہ:

ایک دن ابو سعید خراز اپنی نعلین یا مشک یا چمڑے کا بستر وغیرہ سیتے جاتے پھر اس کو ادھیڑتے جاتے (ثُمَّ وَ ثُمَّ، بار بار یونہی کرتے) لوگوں نے گذارش کی کہ آپ یہ کیا کرتے ہیں؟ (یعنی اسکی حکمت کیا ہے) فرمانے لگے "اپنے نفس کو مشغول کرتا ہوں اس سے قبل کہ وہ مجھے کسی معصیت میں مشغول کردے"۔

حضرتِ شیخ منصور حلاج کا قول:

نیز "نفحات الانس" میں (اسی طرح) حضرت احمد بن منصور حلاج سے نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے اپنے والدِ بزرگوار حضرتِ شیخ منصور حلاج رحمہ اللہ تعالیٰ سے ایک بار رات کے پچھلے حصے میں وصیت طلب فرمائی تو وہ فرمانے لگے

"اپنے نفس کو کسی نہ کسی کام میں مشغول کرو اس سے قبل کہ وہ تمہیں کسی نافرمانی میں مشغول کردے"۔

حضرتِ شیخ ابو منصور گاؤ کلاہ کا قول و فعل:

اور "نفحات الانس" میں ہے کہ حضرتِ شیخ ابو منصور گاؤ کلاہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے دوست، سفر میں گئے ہوئے تھے اور آپ فارغ تھے کہ فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے اور اُن میں سے کسی ایک کی چار دیواری میں (جو خالی پڑی تھی) جا کر کنواں کھودنے لگے یہاں تک کہ پانی تک پہنچ گئے، جب کام مکمل ہو گیا تو دوسرا کنواں کھودنا شروع فرمادیا کسی نے ان سے کہا "دیوانوں کی طرح کیا کر رہے ہیں؟"۔ فرمایا:

"اپنے نفس کو مشغول کر رہا ہوں قبل اس کے کہ وہ مجھے اپنے کسی کام میں مشغول کرے"۔۔۔ مشائخ کا اسی طرح دستور رہا ہے۔۔۔

حضرتِ شیخ ابو منصور گاؤ کلاہ کے قول کی شرح:

شارح "نفحاتُ الانس" نے اس مقام پر لکھا:

"جان لو! کہ اربابِ نفس و ہوا کو بصورتِ بیکار رہنا اچھا نہیں، کیونکہ نفس کی مثال بچے کی طرح ہے، اگر اسے جائز کام میں مشغول نہیں رکھو گے تو وہ حرام میں مبتلا ہو جائے گا اور تم کو اس سے بدنامی وغیرہ اُٹھانی پڑے گی۔

لیکن طالبانِ صادق کیلئے جن کی قوتِ طلب اُن کے نیک اشغال (نیک کاموں میں مصروفیت) کی وجہ سے کامل ہوتی ہے اُن کو فراغت کا ملنا ضروری اور کامیابی کا موجب ہوتا ہے، اور کاملین کو شغلِ جسمانی کبھی غلبہء معنیء جمع و وحدت (عالمِ بقاء) میں موجبِ کمال ہوتا ہے کیونکہ اس کی وجہ سے فناء تامہ سے تنزل فرما کر ظاہری اشغالِ جسمانی (جو کہ شرع مطہرہ پر عمل کرنا ہے) کی طرف عود فرماتے ہیں (یعنی عالم سکر سے عالم صحو کی طرف لوٹتے ہیں) کیونکہ یہی ان کے لئے سببِ ازدیادِ احوال و ترقیء مراتب ہوتا ہے۔

اسی لئے تو حضور پُر نور (سید یوم النشور، محبوب رب غفور) صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

کَلِّمِینِی یَا حُمَیرَاءُ!

"اے عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) مجھ سے باتیں کرو"

(وجہ اس کی یہ ہے کہ) عروجی کیفیت سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نزول فرمانا چاہتے تھے، تاکہ مباح کام میں امتِ مرحومہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے فیضانِ سنت سے درجات میں ترقی حاصل کرے۔

البتہ بعض اوقات یہ کاملین عبادت میں کوشش اور کمالِ احتیاط اور اپنے نفس پر بدگمانی کرتے ہوئے کیونکہ وہ گمراہی کے دور گڑھے میں پھینکنے والا ہے، اربابِ نفس وہوا کی طرح (بہ کمالِ عجز وانکسار خود کو کامل گمان نہ کرتے ہوئے) محافظتِ اوقات میں کوشش کرتے ہیں (کیونکہ) یہی چیز ان کو زیادتیءِ احوال (وترقیءِ درجات) کا سبب بنتی ہے، چنانچہ حضرت شیخ ابومنصور رحمہ اللہ تعالیٰ کا مذکورہ قول وفعل انہی دو وجوہات کا تقاضا کرتا ہے۔

حضرت شیخ عبدالرحیم اصطخری کا عمل:

نیز ''نفحات الانس'' میں مذکور ہے کہ کسی نے حضرت ابوالحسین صوفی رحمہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ حضرت شیخ عبدالرحیم اصطخری سگ بانوں (چرواہوں) کے ساتھ جنگل میں کیوں تشریف لے جاتے تھے اور قیمتی لباس کیوں پہنتے تھے (یعنی اس میں کیا حکمت تھی) آپ نے فرمایا:

یَتَخَفَّفُ مِنْ ثِقْلٍ عَلَیهِ

اس لئے تاکہ وہ اپنے میں جو وزن محسوس فرماتے تھے اُسے ہلکا فرمائیں۔

(یعنی عجب وخود بینی کے اوہامِ باطلہ کا اندیشہ وخطرہ جب محسوس فرماتے تو پھر ملامت لینے کیلئے کچھ وقت یہ کرلیتے تاکہ بندگی اور عاجزی وانکساری کی حلاوت پاسکیں)

راضی برضا رہنے کی تلقین:

نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا:

کارہا بر خواہش خود خواستن کارِ خدا است

بندہ باشی وخدا گردی تو اے نادان چرا است

اپنی مرضی سے کام کا ارادہ کرنا اللہ تعالیٰ کی شان ہے۔ اے نادان! تو بندہ ہوتے ہوئے خدائی کاموں کا دعویٰ کرتا ہے۔

حضرت شیخ یوسف خیاط ترمذی کا قول:

اسی شعر کے موافق ''نفحات الانس'' میں ایک حکایت درج ہے وہ یہ کہ حضرت شیخ الاسلام (عبداللہ اسماعیل ہروی المعروف پیرِ انصار رحمہ اللہ تعالیٰ) فرماتے ہیں حضرت ابوبکر وراق رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل فرمایا ہے کہ:

حضرت شیخ محمد مسلم حصیر باف رحمہ اللہ تعالیٰ ایک مرتبہ حضرت شیخ یوسف خیاط ترمذی کے ہاں مہمان تھے اور وہ اپنے کسی کام میں مصروف تھے، حضرتِ شیخ محمد مسلم نے فرمایا ''جلدی کیجئے مجھے کسی کام کو جانا ہے۔'' کیونکہ شیخ محمد مسلم زاہد و عابد تھے اور ان کا دل کسی کام میں لگا ہوا تھا، حضرتِ شیخ یوسف نے اس بات پر اُن سے سُوال کیا کہ ''کیا اللہ تعالیٰ کے ارادے کے بغیر تم سے کوئی کام ہو سکتا ہے؟'' (جس کی تم فکر کر رہے ہو؟) کیا تم اپنے گھر سے یہی ارادہ لے کر نکلے تھے کہ میں پھر واپس اپنے گھر کو لوٹوں گا؟ (مجھے تو) تین سال کا عرصہ گذرا کہ میں اپنے گھر سے یہ ارادہ کر کے نکلتا ہوں کہ واپس نہیں لوٹوں گا (کیونکہ لوٹنا اللہ تعالیٰ کے ارادے سے متعلق ہے اور اس کا ہمیں علم نہیں پھر اپنی تیاری کی فکر کرنی چاہیے اور اتنی لمبی آرزوؤں سے اجتناب کرنا چاہیے)

حضرت ابوبکر وراق نے فرمایا کہ حضرت شیخ یوسف کا یہی مذکورہ قول شیخ محمد مسلم کی سو سالہ عبادت سے بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر سے ڈرتے رہو:

اور مرید خواجہء خواجگان، سیدنا و مولانا، محبوب اللہ، فانی فی اللہ، باقی باللہ،

الشیخ خواجہ خدا بخش الملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے:

دریں درگہہ، کہ گہ، گہ کہ آمد، گہ کہ آمد، گہ

مَشَو اَیمن اگر ہستی ز قہر ولطفِ او آ گہ

اس بارگاہ میں کبھی کوئی آیا، کبھی کوئی آیا، تو کبھی کوئی۔ (غرض یہ کہ کسی کو بقا نہیں) اسی لئے اللہ تعالیٰ کے لطف وقہر سے کبھی بے پرواہ نہیں ہونا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی ذات اور اپنے حسب ونسب اور اپنے کردار وعمل (یعنی) عالم وزاہد ہونا (یا) کریم وشجاع ہونا وغیرہ فضائل پر اعتماد نہیں کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کی تخلیقی تبدیلیوں سے بے فکر نہیں ہونا چاہیے، بلکہ مستقل طور پر خوف میں رہنا چاہیے کیونکہ حقیقی انجام حسنِ خاتمہ پر ہے۔

اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے:

شاہ! راہِ عدم چہ ہموار است

چشم پوشیدہ مے رود ہر کس

اے بادشاہ! موت کا راستہ کیسا ہموار ہے، ہر شخص اُس پر آنکھیں بند کر کے چلا جاتا ہے۔

(واللہ تعالیٰ اَعلمُ ورسولہٗ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم مذکورہ شعر میں راہِ عدم سے مراد کیا ہے، ہوسکتا ہے موتِ اختیاری مراد ہو، نہ کہ موتِ اضطراری، کیونکہ قرینہ سیاق جو کہ ھو بذل الروح الی اخرہٖ ہے اسی پر دلالت کرتا ہے)

چنانچہ ''نفحات الانس'' میں منقول ہے کہ حضرت عبداللہ خفیف فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت رویم بن احمد نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا:

''اے (میرے) بیٹے! اہل اللہ کا راستہ (جو کہ راستہء توحید ہے) روح کو فنا کرنا ہے (اور بس) فَلَا تَشْغَل بِتَرَ هَّاتِ الصُّوفِيَه پھر صوفیائے کرام علیہم الرضوان کی (عام ذہن کے انسانوں کے لئے ریاضات و مجاہدات کی وضع کی گئی) چھوٹی چھوٹی اصطلاحات کی طرف کان نہ دھرو۔۔۔

نظریہء وحدث الوجود کا بیان:

اور نیز ''نفحات الانس'' میں حضرتِ شیخ عبداللہ بلیانی سے نقل ہے کہ (ایک دن) آپ نے (خواص کی مجلس میں) یہ فرمایا کہ:

''خداداں باشید وگرنہ خودداں نیز مباشید''

''اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل کرلو، اور اگر یہ نہ ہو سکے تو پھر خود کو کچھ نہ جانو'' کیونکہ خود کو جب کچھ نہ جانو گے تو پھر اُس کی معرفت حاصل ہو جائے گی۔

''خویش راگم کن، وصال این است بس''۔

''خود کو فنا کرنا ہی محبوب کے وصال کا واحد ذریعہ ہے''۔ اُس کے بعد آپ نے فرمایا: اب اس سے بھی بہتر بات کہتا ہوں:

''خدا باشید وگرنہ خود مباشید''

بقاباللہ کا مقام حاصل کرلو اور پھر اگر یہ نہ کر سکو (تو اس کا علاج یہ ہے) کہ خود کو بالکل فنا کردو۔ کیونکہ:

''اگر خود نباشید خدا باشید''

جب خود نہیں رہو گے (بلکہ خود فنا ہو جاؤ گے) تو پھر بقاباللہ کے مقام پر فائز ہو جاؤ گے۔

''خود مباش اصلاً کمال این است وبس''

خود کو فنا کر دو، کمال بس یہی ہے

اور یہ بھی ''نفحات الانس'' میں منقول ہے کہ شیخ عبداللہ بلیانی کے ایک مرید نے پہاڑ میں گوشۂ عزلت (تنہائی) اختیار کر رکھا تھا (ایک بار یوں ہوا کہ) اُن کے سامنے ایک سانپ آ پہنچا اور انہوں نے اس کو پکڑنے کا ارادہ کیا، شیخ نے فرمایا: کیا کر رہے ہو کس لئے پکڑتے ہو؟ انہوں نے عرض کی: آپ نے ہی تو فرمایا تھا کہ غیر خدا کا وجود نہیں ہے۔

حضرت شیخ نے فرمایا:

''حق تعالیٰ کی صفاتِ قہر کا جہاں کہیں اظہار دیکھو تو اس سے بھاگو، حتیٰ کہ تمہیں اس (واجب الوجود، واحدِ حقیقی) کی معرفت حاصل ہو جائے۔ (یعنی اگر اُس کی ذات میں فناء مطلق حاصل ہو جائے تو پھر تو تم اپنی ذات کو بھی نہیں پاؤ گے، سانپ وغیرہ کا ذکر ہی کیا) پھر آپ نے (اُن کی ہدایت کی خاطر) دعا فرمائی تو شفایاب ہو گئے۔

میرے مرشدِ کریم حضرت خواجۂ خواجگان، سیدنا و مولانا، محبوب اللہ، خواجہ خدا بخش الملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ''توفیقیہ شریف'' میں حضرت خواجہ حافظ (خواجہ حافظ سے مراد کوئی شاعر ہوں گے واللہ تعالیٰ اعلم) سے نقل فرمایا ہے:

درِ عشق بازی اے دل! جان بر بکوئے دیگر

کِز کشتہ مے ستاند معشوق ما جنایت

اے دل عشق بازی میں اپنی روح کو دوسرے کوچے میں لے جا، کیونکہ ہمارا معشوق اپنے (عشق کے) قتل کیئے ہوؤں سے بدل جنایات طلب کرتا ہے۔

کیونکہ ''کوئے دیگر'' (دوسرے کوچے) سے مراد یہاں راہِ عدم اختیاری ہے

(یعنی خود کو معدوم در معدوم کرتا جا) اور یہ بھی فرماتے تھے:

بسی صد سال آں معنی محقق شد بخاقانی

کہ یکدم با خدا بودن بہ از ملکِ سلیمانی

''خاقانی کو تین ہزار سال کے بعد یہ حقیقت معلوم ہوئی کہ ایک لحظہ باخدا

ہونا ملکِ سلیمانی سے بہتر ہے''

اور باخدا ہونے کا مطلب اس سے پہلے حضرت شیخ عبداللہ بلیانی کے ملفوظ

میں بیان ہو چکا ہے، چنانچہ اسی بیان میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

خویش را گم کن وصال این است وبس

خود مباش اصلاً کمال این است وبس

(اے سالک!) اپنے آپ کو (عشقِ حقیقی میں) گم کر دے، بس وصال اسی کا

نام ہے، خود کو بالکل فنا کر دے بس کمال اسی کا نام ہے''

اور ''باخدا بودن'' کی تشریح یہ ہے کہ یہ (بقا باللہ کا) جہان باقی ہے اور وہ

(دنیاوی) مملکت فانی۔

مزید آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

چیں بر جبین ز جنبشِ ہر خس نمیکنند

دریادلاں چو آبِ گُہر آرمیدہ اند

اہل اللہ چھوٹے چھوٹے تنکوں کی وجہ سے جبین نیاز پر بل نہیں ڈالتے، دریا

دل (بڑے دل والے) (آنکھ کی) پتلی کے پانی کے مثل سکون میں رہتے ہیں۔

مپوش چہرہ مشو درہم از تفرج خلق

کہ خواند خطِ تو بر چہرہ "اِن یکا د" دمید

مخلوق کے تماشوں کی وجہ سے قلق (پریشانی) میں نہ پڑو، نہ چہرہ چھپاؤ، کیونکہ تمھارے چہرے پر آیتِ "اِنْ یَّکَادُ" (سورۃِ "ن والقلم" کی آخری آیت جو کہ نظرِ بد کی تکلیف سے بچنے کیلئے پڑھی جاتی ہے) نے خط کو اُگا دیا ہے۔

اس شعر سے مقصود یہ ہے کہ مخلوق کے برے اخلاق کی وجہ سے اُن پر غصہ اور خفگی نہیں کرنی چاہیے، کیونکہ مخلوق کو چھوٹے چھوٹے تنکوں کی طرح دریا کے پانی پر جاننا چاہیے، جن کو اللہ تعالیٰ کا ارادہءازلی لاتا اور لے جاتا ہے۔

اور دوسرے مصرعہ "خواند خطِ تو بر چہرہ "اِن یکا دُ" دمید" سے مراد سالک کا بالغ ہو جانا اور اس کا درجہءکمال کو پہنچنا ہے۔

شب بیداری کی ترغیب اور نظرِ عبرت کا بیان:

اور نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک مرتبہ میں نے سفر میں سحری کے وقت یہ اشعار سنے:

سحر برخیز و ذکرِ بے ریا کن

بداں درگاہ خود را آشنا کن

سحری کے وقت بیدار ہو کر بے ریا ذکر کرو، اس طرح اُس بارگاہ سے خود کو آشنا کرو۔

اگر گوئی کہ من درویش حالم

نظر بر خاندانِ مصطفیٰ کن

اگر تم یہ کہتے ہو کہ میں کوئی درویش حال ہوں تو پھر حضور جانِ نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان کو نظر میں لاؤ (تا کہ تمہیں صبر کرنا آسان ہو)

وگر گوئی کہ بر من ظلم رفت است

نظر بر کشتگانِ کربلا کن

اور اگر تم یہ کہتے ہو کہ مجھ پر ظلم وستم ہوا ہے تو پھر شہدائے کربلا کی طرف دیکھو (کیا ان سے بھی زیادہ ظلم ہوا ہے؟)

وقتِ سحر وقتِ مناجات ہے

خیز دراں دم کہ بہ برکات ہے

یہی وقتِ سحر یادِ الٰہی کا خاص وقت ہے، اس وقت بیدار ہونا چاہیے، کیونکہ یہ بڑا ہی بابرکت وقت ہے۔

نفس مبادا کہ بگوید ترا

خسپ چہ خیزی ابھی رات ہے

نفس کے دھوکے میں مت آجانا، یہ نہ ہو کہ وہ تمہیں کہے سو جاؤ کیوں بیدار ہوتے ہو؟ کہ ابھی تو رات ہے

ان ابیات واشعار سے لوگوں کو قیامُ اللیل (نمازِ تہجد) کی رغبت اور شوق دلانا مقصود ہے، اور ذکر بے ریا سے بے خود ہو جانا مراد ہے (یعنی ذاتِ خداوندی میں اتنے فنا ہو جاؤ کہ خودی کا تصور ہی نہ رہے)

حقیقی سعادت کیا ہے:

اور یہ بھی فرماتے تھے:

سعادت خواہی از عادت گزر کن

کہ ترکِ عادت است اصلِ سعادت

سعادت اگر چاہتے ہو تو رسومات و عادات سے اجتناب کرو، کیونکہ رسومات و عادات ترک کرنا ہی حقیقی سعادت ہے۔

نیز یہ بھی فرمایا کہ:

خُلقِ نیکو سعادت اَبدَی است

ایں سعادت بہ ہر کسے ندہند

اچھا اخلاق دائمی سعادت ہے، یہ سعادت ہر کسی کو نہیں ملتی۔

ان اشعار کا مقصد انسانی رسومات و عادات کو ترک کرنا ہے، کیونکہ ان کی بنیاد خود بینی و خود پسندی اور خود نمائی پر ہوتی ہے۔

مقام تسلیم و رِضا:

نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

چوں رزق مقدر است، کم کوشی بہ

چوں گفتہ نویسند، بخاموشی بہ

جب رزق کی مقدار معین ہے تو پھر اسکے حصول میں کوشش کم کرنا بہتر ہے۔

جب فرشتے ہر بات لکھ لیتے ہیں تو پھر خاموشی بہتر ہے۔

چوں میگزرد عمر، بخاموشی بہ

چوں بیم حساب است، نمد پوشی بہ

جب زندگی (کسی نہ کسی طرح) گزر ہی جائیگی تو پھر خاموشی (ہی سے گزار دینا) بہتر ہے۔

جب (نعمتوں کے بارے میں) خوفِ حساب ہے تو پھر ٹاٹ کا لباس پہن لینا ہی بہتر ہے۔

اس رباعی سے مراد عبودیت اور تسلیم و رضا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی موجودہ عطا پر قناعت کر کے مقصدِ تخلیق جن و انس کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے اوقات کو مالکِ حقیقیؒ بلند و برتر کی عبادت میں صرف کر دینا بہتر ہے)

نیز آپ فرمایا کرتے:

مؤدِّب صورتے پشمینہ پوشے

ملائک سیرتے خانہ بدوشے

باادب (صاحبِ اخلاق عظیم) لوگ اونی لباس میں ہوا کرتے ہیں (یعنی سادہ مزاج ہوا کرتے ہیں) فرشتہ صفت لوگ جھونپڑیوں پر قناعت کرنے والے ہوتے ہیں۔

جہاں گردے حلیمے بردبارے

زگلزارِ جہاں قانع بخارے

وہ اکثر سفر میں رہنے والے ہوتے ہیں (تاکہ دنیا کا مقامِ سفر ہونا اُن کے لئے مراقبہء باطن رہے) حوصلہ اور برداشت کرنے والے ہوتے ہیں۔ دنیا کے گلزار سے صرف ایک کانٹے پر قناعت کرنے والے ہوتے ہیں (جیسا کہ اہل اللہ کے بارے میں وارد ہے کہ وہ صوم طیّ کے عادی ہوا کرتے ہیں اور درمیان میں افطار و سحر درختوں کے پتوں، کانٹوں اور جنگلی پھلوں سے کر لیتے ہیں)

یہ اشعار ایک معمہ (پہیلی کی صورت میں) ہیں کہ ان سے ظاہری مراد اونٹ ہیں (مؤدِّب صورتے پشمینہ پوشے۔۔۔ الیٰ آخرہٖ کہ یہ سب اونٹ کی صفات ہیں) اور مقصدِ حقیقی وہی رضا و عبودیت ہے (جو کہ پچھلی رباعی میں مذکور ہوا)۔

چنانچہ حضورِ پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

"اَلْمُؤمِنُونَ هَيِّنُونَ لَيِّنُونَ كَالْجَمَلِ الْانفِ اِنْ قِيدَ اِنْقَادَ وَاِنْ اُنِيخَ عَلٰى صَخْرَةٍ اِسْتَنَاخَ"

''مومن نرم مزاج اور باوقار ہوتے ہیں، جیسا کہ وہ اونٹ جس کے ناک میں نکیل ڈال دی گئی ہو، اگر اسے کھینچو پھر بھی اور اگر اسے (کسی نامناسب) یعنی کنکروالی زمین پر بٹھادیا جائے پھر بھی مطیع رہتا ہے''۔

(اسی طرح مومن اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے حق کو مانتے ہوئے ہر حکم ماننے میں فرمانبردار رہتا ہے)

صحبتِ صالح تراصالح کند:

ان مذکورہ ابحاث کا ماحصل صحبتِ اولیاء رحمہم اللہ تعالیٰ ہے (کہ یہ سب اس کی برکتیں ہیں) جیسا کہ ''نفحات الانس'' میں مذکور ہے کہ:

ایک مرتبہ خلیفہء بغداد نے حضرتِ رویم کو مخاطب کرتے ہوئے کہا ''اے بے ادب!'' آپ نے جواب میں فرمایا: (اگر ایسا ہی ہے تو) میں صرف آدھا دن (سید الطائفہ) حضرتِ جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت میں بیٹھ کر باادب بن جاؤں گا۔

نظامِ عالم عشاق کے مرہونِ منت ہے:

اور نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے:

نخواھد ایں چمن از سرو لالہ خالی ماند
یکے ہمے رود و دیگر ہمے آید

یہ چمن سرو اور گلِ لالہ سے خالی نہیں رہتا، ایک جاتا ہے تو دوسرا آجاتا ہے۔

(اس شعر میں) ''سرو'' سے مراد ذاتِ مرشد ہے جو کہ (خواہش نفس کی قید سے آزاد ہوتا ہے) اور ''گلِ لالہ'' سے مراد عاشق ہے جو کہ داغِ فرقت میں مبتلا ہے۔

یعنی یہ جہان طالبین اور مطلوبین سے خالی نہیں رہتا، کیونکہ قِوامِ نظامِ عالم (اس جہان کا قیام) انہیں دو گروہوں کی وجہ سے ہے۔

مخلوق کو راحت پہنچانے کا اجر:

اُسی دن جبکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ اقوال نقل فرما رہے تھے، آپ نے اس بیت الخلا کے بارے میں فرمایا جس کو آپ نے مہمانوں اور درویشوں کیلئے تعمیر کروایا تھا اور عوام کو بھی اس کے استعمال سے منع نہیں فرماتے تھے۔

قاضیءشہر مستراے ساخت
توشہءعاقبت ہمینش بس

شہر کے قاضی نے (لوگوں کیلئے) جائے استراحت بنوائی، اسکے توشہءآخرت کو بس یہی کافی ہے۔

اپنا راز کسی سے نہ کہو:

پھر آپ نے تبسم کناں فرمایا:

رازِ دل گر میتواں با یار جانی ہم مگو
یار آں یارے بود از یادِ یار اندیشہ کن

اپنے دل کا راز اگر ہو سکے تو اپنے پیارے دوست سے بھی نہ کہنا چاہئے (کیونکہ) اسکے بھی اور دوست ہونگے پھر دوست کے دوست سے فکر مند ہونا چاہئے۔

نیز فرماتے تھے:

مثنوی (شریف) کے اس مصرع میں۔۔۔

کُلُ سِرِ جاوَزَ الاِثْنَیْنِ شَاعَ

راز جب دو (ہونٹوں) سے گذر جاتا ہے تو پھر مشہور ہو کر رہتا ہے، لفظ اثنین (دو) سے مراد ''دو ہونٹ ہیں''۔

پس معلوم ہوا کہ جب متکلم کے منہ سے راز نکلتا ہے تو پھر اُسے شہرت سے روکنے کا (جہان میں) کوئی علاج نہیں۔

بناء بریں حضرت مولوی داوٗد صاحب نے ''شیر و شکر'' (کتاب کا نام) میں میں فرمایا۔

در دِل خود کافر است ویاجہود
درخموشی رستہ است از ہر عنود

''اگر کوئی اپنے دل ہی دل میں کافر ہو یا یہودی، جب تک خاموش رہے گا کسی مخالف کی زد میں نہیں آئے گا''

اور نیز فرماتے تھے:

ابلھے راصَرفہءِ زرمیکنی
صَرفہءگفتار کن از میکنی

''بیوقوف کو مال وزر کی کفایت شعاری کی تعلیم کیوں دیتے ہو، اگر ہو سکے تو اُسے باتوں کی کفایت شعاری کی تعلیم دو''

اہل اللہ بعطائے الٰہی قدرت والے ہیں:

اور نیز آپ فرماتے تھے:

کوہ بگنجد چو بگنجا نیش

کاہ نسنجد چو بسنجا نیش

''اگر پہاڑ کو (کسی جگہ میں) سمانا چاہیں تو وہ سما جائے گا، لیکن تنکا اگر بکوشش وزن کیا جانے لگے تو وہ کہیں وزن نہیں کیا جا سکے گا۔

یعنی نفس (دل) کی تخلیق اللہ تعالیٰ نے کچھ اس طرح فرمائی ہے کہ بظاہر بہت تنگ اور چھوٹا نظر آتا ہے لیکن اگر اس میں (مثال کے طور پر) پہاڑ سمونا چاہیں تو وہ بھی سما جائے، کیونکہ اہل اللہ جب دنیاوی رسوم وعادات کے ترک کر دیتے ہیں تو پھر انہیں یہ مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے، اور اسی کو خرقِ عادت (کرامت) کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ اور جتنی سالک کی اس (ترکِ دنیا) میں کوشش ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُسے اس کوشش سے کئی گنا زیادہ فیضان مل جاتا ہے۔

چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

''مَنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَیْهِ ذِرَاعاً وَ مَنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعاً تَقَرَّبْتُ اِلَیْهِ بَاعاً وَمَنْ اَتَانِی یَمْشِی اَتَیْتُهٗ هَرْوَلَةً''

''جو آدمی میرے قرب کی طرف ایک بالشت چلتا ہے تو میری طرف سے رحمت ایک گز اس کے قریب ہو جاتی ہے، اور اگر وہ ایک گز قریب ہو تو میری رحمت ایک باع (دو ہاتھوں کا پھیلاؤ) اس سے قریب ہو جاتی ہے، اور جو میرے راستے پر پیدل چل کر آتا ہے تو میری رحمت بھاگ کر اسکو گلے لگاتی ہے''

اور آیتِ کریمہ:

''اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُ وامَا بِاَ نْفُسِهِمْ''

"بے شک اللہ تعالٰی کسی قوم کی حالت اسوقت تک تبدیل نہیں فرماتا جب تک کہ وہ قوم اپنی حالت خود تبدیل نہیں کرتی"

سے یہ (اللہ تعالٰی کی راہ میں کوشش کرنے کا) مضمون معلوم کیا جا سکتا ہے۔

سمتِ قبلہ درست کردی:

چنانچہ مشہور ہے کہ:

حضرت پیر عبدالحکیم صاحب رنگریز رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کبھی قبلہ شریف کی طرف پشت نہیں کی تھی۔

ایک دفعہ انہوں نے ایک مسجد کو جو سمتِ قبلہ شریف پر صحیح تعمیر نہیں ہوئی تھی (اپنی کرامت سے) اپنا کپڑا نچوڑتے ہوئے سمتِ قبلہ کی طرف پھیر دیا تھا۔

(اور بزرگ فرماتے ہیں کہ جب آپ نے کپڑا نچوڑتے ہوئے توجہ فرمائی تو دیکھا کہ کپڑا تھوڑا سا پھٹ گیا ہے۔ فرمایا: مسجد کی سمتِ قبلہ تو ٹھیک ہوگئی ہے لیکن اس میں تھوڑی سی دراڑ آگئی ہے، کیونکہ یہ کپڑا پھٹ گیا ہے۔ اور وہ مسجد دہلی کی مشہور "شاہی مسجد" تھی جس میں آج تک دراڑ کے نشانات موجود ہیں) اور باقی اہل اللہ کو بھی اسی پر قیاس کرلو (یعنی ان کی طاقت کا اندازہ کرلو)

ترکِ شہواتِ نفس:

نیز آپ (میرے مرشد کریم) رضی اللہ تعالٰی عنہ نے یہ بھی فرمایا:

چند نَرِ اُنگشتِ تو در عقدِ بیست

مُشت بہ بندار بُودت میلِ زیست

"کب تک تیری نر انگشت (انگوٹھا) عقدِ بیست میں الجھی رہے گی، اگر تمہیں

(روحانی) زندگی چاہیے تو پھر مٹھی بند رکھو"

شعر میں "زانگشت در عقد بیست" سے مراد جماع ہے اور "مُشت بہ بند" (مٹھی بند کرنے) سے مراد ترکِ جماع اور ترکِ اتباع شہوات ہے۔

چنانچہ ارشاد ربانی ہے:

"وَابۡتَغُوا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمۡ"

یعنی چاہیے یہ کہ جماع سے مقصد طلبِ فرزند ہو نہ کہ اتباع شہوت۔

عشقِ حقیقی کی منازل لامحدود ہیں:

اور یہ بھی فرماتے:

دردمند از کوچہء دلدار مے آئیم ما
آہ کز دار الشفا بیمار مے آئیم ما

"محبوب کی گلی سے ہم دردمند ہو کر آتے ہیں، ہائے افسوس! دار الشفاء سے ہم بیمار ہو کر آتے ہیں"

عشق مارا عاقبت در کوئے او بیقدر ساخت
یار کم مے خواہد و بسیار مے آئیم ما

"آخرِ کار عشق نے ہم کو انکی گلی میں اتنا بے قدر کیا کہ وہ دوست تو ہمارا کم آنا پسند کرتے ہیں اور ہم بہت (زیادہ جانے کی خواہش رکھتے ہیں)"

بلبلے درِ برگِ گل خوش رنگ در منقار داشت
واندراں برگ ونوا خوش نالہائے زار داشت

"بلبل اپنے منہ میں تازہ پھول کا پتہ پکڑے تھا اور اس (بہار رنگ) خوشی

میں خوبصورت راگوں کو (غم واندوہ کے ساتھ) ترنم کرر ہاتھا''

گفتم اندر عین وصل ایں نالہء وفریاد چیست

گفت مارا جلوہء معشوق درایں کار داشت

''میں نے اس سے پوچھا وصلِ یار میں یہ فریاد نالہ ورونا کیا ہے؟ کہنے لگا ہم کو یار کے جلووں نے اس کام میں مصروف کیا ہے''۔

مذکورہ رباعی کا ماحاصل یہ ہے کہ (عشقِ حقیقی میں) ظہور اختفاء کا مقتضی ہے (یعنی جب سالک ایک مقام کو منتہائے نظر سمجھ کر ترقی کرتا ہوا اس مقام تک رسائی حاصل کر لیتا ہے تب اس پر انکشاف ہوتا ہے کہ اس سے آگے ابھی اور بھی منازل ہیں تو پھر وہی ظہور اس کے لئے اختفاء ہو جاتا ہے) لہٰذا اس پر پھر آثارِ ہجر مرتب ہونے لگتے ہیں (کیونکہ)۔۔۔

اے برادر! بے نہایت در گہے است

ہر چہ بروے مے رسی بروے مایست

اے بھائی! لامحدود کا دربار ہے، جتنا اس بارگاہ سے قریب ہوگا (سفر ختم نہ ہوگا بلکہ) اس سے آگے ابھی اور مزید (سفر باقی) ہوگا (کیونکہ منازلِ معرفت کی کوئی انتہا نہیں ہے)

(جیسا کہ) اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَلْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ لَّکَ مِنَ الْاُوْلٰی

''اور البتہ (اے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہر اگلی ساعت آپ کے لئے گذشتہ ساعت سے کہیں بہتر ہے''

اور پہلی رباعی میں ''یار کم مے خواہد و بسیار مے آئیم ما'' سے مراد خودی و بیخودی ہے۔

عشق دو طرفہ ہوتا ہے:

اور نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے۔

جذبہء عشق ومحبت از دو جانب مے شود

یار مے خواہد دلم چوں یار مے خواہد دلم

''عشق ومحبت کی کشش دونوں جانب سے ہوا کرتی ہے، محبوب میرے دل کو اسی طرح چاہتا ہے جیسا کہ محبوب کو میرا دل چاہتا ہے''

آخری مصرعہ میں ایک جگہ ''دلم'' فاعل اور ''یار'' مفعول اور دوسری جگہ اس کے برعکس ہے۔

اور فرمایا:

عاشقاں ہر چند مشتاقِ جمالِ دلبراند

دلبراں بر عاشقاں چنداں ازاں عاشق تراند

''محبوبوں کے جمال پر عاشق جس قدر فریفتہ ہوتے ہیں، محبوب ان سے کہیں زیادہ اپنے عاشقوں پر فریفتہ ہوتے ہیں''

خود کو اس جلوے پر قربان کر دے:

نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ:

دلا چوں جلوہ بہ بینی شہید کن خود را

کہ چنیں موت گاہ گاہ مے آید

اے دل! جب تجھے محبوب کے جلوہ سے فیض ملے تو پھر خود کو اس جلوے پر قربان کر دے کیونکہ ایسی موت کبھی کبھی میسر آتی ہے (جسکی بڑی قدر و قیمت ہے)

اس شعر میں لفظ ''جلوہ'' ''ج'' کے ساتھ پڑھا گیا (لیکن) میں نے آپ (حضرت خواجہ خدا بخش صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے ''ح'' کے ساتھ سنا ہے (جو کہ حلوہ ہے) گویا آپ نے خوش طبعی سے ایسا فرمایا ہوگا یا بطریق مجاز۔

اور نیز فرمایا:

در کوئے دوست عطاء گرچہ بھیڑ بھاڑ ہے
تو بھی گھسڑ گھسڑ کے آنجا گھساڑ چشم

''دوست کی گلی میں (اے عطا!) اگرچہ انبوہِ کثیر (بہت رش) ہے (یعنی عشاقِ عالمِ فناء رش کئے ہوئے ہیں) تو بھی (اس مجمع میں) داخل ہو جا، داخل ہو جا اور اسی میں امید لگا (یعنی عالمِ فنا کا انتظار کر)''

کدام پیش بود، او داند او داند:

(حضرت عارف باللہ جامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ''نفحات الانس'' میں حضرت ابو سعید خراز سے ان مذکورہ ابیات کے موافق شعر نقل فرمایا ہے کہ آپ نے فرمایا:

روز گارے اورا جستم خود را یافتم
اکنوں خود را جویم اورا یابم

''ایک مدت تک میں اُسے تلاش کرتا رہا لیکن پاتا تھا خود کو، اب خود کو تلاش کرتا ہوں لیکن پاتا ہوں اُس کو''۔

وچوں بیابی برہی
وچوں برہی بیابی
کدام پیش بود، او داند او داند

''جب تو (اُس محبوبِ حقیقی کو) پالے گا تو اپنی خودی سے گزر جائے گا اور جب تو اپنی خودی کو فنا کرلے گا تو اُسے پالے گا۔ (ان دو میں سے) کون (سی بات) مقدم (پہلے) ہے، وہی جانتا ہے وہی جانتا ہے۔''

چوں او پیدا شود تو نباشی

چوں تو نباشی او پیدا شود

کدام پیش بود، او داند او داند

''جب وہ (محبوبِ حقیقی) ظاہر ہوگا (پھر) تو نہیں رہے گا (اور) جب تو نہیں رہے گا وہ ظاہر ہوگا (ان دو میں سے) کون (سی بات) مقدم (پہلے) ہے، وہی جانتا ہے وہی جانتا ہے۔''

اسی انداز میں حضرتِ بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

من باو نہ پیوستم، تا از خود نگستم

واز خود نگستم، تا باو نہ پیوستم

کدام پیش بود، او داند او داند

''میں اس کے ساتھ واصل نہیں ہوسکا جب تک کہ میں اپنے سے دور نہیں ہوا، اور میں اپنے سے اس وقت تک دور نہیں ہوا جب تک کہ اس کے ساتھ واصل نہیں ہوا۔ (ان دو میں سے) کون (سی بات) مقدم (پہلے) ہے، وہی جانتا ہے وہی جانتا ہے۔''

شیخ الاسلام حضرت عبداللہ انصاری ہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرتِ علی سیاح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

اولیائے ''ماوراالنہر'' رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''جب تک تو اپنے سے جدا نہیں ہو

گا اُسے نہیں پا سکے گا'' اور اولیائے عراق رحمہم اللہ تعالیٰ کی رائے یہ ہے کہ ''تو اُسے نہیں پائے گا جب تک تو اپنے سے علیحدہ نہیں ہوگا''

دونوں اقوال کا مفہوم ایک ہی ہے، خواہ مٹکا پتھر پر آئے یا پتھر مٹکے پر، لیکن چونکہ میں (شیخ الاسلام پیر انصار ہروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اہلِ عراق سے ہوں، کہتا ہوں کہ ''ابتداء اُسی سے بہتر ہے''۔ (یعنی دوسرا قول ''تو اُسے نہیں پائے گا۔۔۔'' ادب کے زیادہ قریب ہے)

(چند صفحات پہلے) ایک شعر میں لفظ ''حلوہ'' (آیا تھا) اس سے مراد ذوق ہے یعنی تمہیں ذوق دیتے ہیں (پھر تمہیں) سیر اور ملول (غمگین) نہیں ہونا چاہئے، اور تمہیں معلوم ہو کہ کشش اسی (محبوبِ حقیقی) ہی کی کشش ہے، پھر اُس کی کشش سے خود کو محو اور خود کو اس پر قربان کر دینا چاہئے۔

اور (اسی طرح چند صفحات پہلے ایک شعر میں جو لفظ) ''کوئے دوست'' (آیا تھا) اس سے مراد ''عدم'' ہے کیونکہ عاشق جب تک فنا کی گلی میں نہیں پہنچتا اُس وقت تک واصل نہیں ہوتا۔

فنائیت ہی مقصودِ اصلی ہے:

اور اسی معنی کے موافق ایک بزرگ نے فرمایا:

اے زاہد مردم نما، تا چند ایں ورد و دعا

رَو محوِ آں رخسار شو، بگزار ایں اوراد را

''اے زاہد! اوروں کو دکھانے کے لئے کب تک یہ وظیفے پڑھتے رہو گے، جاؤ خود کو اسکی ذات میں فنا کر دو (یہی اصل کام ہے) ان ظاہری اوراد کو چھوڑ دو۔''

نیز فرمایا:

عطاء! از مفلسی دوٹوک رہتے

سمجھتے بوجھتے پہچانتے رہہ

''اے عطاء! مفلسی (''عدمیتِ ذاتی''، یعنی اپنی ذات کو معدوم سمجھنے) سے مقصد حاصل ہوتا ہے، (لہٰذا اس بات) کو سمجھتے اور پہچانتے رہو (بھولو نہیں)''

نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

اے عطا! خیز ازیں شہر بزودی بگریز

ورنہ اینہا ہمہ ریش تو بھٹک درجھٹ کند

''اے عطا! کھڑا ہو اور اس شہر سے جتنا جلدی ہو سکے بھاگ جا، ورنہ یہ سب مصیبتیں تمہیں فوراً گمراہ کر دیں گی''

نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

آنچہ بر ما میرود گر بر شتر رفتے زغم

مے زندے کافراں در جنت الماویٰ علم

''جو کچھ غموم ہم پر نازل ہوتے ہیں اگر اونٹ پر نازل ہوتے تو سب کفار جنت الماویٰ میں پہنچ جاتے'' (تشریح آگے آ رہی ہے)

گذشتہ اشعار میں سے ایک شعر میں جو لفظ ''مفلسی'' آیا ہے اس سے مراد ''عدمیتِ ذاتی'' ہے یعنی اپنی ذاتی عدمیت کو ہر وقت ملحوظِ خاطر رکھو بھولو نہیں۔

اور ''ازیں شہر'' (کا لفظ جو کہ گذشتہ شعر میں مذکور ہے) سے مراد ''وہمی ہستی'' اور ''بے معنی خودی'' ہے (وحدت الوجود کے نظریہ میں وجودِ حقیقی کے سواسب اشیاء وہم کا درجہ

رکھتی ہیں) یعنی جب تو اپنی وہمی خودی (انانیتِ ذاتی) کی طرف رخ کرے گا تو پھر تمام مصیبتیں اور غم تیری طرف رخ کرینگے۔

اور لفظ "ما" سے (جو کہ گذشتہ شعر "آنچہ بر ما میرود گر بر شتر رفتے زغم" میں مذکور ہے) یہی وہمی خودی مراد ہے، یعنی تمام غموں کا ترتب تیری اسی وہمی خودی پر ہوتا ہے۔

اگر یہی غم اونٹ پر نازل ہوتے تو وہ شدتِ غم سے کمزور ہو کر سوئی کے سوراخ میں داخل ہو کر رہتا اور تمام کفار جنت کے مالک بن جاتے (جبکہ ایسا ناممکن ہے)

چنانچہ قرآنِ پاک میں مذکور ہے:

لَا یَدْ خُلُو نَ اَلْجَنَّۃَ حتّٰی یَلِجَلُ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِیَا طْ

"وہ کفار جنت میں اس وقت تک داخل نہ ہونگے جب تک اونٹ سوئی کے سوراخ میں داخل نہ ہولے"

(پس معلوم ہوا کہ وہمی خودی اگر حق ہوتی تو پھر ان پریشانیوں کی وجہ سے جو اسی پر مترتب ہوتی ہیں کفار جنت کے حقدار ہوتے، اور یہ ایک حقیقتِ شرعی واقعی ہے کہ وہ اس کے حقدار نہیں، بالکل نہیں، تو پھر اسکے حقدار کون ہیں؟ ہاں وہی ہیں جو وہمی خودی کو چھوڑ کر عدمیتِ ذاتی کا راستہ اختیار کرتے ہیں اور فنافی اللہ کے مقام پر فائز ہوتے ہیں)

اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی معنی کے مناسب یہ شعر ارشاد فرمایا:

شاہ راہِ عدم چہ ہموار است
چشم پوشیدہ میرود ہر کس

(ترجمہ مفہومی) اے بادشاہ! عدمیتِ ذاتی کا راستہ بالکل ہموار ہے، اس پر آنکھیں بند کر کے ہر شخص چل سکتا ہے (یعنی اپنے ذات کو فنا کر کے فنافی اللہ کے مقام پر پہنچا جا سکتا ہے)۔

ذوق والے دو اشعار:

اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بھی فرماتے تھے کہ:

یہ دو اشعار (اپنے ظاہری معنی کی بنا پر) بہت شورش پیدا کرتے ہیں جو کہ حضور قبلۃ المسترشدین، خواجہ ءخواجگان، راہنمائے عالم، مرکزِ ولایت، فائز بمقامِ فردیت حضرتِ قبلہ ءعالم امنیاردیؒ (قولہ ''امنیاردی'' ہوسکتا ہے یہ قدیم چھپے ہوئے نسخے کے کاتب کی سبقتِ قلم ہو اور صحیح لفظ ''مہاروی'' ہو کیونکہ ''قبلہ ءعالم'' صرف حضرت خواجہ نور محمد مہاروی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کا تخلص ہے واللہ تعالیٰ ورسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم اعلم بالصواب) نے ارشاد فرمائے:

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیثِ خواب گویم
چو غلامِ آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم

نہ میں شب ہوں نہ شب پرست ہوں (یعنی نہ میں غافل ہوں اور نہ غفلت کی نیند سوتا ہوں) کہ خوابوں کی باتیں کروں۔ جب میں آفتابِ حقیقی (یعنی رب العٰلمین جلّ مجدہٗ) کا سچا غلام ہوں تو جو کچھ کہوں گا اسی سے کہوں گا۔

اگر بسوئے من آئی ز دیدہ فرش کنم
کہ بر بساطِ غریباں ہمیں سفید و سیاہ

اگر اے محبوب! تو میری جانب تشریف لائے تو میں تیری راہ میں آنکھیں بچھا دوں، کیونکہ درویشوں کے پاس اس سفید و سیاہ یعنی آنکھوں کے علاوہ نذرانے کو اد ہے ہی کیا۔

جب آپ نے ان اشعار کو پڑھا تو اس کاتب الحروف کو بھی ان سے (بہت)

ذوق ہوا۔ واللّٰہُ تعالیٰ اَعلَم ایسے معلوم ہوتا ہے کہ "خواب" سے مراد غفلت اور خودی ہے۔

جیسا کہ حضرت شیخ (فریدالدین عطار رحمہ اللہ تعالیٰ) نے فرمایا۔

تا تو ہستی خدائے در خواب است

چوں شوی نیست او شود بیدار

جب تک تو اپنے ہی (میں مگن) ہے تو پھر اللہ تعالیٰ کا وصال ممکن نہیں (اور) جب تو اپنے (آپ) سے (گزر کر) اسکی ہستی میں فنا ہوگا تو پھر اسی کا ظہور ہے

اور "آفتاب" سے مراد "وجودِ حقیقی" کا ظہور ہے اور "اگر بسوئے من آئی" کا خطاب محبوب و مرشد کو ہے۔

یعنی میں اپنی وہمی ہستی کی مملکت سے مسافر و اجنبی ہو کر موجودِ حقیقی کی طرف اطمینان و سکون سے سفر کر رہا ہوں اور اپنے آپ سے (بالکل) فارغ ہو چکا ہوں، اب جو کوئی بھی ہمارا مہمان ہوگا اس کی شان اور قدر و منزلت کو دیکھتے ہوئے اس کو اپنی آنکھوں میں جگہ دیں گے۔

کیونکہ اب محبوبِ حقیقی کے سوا ہماری نظر میں اور کوئی نہیں (پھر جب ایسا ہی ہے) تو آنکھوں کے سوا کوئی اور جگہ ہی نہیں جس میں اس کو جگہ دیں، کیونکہ ان سفید و سیاہ (آنکھوں) کے علاوہ کچھ باقی ہی نہیں رہا، جو کچھ تھا سب فنا ہو گیا۔

قرآنِ مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

اِنَّ الْمُلُوکَ اِذَا دَخَلُوا قَرْیَۃً اَفْسَدُوْھَا

"جب کسی بستی میں بادشاہ داخل ہوتے ہیں تو اسے ویران کر دیتے ہیں"

حضرت (غوث الاعظم، قطبِ ربانی، محبوبِ سبحانی، ابو محمد محی الدین) شیخ عبدالقادر جیلانی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

شَاخَ طَبَّاخُ الْمَلِکِ بَقِیَ الْعَقْلُ وَالنَّظْرُ اَجْریٰ عَلَیْہِ مَا کَانَ

''بادشاہ کا باورچی اگرچہ بوڑھا ہو گیا (لیکن) اسکی عقل اور فکر صحیح وسالم ہے (یہی وجہ ہے کہ) وہ اپنی ذمہ داریاں نبھارہا ہے''۔

فاعل حقیقی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے:

اور نیز یہ بھی فرماتے تھے:

دون دی لگی لجھ تریجھا گھی چھوتھی داناں

ٹکے لگے بادشاہ دے سدودی سراں

یہ چراغ کے بارے میں ایک پہیلی ہے جو کہ چار چیزوں سے مرکب ہوتا ہے

(۱) آگ (۲) تیل (۳) روئی (۴) برتن

واللہ تعالیٰ اعلم اس کا شاید یہ مطلب ہوسکتا ہے کہ فاعل حقیقی صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور ظاہر میں فلاں فلاں کا نام ہے۔

چنانچہ مثنوی شریف میں ہے:

مالک الملک اواست اوخود مالک است

غیر ذاتش کل شی ھالک است

وہی ہر شے کا مالکِ حقیقی ہے اور ہر چیز اس کی ملک ہے، اسکی ذات کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔

مالک الملک اواست ملک اورا دہید

ماوَمن جملہ کہ بہ پیش اونہید

(جب) وہی مالک الملک ہے تو پھر ملک اسی کے حوالے کر دو، (اور) اپنی ماؤ من (ہستی بھی) اسی کے سپرد کر دو۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ''توفیقیہ شریف'' میں اسی طرح فرمایا ہے کہ:

''یوں نہ کہو کہ ہم نے یہ کام کیا ہے، ہم یہ کام کرینگے، اور ہم نے یہ مشکل حل کی ہے، کیونکہ جو کچھ بھی عالم میں ہوتا ہے سب کچھ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے''۔

کسبِ حلال اور نفس کشی کی ترغیب:

اور یہ بھی فرماتے تھے:

لکڑیاں چن لے آؤ ہم کی صفت اور سچ کہا

یہ مجرب چوب چینی ہے من کے درد کو

اس شعر کا مطلب سالکین کو ترغیب دلانا ہے کہ وہ حلال رزق کمائیں، کیونکہ اہل اللہ نے اسی طرح کیا ہے، خصوصاً لکڑیاں جمع کرنا اور انہیں فروخت کرنا، کیونکہ یہ نفس کے عیوب (مثلاً عجب و تکبر، خود بینی و خود نمائی وغیرہ) کو قتل کرنے کا موجب ہے۔

اس کاتب الحروف (حضرت خواجہ عبید اللہ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اسی بات کو (فارسی) ابیات کی شکل میں ترتیب دیا ہے۔ (جو کہ درجہ ذیل ہے)

چوب چینی کس مکن اے دل!

کوست مرضِ بد و بسا مشکل

اے دل! کسی کی عیب جوئی نہ کرنا، کیونکہ یہ مرض بہت برا اور مشکل ہے۔

ویں مرض را حدوث از بیس است

بیس از اصلِ کبر در نفس است

اوراس مرض عیب جوئی کا پیدا ہونا یبس (خشکی) سے ہے اور یہی یبس نفس میں تکبر کی جڑ ہے۔

چوب چینی دوائے اواست عجیب

یقلع الا حتراق بالتجریب

لکڑیاں چننا اس مرض کیلئے عجیب دوا ہے جو کہ اس (مرض کے گھائل) کے زخموں کوصاف کرنے کے لئے مجرب ہے۔

چوب چینی بکن دراستعمال

تا نگردد زیبس زشتت حال

اپنے اس مرض کے علاج کے لئے ''چوب چینی'' (لکڑیاں چننے) کا نسخہ استعمال میں لا! تا کہ یبس (تکبر) کی وجہ سے تیرا حال بالکل ہی خراب نہ ہو جائے۔

چوب خبثے کز احتراق منی است

مے نگردد بزودی اے خوش زیست

اے خوش نصیب! ''چوب'' (عیب جوئی کا) پلید مرض جو کہ ''منی'' (تکبر) کی پیداوار ہے، جلدی سے اس کے زخم نہیں بھریں گے۔ (بلکہ اس کا درجہ ذیل علاج کرنا پڑے گا)

چوب چینی کہ عافیت یابی

واز مضرات روئے برتابی

لکڑیاں چنو! (اور یوں نفس کشی اختیار کرو) تا کہ تمہیں اس مرض سے عافیت (صحت) نصیب ہو اور (نفس کی) بیماریوں سے نجات مل سکے۔

اپنی ہستی کو فنا کرنے کی کوشش کرو:

نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

ماجیندی پترے وٹھوں وٹی

سنج وسائے ہر کو پتر سو جو وستی پٹی

اس بیت (شعر) کا مقصد بھی اسی موہوم ہستی کو فنا کرنے کی کوشش کرنا ہے اور خودی اور خود بینی کو دفع کرنا ہے۔

نظریہء ''وحدت الوجود'' پر ایک مثال:

اور نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے:

چل بلا! چلئے سنار تے اوتھاں گھنے گھڑیجن لاکھ

صورت آپوں آپنی توں ہکوں رُپا آکھ

(ہر زیور کی شکل اگرچہ مختلف ہے لیکن ان کی بنیاد تو ایک ہی ہے یعنی سونا) مقصد اس سے یہ باور کرانا ہے کہ ذات واحد ہے اور بصورتِ مختلفہ (عالم میں اسی کی صفات کا) ظہور ہے۔ پس معلوم ہوا کہ حقیقت میں ذات واحد ہے۔

فنائیت ہی راہِ ہدایت ہے:

نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

ایں دل دیوانہ را گفتم کہ عاقل شو نشد

آرے آرے طفل را میل سبق خوانی کجا است

اس دیوانے دل کو میں نے کہا عقل مند ہو جا! مگر یہ نہ ہوا، ہاں! ہاں! بچے کو سبق پڑھنے کی محبت کب ہوتی ہے۔

این دل دیوانہ را تعلیم کن از راہِ ہوش

کاندریں مکتب خلاصی بے سبق خوانی کجااست

اس دیوانے دل کو بڑی ہوش مندی کے ساتھ تعلیم دو، کیونکہ اس مدرسہ میں بے سبق پڑھے کب چھٹی مل سکتی ہے۔

سلطنت را عزتے درعالمِ فانی کجااست

ما گدایانیم مارا عشق سلطانی کجااست

اس عالمِ فانی میں ظاہری سلطنت و بادشاہی کی کیا عزت ووقعت ہے، ہم تو گدا ہیں ہمیں بادشاہی کی محبت کہاں ہے؟۔

ان اشعار سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مراد یہ ہے کہ:

میں نے اپنے نفس کو بہت کہا کہ راہِ صلاح اختیار کر جو کہ راہِ نیستی (فنائیت) و بے خودی ہے، لیکن اس نے قبول نہ کیا، کیونکہ یہ نفس بچے کی طرح حقیقی کام سے غافل ہو کر دنیا کے لہو ولعب میں کمر بستہ رہا اور اسی کو اپنا مقصدِ حیات سمجھتا رہا۔

(تیسرے مصرعے میں) ایک بار پھر آپ نے اپنی ذات کو مخاطب کر کے فرمایا: جب عالمِ فانی میں ''ملک وجود'' کی سلطنت میسر نہیں تو پھر سوالی بن کر رہنا چاہیے اور ہر لحظہ اپنے رب مالکِ حقیقی کی جناب میں اپنی احتیاج کو پیش کرتے رہنا چاہیے، کیونکہ ''باقی باللہ'' ہونا ایک مشکل امر ہے، لہٰذا ہر لمحہ اپنے آپ کو فنا کرتے رہنا چاہیے اور موجودِ حقیقی صرف اللہ تعالیٰ کو جاننا چاہیے، اور مالکِ حقیقی کی سلطنتِ حقیقیہ سے دم نہ مارنا چاہیے، کیونکہ ''انا الحق'' کہنا ایک بڑی بلند پایہ بات ہے۔

چنانچہ حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

شو بباطن رُبوبیت پرداز

کن بباطن عُبودیت اقرار

حقیقی عبودیت کا اقرار کرتے ہوئے حقیقی ربوبیت کے ساتھ مشغول رہو۔

طعام تناول فرمانے کے بعد شکر کا ایک خوبصورت انداز:

کھانے سے فراغت پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے:

شکر گفتن کے توانم در خورِ نعمائے تو

شکر نعمت ہائے تو چندانکہ نعمت ہائے تو

تیری نعمتوں کے لائق میں شکر کب ادا کر سکتا ہوں، تیری نعمتوں کا اتنا ہی شکر مجھ پر لازم ہے جتنی کہ تیری نعمتیں ہیں۔

بے یاد تو من قرار نتوانم کرد

احسان ترا شمار نتوانم کرد

(اے محبوبِ حقیقی!) تیری یاد کے سوا مجھے قرار نہیں مل سکتا اور تیرے احسانات کا شمار مجھ سے نہیں ہو سکتا۔

گر بر تن من زبان شود ہر موئے

یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد

اگر میرے بدن پر ہر بال کو زبانِ قال (قوتِ گویائی) مل جائے، تب بھی تیری ہزار ہا نعمتوں میں سے ایک نعمت کا شکر بھی مجھ سے ادا نہیں ہو سکے گا۔

دعوت کھا لینے کے بعد میزبان کے لئے دعا:

(کسی کے ہاں) دعوت کھا لینے کے بعد آپ یہ دُعا مانگا کرتے تھے۔

صاحبِ ایں طعام رایارب، از بلائے زماں امانش دہ

مَن ندانم کہ چیست مقصودش، آنچہ مقصودِ اوست آنش دِہ

اے پروردگار! اس میزبان کو زمانے کی ہر مصیبت سے امان نصیب فرما، مجھے اس کے دلی مقاصد کا علم نہیں، تو اس کے ہر نیک مقصد میں اسے کامیابی عطا فرما۔

گویا ازراہِ تواضع دعا کو فارسی زبان میں ذکر فرماتے اور یہ بھی کہ فارسی اشعار میں ہر کسی کو تعلیم ہوسکتی ہے، نیز صاحبِ دعوت کی خوشی بھی اسی میں ہے۔ (کیونکہ اُس دور کی عام فہم زبان فارسی ہی ہوا کرتی تھی، دیگر اولیائے عظام رحمہم اللہ تعالیٰ سے بھی مختلف مواقع پر اس طرح اشعار پڑھنا ثابت ہے۔)

جنازہ پر اشعار کا پڑھنا سنتِ اولیاء ہے:

چنانچہ (سرتاجِ سلسلہء عالیہ نقشبندیہ) حضرت خواجہء خواجگان شیخ بہاؤالدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل ہے کہ:

حضرتِ شیخ ابوسعید ابوالخیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لوگوں نے عرض کی (حضور!) آپ کے جنازے پر قرآنِ مجید کی کون سی آیت ہم تلاوت کریں آپ نے (ازراہِ تواضع) فرمایا قرآن پاک کی آیت کا پڑھنا (تو بہت) بڑا کام ہے فقط یہ شعر پڑھ لینا:

چیست ازیں خوب تر در ھمہ آفاق کار

دوست رسد نزدِ دوست یار بنز دیکِ یار

تمام جہان میں اس سے خوب تر کام کون سا ہوسکتا ہے کہ دوست دوست کے پاس پہنچ جائے اور یار یار کے پاس۔

اس کو بیان کرنے کے بعد حضرتِ خواجہ بہاؤالدین نقشبند رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

یہ حکم دیا کہ ہمارے جنازہ پر یہ شعر پڑھا جائے۔

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو

شیئاً للہ از جمالِ روئے تو

ہم مفلس و نادار تیری گلی میں حاضر ہیں اے محبوب اپنے جمال سے راہِ للہ کچھ ہمیں بھی عطا ہو۔

نیز فرماتے تھے:

اَتُوبُ اِلَیکَ یَا رَحمٰنُ مِمَّا

جَنَیتُ وَ قَدْ تَکَاثَرَتِ الذُّنُوبُ

اے رحمٰن جل مجدہٗ! میں اپنے کئے گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور میرے گناہ بہت کثیر ہیں۔

فَاَمَّا مِنْ هَوىٰ لَیْلیٰ وَتَرْکِی

زِیَارَ تِهَافَاِنِّی لَا اَتُوبُ

لیکن میں لیلیٰ (اپنے محبوب) اور اس کی زیارت کے ترک کرنے سے توبہ نہیں کر سکتا۔

مسلکِ حق اہل سنت و جماعت کی قدر دانی اور اس پر تشکر:

صد شکر کہ سنّیم نیم معتزلی

مانندِ سگِ شیعہ ندارم دَغَلی

اللہ تعالیٰ کا صد ہا شکر ہے کہ میں معتزلی نہیں سنی ہوں، شیعہ کتے کی مثل مجھ میں کھوٹ نہیں۔

برر غمِ روافض وخوارج ہردم

بوبکر وعمر گویم عثمان وعلی

رافضیوں اور خارجیوں کی ذلت کیلئے ہر لمحہ حضرتِ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وحضرتِ عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وحضرتِ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وحضرتِ علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسمائے مبارکہ کا وردکرتا رہتا ہوں۔

اس رُباعی کا مقصد یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شکرادا کیا جائے کہ اُس نے ہمیں اہلسنت وجماعت کے گروہ میں داخل فرمایا ہے اور اہلِ بیت وصحابہء کرام ومومنینِ کاملین علیہم الرضوان میں سے ہرایک کے بغض ودشمنی سے ہمارے قلوب کو مبرا فرمایا ہے، بخلاف فرقہائے دیگر روافض وخوارج وغیرہ کے، کہ وہ اہل بیتِ اطہار وصحابہء کرام وائمہء مجتہدین وصوفیائے کرام وجمہور اہلِ اسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین پر زبانِ طعن دراز کرتے ہیں اور حقیقی اسلام سے محروم ہیں۔

حضور (رحمتِ عالمیاں، شفیعِ مذنباں، پناہِ بے کساں، حامیءناداراں، اصلِ آدم و آدمیاں، نبی آخر الزماں، سرپرستِ مرسلاں، جدِّ شہزادگاں (الحسن والحسین) صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فِی کُلِّ حِینٍ وَّاٰن) نے ارشاد فرمایا:

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ

کامل مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ (توجب ایک عام مومن پر زبانِ طعن دراز نہیں کرسکتے تو ان لوگوں کا کیا حال ہوگا جو اکابرینِ امت پر زبانِ طعن دراز کرتے ہیں۔)

حج ظاہری و باطنی کی تفہیم:

نیز آپ نے فرمایا:

اے قوم !بحج رفتہ کجا ئید کجا ئید

محبوب دریں جا است بیائید بیائید

اے لوگو! حج پر گئے ہو کہاں ہو کہاں ہو؟ محبوب (حقیقی) یہاں ہے اس طرف آؤ اس طرف آؤ۔

مراد اس شعر سے یہ ہے کہ جو لوگ ظاہری حج کی طرف مائل و راغب ہیں اور باطنی حج سے جو کہ طلبِ حقیقت ہے محروم ہیں، انہیں کہا جاتا ہے کہ آؤ! یعنی جہالت کے پردہ سے باہر آؤ اور محبوبِ حقیقی (رب تبارک و تعالیٰ) کی طرف آؤ، جو کہ کعبہءاربابِ تحقیق ہے، جو کہ ہر جگہ تمہارے ساتھ ہے، اس سے غافل نہ رہو، بلکہ اپنے کاموں اور عبادات میں اسی محبوبِ حقیقی کی طرف دل کو متوجہ رکھو، کیونکہ اربابِ تحقیق کا حج اس کے علاوہ نہیں ہوسکتا۔

چنانچہ ایک بزرگ شاعر حضرتِ حافظ شیرازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

جلوہ بر من مفروش اے ملک الحاج کہ تو

خانہ مے بینی و من خدائے خانہ مے بینم

اے ملک الحاج! میرے سامنے (کعبے کے جلوں کا) کچھ اس طرح اظہار نہ کر، کیونکہ تو خانہءخدا کو دیکھتا ہے میں خدائے خانہ کو۔ (وللہ الحمد)

ایک اور بزرگ نے یوں فرمایا:

کعبہ بُن گاہِ خلیلِ آزراست

دل گزرگاہ جلیلِ اکبراست

کعبہ شریف حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی جائے قیام ہے (لیکن مومن کامل کا) دل اللہ تعالیٰ جلیلِ اکبر (کے فیضانِ خاص) کی قیام گاہ ہے۔

ایک اور بزرگ شاعر حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

خرِ عیسیٰ اگر بمکہ رود

چوں بیاید ہنوز خر باشد

حضرت کلمۃ اللہ و روحہٗ، مسیحِ اعظم حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا خر (گدھا) اگر مکۃ المکرمہ بھی پہنچ جائے، پھر بھی جب واپس لوٹے گا تو اسی طرح اپنی جنسیت ہی میں ہوگا۔

ایک اور بزرگ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

درِ کعبہ اگر دل سوئے غیر است ترا

طاعت ہمہ فسق و کعبہ دیر است ترا

کعبہ شریف میں پہنچ کر بھی اگر تیرا دل غیر کی طرف راغب رہے، تو جان لے پھر تیری ہر طاعت گناہ اور کعبہ تیرے لئے بت کدہ کی مثل ہے۔

ور دل بحق است و ساکن بتکدہ

خوش باش کہ عاقبت بخیر است ترا

اور اگر تیرا دل حق تعالیٰ کے ساتھ مشغول ہو اور تیرا مسکن بت کدہ تو پھر خوش

ہو جاؤ کہ تمہاری عاقبت بخیر ہے۔

اہل اللہ کی عظمت مسجد سے زیادہ ہے:

(امام الصوفیاء) حضرت جلال الدین رومی شیخ الاولیاء رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

جاہلاں تعظیمِ مسجد مے کنند

در جفائے اہل دل جدّ مے کنند

جاہل لوگ مسجد کی تعظیم تو کرتے ہیں لیکن اہل دل (اہل اللہ) پر ظلم کی انتہا کر دیتے ہیں (پھر ایسی تعظیمِ مسجد کا کیا فائدہ، جبکہ اہل اللہ پر ظلم کرنا گویا اللہ تعالیٰ کے ساتھ جنگ مول لینا ہے)

آں مجاز است ایں حقیقت اے خراں

نیست مسجد جز درون سروراں

اے گدھو! مسجد مجاز ہے، اہل اللہ کے قلوب حقیقت ہیں، مسجدِ حقیقی اہل اللہ کے قلوب کے سوانہیں ہوسکتی۔

مثنوی شریف میں نقل ہے کہ:

ایک کامل اہلِ دل، اللہ تعالیٰ کے پیارے بندے نے حضرتِ بایزید بسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو (جو کہ حج کے لئے تشریف لئے جاتے تھے) مندرجہ ذیل نصیحت فرمائی اور آپ نے اُس پر عمل کیا (جو کہ اس موضوعِ حال پر دلیل ہے)

گفت طوفے کن بگردم ہفت بار

واں نکوتر از طوافِ حج شمار

فرمانے لگے (حج کو کیوں جاتا ہے؟) آ! میرا ہی طواف کرلے (لہٰذا) میں نے

سات چکر لگا لئے (پھر فرمایا) اس طواف کو طوافِ حج سے بہتر جانو۔

واں درم ہا پیشِ من نِہ اے جواد!

واں کے حج کردی و حاصل شد مراد

(پھر فرمانے لگے) جو کچھ رقم سفرِ حج کے لئے پاس ہے مجھے دے دو (اور) خاطر جمع رکھو کہ تم نے حج بھی کر لیا اور اپنی مراد بھی پالی۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ (طریقت و حقیقت کی رو سے) فرائض الٰہی کی ادائیگی میں توجہِ الی اللہ شرط ہے، اس کے بغیر کوئی فرض درست نہیں ہوتا۔

خود بینی و عجب زہرِ قاتل ہے:

ایک مرتبہ میں اپنے مرشدِ کریم حضرت خواجہء خواجگان، سیدنا و مولانا، محبوب اللہ، فانی فی اللہ، باقی باللہ، الشیخ خواجہ محمد خدا بخش الملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نصیحت کا خواستگار ہوا تو آپ نے فرمایا: (شیخ سعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں)

مرا پیر دانائے مرشد شہاب

دو اندرز فرمود بر روئے آب

مجھے میرے شیخ، ہادی، دانائے اسرار، حضرتِ شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانی کے کنارے پر دو نصیحتیں کیں۔

یکے آنکہ بر غیرِ بدبیں مباش

دگر آنکہ بر خویش خود بیں مباش

پہلی یہ کہ کسی غیر کو بری نگاہ سے نہ دیکھ، اور دوسری یہ کہ اپنی ذات کو دوسروں سے اچھا نہ جان۔

یہ اشعار حضرتِ شیخ سعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہیں جن کی تشریح کچھ اس طرح ہے کہ مجھے میرے شیخ (حضرتِ شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے دو نصیحتیں اُس وقت فرمائیں جب کہ آپ کے آنسوؤں کا پانی آپ کے رُخِ زیبا پر جاری تھا، کیونکہ اہل محبت وذوق ہر وقت گریہ وزاری میں مصروف ہوا کرتے ہیں۔

یا یہ کہ آپ حالتِ نصیحت میں کشتی پر سوار تھے، یا بطورِ کرامت پانی پر پیدل چل رہے تھے۔

ان دونوں اشعار کا منشا ومقصد دوئی کا بیان ہے (جس سے سالک کو نجات حاصل کرنا ضروری ہے) کیونکہ جب دوئی درمیان سے اُٹھ جاتی ہے، محبتِ الٰہی حاصل ہو جاتی ہے اور خود کو اور غیر کو دیکھنا سب ختم ہو جاتا ہے، تو پھر صرف حق تعالیٰ کا ہی دیکھنا باقی رہ جاتا ہے، اور برائی کا صدور حق تعالیٰ سے محال ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ہر فعل نیک ہے، اگرچہ شریعت وطریقت میں بدی ونیکی دونوں ثابت ہیں لیکن اسی نسبت سے نہ کہ مطلق، (یعنی کسی نئے سالک کی چونکہ شریعت وطریقت، میں فنائیت ومحویت ابھی مکمل نہیں ہوئی ہوتی اور خودی کا تصور ابھی باقی ہوتا ہے اس لئے نیکی وبدی بندے کی طرف منسوب کرتا ہے، پھر جب بندہ کامل اور مکمل ہو کر حقیقت کی بلندیوں کو چھونے لگتا ہے تو اسے ہر طرف وحدتِ ذات وصفات کے جلوے نظر آتے ہیں، چنانچہ اُسے اللہ تعالیٰ کے فعل کے سوا کچھ نظر نہیں آتا) جس میں بدی کا تصور ہی نہیں۔

چنانچہ زنا، چوری، تجسسِ عیوب، کبر وخود بینی (اگرچہ) سب بدیاں ہیں (لیکن یہ نسبت بندوں کے عمل سے ہے نہ کہ حق تعالیٰ کی نسبتِ تخلیق سے) جو کہ حقیقت ہے۔

تین عجیب آدمی:

نیز آپ (حضرت خواجہ خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اسی

سلسلہ میں بیان فرمایا کہ:

خود بیں (وبد بیں) تین طرح کے (عجیب آدمی) ہیں:

(۱) ''اندھا'' جو کہ چھوٹی سے چھوٹی چیز کو بھی دیکھ لیتا ہے۔

(۲) ''بہرہ'' جو کہ مخفی سے مخفی آواز بھی سن لیتا ہے

(۳) ''برہنہ'' جو کہ اس فکر میں رہتا ہے کہ کہیں میرے کپڑے چور نہ لے جائے۔

پہلا شخص اپنے عیوب سے بالکل اندھا ہوتا ہے (اگرچہ وہ کبیرہ و مہلکہ ہوں، مگر) دوسروں کے چھوٹے سے چھوٹے عیوب اسکی نظر میں ہوتے ہیں۔

دوسرا شخص اپنی مودّت واتباعِ الٰہی سے بے خبر ہے (کوئی عمل صالح ہے ہی نہیں) لیکن دوسروں سے اپنی تعریف سننے کیلئے ہر وقت کان دھرے رہتا ہے (یعنی اپنی برائی کے سننے سے بالکل بہرہ ہے لیکن دوسروں کی برائی کے سوا اسے کچھ سنتا ہی نہیں)

تیسرا شخص جسے اپنے کفن کے ملنے کی خبر تک نہیں لیکن اُسے یہی فکر کھائے جاتی ہے کہ یہ ظاہری لباس کہیں چور نہ لے جائے۔

نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے:

اِس مسافر کو (مجھے) شادی سے ملال (ناپسندیدگی) تھا، رات کو خواب میں دیکھا کہ (شادی کا) سرخ جوڑا پہنے ہوئے ہوں، یہ دیکھ کر غمگین ہوا، جب بیدار ہوا تو بہت خوش ہوا کہ یہ خواب ہے نہ کہ بیداری۔

اگر ردی اَحْسِنُ اِلٰی مَنْ اَسَآء:

ایک روز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

احسان کرنے والے کے ساتھ احسان کرنا (کوئی بڑی بات نہیں بلکہ یہ تو) گدھے کا کام ہے، اور بروں کے ساتھ برائی کرنا کتے کا کام ہے، (ہاں البتہ) بدوں کے ساتھ نیکی کرنا یہ مردوں کا کام ہے۔

اگر مردی اَحْسِنْ اِلٰی مَنْ اَسَآء

اگر تو مرد ہے تو اُس کے ساتھ احسان کر جو تجھ سے برائی کرے۔

نفلی روزوں کی ترغیب:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بھی فرماتے تھے کہ:

ایامِ بیض (چاند کی ۱۳۔۱۴۔۱۵ تاریخ) اور شعبان المعظم کے دس روزے اور شوال کے چھ روزے بہت خوب ہیں۔

گرمیءِ طبع کا علاج:

ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

ایک روز میری طبیعت میں (خشک) گرمی نے جوش کیا ہوا تھا اور میں مولوی نور اللہ صاحب کے ہاں مہمان تھا۔

مولوی صاحب موصوف میرے لئے پراٹھے اور اوپر وافر مقدار میں گھی ڈال کر، دودھ کے پیالے کے ساتھ لائے، اس مسافر نے اُس گھی کو دودھ میں ملا کر پی لیا تو مذکورہ تکلیف سے شفاء حاصل ہوئی۔

پہلے پہل اشارتاً گفتگو فرماتے:

آپ (حضرت خواجہ خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی عادت شریفہ یہ بھی تھی کہ:

جب آپ گفتگو فرماتے تو اولاً اشارہ سے فرماتے، اگر کوئی اسے سمجھ لیتا تو ٹھیک، ورنہ دوبارہ پھر صراحتاً فرما دیتے تا کہ لوگ اسے جلدی سمجھ لیں۔

بزرگوں کی خدمت میں باادب رہنا چاہیے:

ایک روز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

ایک بار مسکین حضرتِ (شیخ الشیوخ) خواجہ ءخواجگان، حضرت قبلہ ءعالم خواجہ نور محمد مہاروی قدس سرہ کی خدمت میں بطورِ ہدیہ ایک قرآنِ مجید محشیٰ مع قران القرآن لے گیا، انہیں ایام میں حضرت (قطب الاقطاب) الشیخ شاہ کلیم اللہ جہان آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولادِ امجاد میں سے ایک صاحبزادے بھی وہاں تشریف لائے ہوئے تھے، اُنہوں نے ان ہدایا کو میرے ہاتھ سے آپ کی اجازت کے بغیر لے لیا اور چلے گئے، حضرت قبلہ ءعالم مہاروی قدس سرہٗ نے فرمایا "کیا اچھا ہوتا کہ میری اجازت سے لے جاتے"

گھر کو اُجڑنے سے بچانے کی کوشش فرمائی:

ایک دن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

ایک شخص جو قوتِ مردمی سے محروم تھا اور اس وجہ سے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا مصمم ارادہ کئے ہوا تھا میرے پاس آیا اور دوائی کے بارے میں پوچھنے لگا، عین اُسی وقت مولوی امام الدین بن مولوی صالح محمد دائرہ والے تشریف لے آئے اور عضوِ مخصوص کی رگوں کی قوت کا نسخہ بیان کیا، جو کہ مندرجہ ذیل ہے:

شنگرف ایک تولہ، سیماب (پارہ) ایک تولہ، زرنیخ زرد ایک تولہ، سنکھیا سفید آدھا تولہ، سنکھیا زرد آدھا تولہ، منجھل سرخ ایک تولہ۔

ان سب دواؤں کو سیماب (پارہ) کے بغیر پیسا جائے، جب یہ بالکل

باریک ہو جائے تو اس میں شیر زہوک ایک سیپ کی مقدار ڈال دیں، اسکے بعد سیماب (پارہ) اس میں ڈال کر رکھ دیں، جب خشک ہو جائے دوبارہ اس میں مسلسل ۲۷ گھنٹوں تک وقفہ وقفہ سے شیر زہوک ڈالتے رہیں اور اسے پیستے رہیں، حتیٰ کہ سات تولہ تک شیر زہوک اس میں ملائیں اور اسے سایہ میں خشک کر لیں یہاں تک کہ وہ منجمد ہو جائے، پھر اس طلا کو عضوِ مخصوص کو گرم پانی سے دھو کر اس طرح پرانے کپڑے کیساتھ اس کی مالش کریں کہ عضوِ مخصوص کی نچلی رگ جو کہ خصیوں کے محاذی (برابر) ہے وہ اور حشفہ طلا سے بالکل محفوظ رہے، پھر اسے ہرنولی کے پتے سے ڈھانپ کر بند کر دیں، پھر دوسرے اور تیسرے دن بھی اسی طرح گرم پانی سے دھو کر طلا کریں۔

چند تفسیری اور فقہی نکات:

اور نیز میں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان:

فَلَا تَقُل لَّهُمَا اُفٍّ

(ماں باپ کو اف نہ کہو) میں کلمہء اف کہنے سے صراحتاً اور گالی گلوچ مار پیٹ وغیرہ سے دلالۃً (ممانعت) آئی ہے (جو کہ دونوں قطعی ہیں)

نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ:

قرآن مجید کی اس آیت

لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ

((وراثت میں) مذکر کیلئے دو مؤنثوں کے برابر حصہ ہے)

میں دو حقیقی لڑکیوں کا حصہ ثلثان ۲/۳ بطورِ اشارۃ النّص ثابت ہے کیونکہ کم از کم امتزاج ایک مذکر اور ایک اُنثیٰ کا ہو سکتا ہے، اس صورت میں مذکر کو ثلثان ۲/۳

مؤنث کو ثلث ۳/۱ ملے گا۔

(اب سنئے!) قرآن مجید نے فرمایا لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ (ایک مذکر کو دو مونثوں کے برابر ملے گا) جب ایک مونث کا حصہ ثلث ۳/۱ تھا جب دو ہونگی تو پھر ثلثان ۳/۲ ہو جائے گا۔

(اور نیز عبارۃ النص، اشارۃ النص، دلالۃ النص کی مثالیں سمجھانے کے بعد فرمایا) اقتضاء النص کی (مثال) یہ ہے کہ اگر ایک شخص دوسرے کو کہے

اَعْتِقْهُ (اَیْ عَبْدَکَ) عَنِّي بِاَلْفٍ

(ہزار کے بدلے میری جانب سے تو اپنے غلام کو آزاد کر دے)

اسکے جواب میں دوسرے نے کہا اَعْتَقْتُهُ (میں نے اُسے آزاد کیا) تو شرعی حکم اس کا یہ ہے کہ وہ غلام متکلم کی طرف سے آزاد سمجھا جائیگا نہ کہ مخاطب کی جانب سے، اور ملکیت متکلم بطور شراء (خرید) ثابت ہوگی۔ (جو کہ اصول فقہ کے اعتبار سے اقتضاء النص کہلاتی ہے) کیونکہ بغیر ملکیت کے غلام آزاد نہیں کیا جا سکتا (اور متکلم کو ہزار روپے مخاطب کو دینے ہونگے کیونکہ مخاطب نے متکلم کے جواب میں غلام آزاد کیا ہے اور تفصیل کتبِ اصول میں موجود ہے)۔

اپنے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی معیت میں ایک سفر کی روداد:

ایک روز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

میرے شیخ کریم (شیخ المشائخ، غیاث العاشقین، سند الکاملین، محب اللہ المتعال، حضرتِ خواجہ حافظ محمد جمال رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا معمول کچھ اس طرح ہوتا تھا کہ جب آپ کہیں سفر میں تشریف لے جاتے تو مجھے بھی ساتھ لے جاتے تھے، ایک دن میں مسجد

میں آپکی خدمت میں حاضر تھا، جب آپ مسجد سے باہر تشریف لائے تو میں بھی ساتھ آیا، اس وقت میرا لباس ایک ٹوپی ایک چادر اور ایک پاجامہ پر مشتمل تھا۔

(مسجد سے نکل کر) آپ ایک جانب روانہ ہونے لگے تو میں بھی آپ کے ہمراہ ہو گیا (کچھ دیر کے بعد) ایک آدمی سے آپ کی ملاقات ہوئی تو آپ نے اس سے فرمایا: ''ان (یعنی حضرت سراج الواصلین، فخر العاشقین، سند العارفین، محبوب اللہ، حضرت خواجہ خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے گھر پر جا کر اطلاع دیدینا کہ وہ ان کا انتظار نہ کریں، یہ ہمارے ہمراہ شجاع آباد تک جا رہے ہیں''

جب کچھ سفر طے ہو چکا تو آپ نے حضرت سیدنا خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نیاز والے روٹی کے چند ٹکڑے جو آپ کے ہمراہ تھے نکال کر کچھ خود تناول فرمائے اور کچھ مجھے عطا فرمائے جن سے میں بھی فیضیاب ہوا۔

اُس روز گرمی کی بہت شدت تھی، ایک کمبل جو کہ آپکے پاس آپ کے شیخ قدوۃ السالکین، شمس العارفین، حضرتِ خواجہ نور محمد قبلہء عالم مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تبرکات میں سے تھا اور اُن کو اُن کے شیخ فخر الاولین والآخرین، محبّ النبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) حضرتِ شیخ المشائخ، خواجہ محمد فخر الدین دہلوی اورنگ آبادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک خاص حالت میں عطا ہوا تھا اور جس کو قبلہء من حضرت محبّ اللہ المتعال، حضرت خواجہ حافظ محمد جمال صاحب ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی شادی کے دن بھی پہنا تھا، وہی کمبل آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گرمی سے بچاؤ کے لئے اس روز مجھے عطا فرمایا تا کہ میں اسے سائیبان بناؤں، (لیکن) میں نے (بپاسِ ادب) اِس کمبل کو لپیٹ کر اپنی بغل میں چھپا لیا۔

جب ہم حضرت میاں صاحب مولوی علی محمد لابری رحمہ اللہ تعالیٰ کے مکان پر پہنچے تو انہوں نے کھانا تیار کروانے کی خواہش ظاہر کی (لیکن) آپ نے فرمایا: ہم نے کھالیا ہے، پھر ہم وہاں سے آگے روانہ ہوگئے اور بوقتِ عصر شجاع آباد پہنچ گئے۔

اس سفر سے آپ کی غرض ایک آدمی سے ملاقات تھی جو کہ شجاع آباد کے مضافات میں رہتا تھا۔

رات ہم نے شجاع آباد کی ایک مسجد میں بسر کی، وہاں کچھ لوگ حضرت حافظ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دبانے لگے، اُنہیں میں سے ایک شخص کو آپ نے (میرا نام لے کر فرمایا) ان کو بھی دباؤ، وہ شخص میرے پاس آکر مجھے دبانے لگا، جس سے میرے جسم میں درد ہونے لگا لیکن ادب کی وجہ سے کچھ کہہ نہ سکا، اسی دوران ایک اور صاحب تشریف لائے جن کے لئے حضرت حافظ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہو گئے، میں بھی آپ کی متابعت میں کھڑا ہو گیا، اس کے بعد بقیہ رات میں سو نہ سکا۔

جس پر کرم ہو جائے خوش نصیب وہی ہے:

بعد ازاں قبلہء من حضرت محبّ اللہ المتعالی، حضرت خواجہ حافظ محمد جمال صاحب ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

ایک مرتبہ حضرت قبلہء عالم مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پاکپتن شریف سے ''ماڑی'' نامی بستی کے راستے جو کہ مہار شریف سے بیس کوس کے فاصلہ پر ہے واپس تشریف لا رہے تھے، میرے دل میں یہ خیال گردش کرنے لگا کہ اگر آپ نے مجھے سواری کیلئے گھوڑا عنایت فرمایا تو میں اسے تیز رفتار کیسے کر سکوں گا (کیونکہ رواج اس طرح ہے کہ مشائخ کو اچھی سواری پیش کی جاتی ہے اور خادموں کو عام، لیکن آپ چونکہ میری دلی

کیفیت پر آگاہ تھے، اس لئے) مجھے ایک تیز رفتار گھوڑا عطا فرمایا اور خود بھی ایک سبک رفتار گھوڑے پر سوار ہوئے۔

راستے میں مولوی الیاس نامی ایک شخص آپ کی ملاقات سے مشرف ہوا، جو کہ بہت خوش مزاج اور خوش طبع تھا، آپ (قبلہء عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اس کے گھر کا ارادہ فرمایا اور گھوڑے کی لگام اس طرف موڑی تو وہ ازراہِ خوش طبعی کہنے لگا حضور! راستہ اُسی طرف ہے (جس طرف آپ تشریف لئے جا رہے ہیں، میرے گھر کی طرف نہیں) آپ نے فرمایا:

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد

فدائے یک تنِ بیگانہ کاشنا باشد

ہزار اپنے، جو کہ اللہ تعالیٰ جَلّ مجدہ سے بیگانے ہوں اس ایک بیگانے پر قربان جو کہ خداشناس ہو۔

(یعنی تیرا مقصد یہ ہے کہ ہم چونکہ تیرے رشتہ دار نہیں ہیں اس لئے تیرے گھر نہیں جائیں گے، سنو! اگرچہ ہم نسب میں بیگانے ہیں، لیکن خداشناس ضرور ہیں)

(حضرت حافظ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں) میں نے (اپنے دل ہی دل میں) کہا جس پر کرم ہو جائے طالع مند (خوش نصیب) وہی ہے۔

بارش طلب کرنے کا منفرد انداز:

نیز آپ (قبلہء من خواجہ حافظ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا:

ایک دن کا واقعہ ہے کہ حضرت نواب جیو صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ بادشاہِ وقت کے پاس بیٹھے تھے اور عہدہء وزارت پر فائز تھے، اسی دوران لوگوں نے حاضر ہو

کر بارش نہ ہونے اور قحط سالی کی شکایت کی۔

نواب صاحب نے فرمایا کل بارش ہو جائیگی، نواب صاحب کے اس جواب سے لوگ بہت متعجب ہوئے کہ آپ کس طرح یہ غیب کی خبر دے رہے ہیں۔

اگلے روز نواب صاحب نے فقراء و علماء کی دعوت فرمائی اور بہت پر تکلف کھانے از جنس پلاؤ اور گوشت وغیرہ وغیرہ مختلف شکلوں میں تیار کروائے اور ان سب چیزوں کو لے کر علماء و فقراء کے ہمراہ جنگل میں تشریف لے گئے، جہاں آس پاس پانی کا وجود نہ تھا، جب سب نے کھانا کھانے کے بعد پانی طلب کیا تو نواب صاحب نے فرمایا: پانی اب اللہ تعالیٰ سے مانگئے، چنانچہ اُسی وقت غیب سے بارانِ رحمت کا سلسلہ شروع ہو گیا (اور اتنی بارش ہوئی کہ زمینیں سیراب ہو گئیں اور لوگ بھی)۔

مرنے کی اتنی جلدی کیوں؟:

مزید آپ (قبلہ ءمن خواجہ حافظ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ارشاد فرمایا کہ:

ایک بار ایک واعظ نے وعظ کرتے ہوئے جمعہ کے دن مرنے کے فضائل بیان کئے، چنانچہ ایک (جاہل) آدمی جس کی گردن میں ریت سے بھرا ہوا ایک مٹکا تھا، اس نے اس واعظ کی گفتگو سن کر اپنا مٹکا پھینکا اور خود کو ایک گہرے پانی میں غرق کرنے لگا، میاں محمد یار نے جو کہ حضور قبلہ ء عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خادم تھے، اسے پکڑ کر باہر نکالا (کہ موت کے فضائل کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ تم خودکشی کر لو اور حرام موت مرو)

قبلہ ء عالم مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذوقِ سماع:

نیز قبلہ ءمن خواجہ حافظ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

نواب صاحب مذکور (حضرت نواب جیو صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ) ایک بار ایک غزل

لکھ کر بخدمتِ قبلہء عالم مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر ہوئے، وہ یہ غزل آپ کو (اپنے ہاں لے جاکر) سنوانے کا ارادہ رکھتے تھے، جس وقت کہ آپ مجلس برخاست کرنا چاہتے تھے عین اُسی وقت نواب صاحب نے ایک مصرع کاغذ پر لکھ کر آپکی خدمت میں پیش کیا:

خدارا سوئے مشتاقاں نگاہے

"اللہ تعالیٰ کے لئے ہم عاشقوں پر بھی نظر شفقت فرمائیے"

آپ نے وہ کاغذ اپنی کمر پر لنگی درست کرتے ہوئے مجھے دیا، مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ مذکورہ نواب صاحب کی دعوت پر مجھے ساتھ لے جانا چاہتے ہیں، پھر بھی میں نے اشارتاً عرض کیا کہ آپ کی نعلین سیدھی کر دوں، جواباً آپ نے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا (کر دو) میں نے آپ کی نعلین درست کیں، (اسی وقت) آپ اٹھے اور نواب صاحب کے گھر کی طرف روانہ ہو گئے۔

وہاں (دعوت گاہ میں) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور یہ فقیر اور نواب صاحب کے علاوہ کوئی تھا نہ تھا، نواب صاحب کے قوالوں نے وہی غزل پڑھی، جس کی وجہ سے مجلس بہت پرذوق رہی۔

دورانِ مجلس ایک شخص نے حاضرِ خدمت ہو کر عرض کی کہ اہلِ علاقہ کے امراء میں سے ایک آدمی آپ کی زیارت کا منتظر ہے، آپ نے فرمایا: فی الحال (ملاقات کا) وقت نہیں حتیٰ کہ مجلس اختتام پذیر ہوئی۔

استاد کو شاگردوں کے حوالے کر دیا گیا ہے:

نیز آپ (حضرت خواجہ خدابخش ملتانی ثم الخیرپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نقل فرماتے تھے کہ ایک بار حضرت قبلہء عالم مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میرے قبلہ گاہ (حضرت محبّ

اللہ المتعال، حافظ محمد جمال صاحب ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی طرف تین طلباء کو بھیجا کہ انہیں اس دعا گو (حضرت خواجہ خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے سپرد فرما دیں اور ان کی تعلیم میں کوتاہی نہ کی جائے۔

جب اس دعا گو کو اس بات کا علم ہوا تو سوچا کہ قبلہ گاہ (حضرت حافظ صاحب ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) شاید میری طرف آنے کی زحمت فرمائیں، لہٰذا میں خود ہی آ کر زیارت سے مشرف ہوا اور تسلی دی کہ اُن کی تعلیم میں پوری توجہ دی جائیگی۔

اس کے بعد میرے قبلہ گاہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور قبلہ ء عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف عریضہ (خط) لکھا کہ:

''میں نے (حضرت خواجہ) خدا بخش (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو طلباء کے حوالے کر دیا ہے''

جب وہ عریضہ حضور قبلہ ء عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچا تو آپ اور دیگر حاضرین مجلس حضرت حافظ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس حسن ادب سے بہت متعجب ہوئے کہ ''استاد کو شاگردوں کے حوالے کر دیا گیا ہے'' اور بہت خوش ہوئے۔

اسی سلسلے میں آپ (حضرت خواجہ خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا کہ:

حضرت مخدوم شرف الدین حسین رحمہ اللہ تعالیٰ عالم تھے اور حدیث شریف پڑھنے پڑھانے میں بہت مشغول رہتے تھے، چنانچہ بکثرت مولوی صاحبان استفادہ کیلئے انکے پاس آتے تھے، بظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ مخدوم صاحب پڑھتے ہیں اور آنے والے مولوی صاحبان پڑھاتے ہیں ،لیکن در حقیقت معاملہ اسکے برعکس تھا

حضرت مخدوم صاحب استاد ہوتے وہ شاگرد، ونیز مخدوم صاحب ان کی مالی خدمت بھی کرتے تھے، کسی کو پانچ روپے ماہوار، کسی کو تین روپے اور کسی کو دو روپے ماہوار وظیفہ عطا فرماتے تھے۔

آپ دوائی کیوں نہیں استعمال فرماتے؟:

نیز آپ (حضرت خواجہ خدابخش ملتانی ثم الخیرپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نقل فرماتے تھے کہ:

ایک مرتبہ حضرت قبلہء عالم مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مجاور میاں محمد غلام رسول صاحب میرے قبلہ گاہ (حضرت حافظ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس ملاقات کیلئے تشریف لائے اور عرض کی کہ آپ بہت نحیف (کمزور) ہوچکے ہیں پھر بھی دوائی استعمال نہیں فرماتے؟ آپ نے فرمایا: اگر کوئی مجھے یہ بات لکھ دے کہ آپ کو اس دوائی سے (ضرور بالضرور) صحت ہوجائے گی تو کرلوں گا (اور ایسا ممکن نہیں)

بھوک کم ہو تو بہتر ہے:

نیز فرمایا:

میں یہ چاہتا ہوں کہ بھوک کی مقدار کم ہونی چاہیے نہ کہ زیادہ (تاکہ کم سے کم کھانا کھایا جائے)۔

نیز فرمایا:

ایک بار کسی حکیم نے کہا میرے پاس ایک دوائی ہے جو کہ مقوی (طاقت دینے والی) ہے اور میں اسے ایک روپے کے بدلے ایک روپے کے وزن برابر دیتا ہوں۔ اگر آپ کے مزاج میں آئے تو لے لیں اور روزانہ اس سے ایک ککھ (تنکے) برابر

بتاشے پر ڈال کر کھالیا کریں (انشاء اللہ تعالیٰ) بھر پور قوت ہوگی۔

اتنے میں ایک شخص بازار سے غالباً "پنج قیصرہ" بتاشے خرید لایا اور میرے سامنے رکھ دیے، میں نے ساری دوائی ان بتاشوں پر ڈال کر انہیں پیس کر یکبارگی ہی کھالی اور اپنے دل میں خیال کیا کہ کون روزانہ حرج میں پڑے اور تازہ اسباب مہیا کرے، اسپر کسی نے پوچھا حضور! اس دوائی سے کچھ فائدہ بھی ہوا؟ فرمایا بالکل نہیں۔

عشقِ الٰہی ہر تکلیف کا علاج ہے:

ایک بار اس بے ہیچ (کاتب الحروف، فانی فی اللہ، باقی باللہ، خواجہ خواجگان، مولانا عبیداللہ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے آپ (حضرت خواجہ خدابخش ملتانی ثم الخیرپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی خدمت میں عرض کی کہ:

چونکہ آپ کو خشک کھانسی ہے اور نقاہت بھی بہت ہے، لہٰذا "لعاب بہی دانہ" بہت اچھی دوا ہے اور اس مرض کے لئے بہت مفید ہے۔

(اسکے جواب) میں آپ نے مثنوی شریف کا یہ شعر پڑھا:

اے دوائے نخوت وناموسِ ما

اے تو افلاطون وجالینوسِ ما

اے عشق! (عشق الٰہی کی طرف اشارہ ہے) تو ہی ہمارے نازو ناموس کی دوا ہے (اے عشق!) تو ہی ہمارے لئے جالینوس وافلاطون (حکمائے یونان کے نام) ہے۔

نیز آپ نے فرمایا:

میں نے کبھی خواہش نفس کیلئے دوا نہیں لی، اور نہ ہی قوتِ باہ کیلئے کوئی چیز استعمال کی، اگر کہیں سے کبھی کوئی دوا ہاتھ آتی بھی تو دوسروں کو دے دیتا۔

صدقہ ء جاریہ کے لئے تعمیرات کرواتے:

ایک بار آپ (حضرت خواجہ خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی بارگاہ میں حضور میاں خواجہ المعروف عبداللہ نے عرض کی حضور! میں نے آپ کی زبانِ معجز بیان سے ایک بار سنا تھا کہ اگر کسی کو اللہ تعالیٰ دولت عطا فرماتا ہے تو وہ اسے اِن چند چیزوں پر خرچ کرتا ہے یا تو بنائے خوب (خوبصورت مکانات کی تعمیر) میں، یا غذائے لذیذ میں، یا قوتِ باہ میں، یا نکاحِ ثانی میں۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میاں عبداللہ کو جواب عطا فرمایا کہ:

مجھے بھی ایک علت (عادت) ہے جس کو ختم کرنے کی کوشش بہت کرتا ہوں پر کر نہیں پاتا، وہ یہ کہ جب بھی کوئی رقم آتی ہے تعمیر مکانات پر خرچ کرتا ہوں۔

اس بے ہیچ (کاتب الحروف) نے عرض کی حضور! یہ بھی آپ کا بے حساب فیض ہے، کیونکہ حضور کا مکانات تعمیر کروانا یا تو مہمان خانوں کی شکل میں ہوتا ہے، یا کوئی اور فیضِ عام، مثلاً خانقاہِ مطہرہ کی تعمیر، کنویں کھدوانا (چونکہ اُس دور میں پانی کا ذریعہ یہی ہوا کرتا تھا) اور مساجد بنانا وغیرہ وغیرہ۔

نیز آپ ان تعمیرات میں اسراف کو بھی پسند نہیں فرماتے کہ عمارت کو بہت خوبصورت بنایا جائے اور بے فائدہ تکلیف اٹھائی جائے۔

چوروں پر بھی شفقت فرمائی:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بھی ایک بار فرمایا کہ:

حضور قبلہ ء عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ ء اکبر حضرتِ نور محمد ثانی نارووالہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے فرزندِ ارجمند کی شادی کرنا چاہتے تھے اور اس کے لئے تمام

تیاری بھی مکمل فرما چکے تھے کہ اچانک بلوچ ڈاکوؤں کا ایک گروہ جو کہ چوری اورغارت گری میں مشہور تھاوہ سارے کاساراسامان چوری کر کے لے گیا۔

انہیں چوروں میں سے ایک آپ کے حجرہء خاص میں آ کر اِدھراُدھر دیکھنے لگا کہ شاید یہاں سے بھی کوئی چیز مل جائے لیکن اسے وہاں سے کچھ نہ ملا، جب وہ واپس جانے لگا تو آپ نے اُسے بلا کر کہا'' اس مٹکے میں ایک لنگی پڑی ہے وہ لیتے جاؤ'' وہ لنگی آپکے خادم نے اس سے قبل گھڑے میں ڈال کر گھڑے کو الٹا کر دیا تھا، چنانچہ چوراُس لنگی کو اٹھا کر لے گیا۔

آپ نے فرمایا: لیکن خدا تعالیٰ بڑا کارساز ہے، مقررہ مدت پر بامرِ الٰہی پہلے سے بھی کہیں زیادہ اسباب مہیا ہوئے اور شادی بخوبی سرانجام پائی۔

شیخ ومرید کے تعلق کا ایک انداز:

ایک روز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کاتب الحروف (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اور مخدوم سید حامد جیو صاحب کو'' ظریف خان کے باغیچہ'' (ملتان کے ایک مقام کا نام) میں شرفِ رخصت سے نوازا اور خود ملتان سے باہر کسی صاحبِ دعوت کی طرف تشریف لے جانے لگے۔

اس بے ہیچ نے عرض کی حضور! بدنی رخصت گوارہ ہو سکتی ہے لیکن روحانی نہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

قربِ روحی بشُما دارم وفقدِ بدنی

ہمچو در وقتِ نبی خواجہ اویس قرنی

اگر چہ میرا جسم آپ سے دور ہوگا لیکن میری روح آپ سے قریب رہے گی جیسا کہ حضور نبی مکرم، رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے دورِ ظاہری حیات میں حضرتِ خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

نیز ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی خانقاہِ معلیٰ میں اس بے ہیچ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

مجھے (مرتبے میں) کہاں تک پہنچانا چاہو گے؟ (یعنی میری اتباع کہاں تک کرو گے؟ کیونکہ شاگرد و مرید کا اپنے استاد و شیخ کے تعلیمی اصول پر عمل کرنا استاد و شیخ کیلئے صدقہ ء جاریہ کے طور پر ترقی ء درجات کا سبب ہے)

اس درویش نے عرض کی جیسے آپ کی مبارک مرضی ہوگی۔

(جواب میں) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ مصرع زبان پر لائے:

نہ مثل زبیدہ است ہر بیوہ ءِ

''ہر بیوہ بی بی زبیدہ کی طرح نہیں ہوتی''

کاتب الحروف کہتا ہے آپ کی مراد اس مصرع سے غالباً اس حدیث شریف کی طرف اشارہ ہے۔

عَلَیکُم بِدِینِ العَجَائِز

''بوڑھی عورتوں کے دین کو مضبوطی سے پکڑو''

(کیونکہ وہ عقیدت ومحبت اور دین میں دوسروں سے زیادہ پختہ ہوتی ہیں واللہ تعالیٰ اَعلَم)

اخلاقی اقدار کی پاسداری:

ایک روز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کسی نے حضرتِ محبّ النبی (صلی اللہ تعالیٰ

علیہ والہ وسلم) فخر المحبوبین، مولوی فخر الدین صاحب (اورنگ آبادی ثم الدہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے حضور (سامنے) کسی کے منہ پر طمانچہ مارا، آپ اس پر بہت خفا ہوئے۔

(کیونکہ یہ مجالس اہل اللہ کے احترام کے خلاف ہے اور اس میں اہل اللہ کی توہین و گستاخی بھی ہے، اور ہر ذی شعور بآداب الشریعۃ اس سے آگاہ ہے)۔

تعویز ہر کارہ کی سند:

نیز ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

تعویذ اسم ذات (تعویذ ہر کارہ) بایں صورت الله
الله
الله

(کہ تین مرتبہ اوپر نیچے اللہ اللہ اللہ لکھا جاتا ہے) حضرتِ (شیخ المشائخ، غریق المحبت، امام العارفین، سلطان الزاہدین، خواجہ خواجگان،) حضرت بابا فرید الدین مسعود گنجِ شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو انکے مرشد (شیخ المشائخ برہانِ چشتیاں، شہید المحبت، وکیل الباب، حضرتِ خواجہ خواجگان، قطب الحقِّ وَالدِّین) حضرت خواجہ بختیار کا کی اوشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عطا ہوا تھا۔

کشف سے دلی کیفیت کو جان لیا:

ایک مرتبہ آپ (میرے مرشدِ کریم، حضرت خواجہ خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا کہ:

ایک روز حضرتِ خواجہ خواجگان قبلہ عالمیان، شیخُ المشائخ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے تمام خلفاء کے ساتھ ملتان تشریف لائے، درآں حالیکہ تھوڑی تھوڑی بارش ہو رہی تھی، پھر جب آپ واپس جانے لگے تو یہ درویش آپ کے پیچھے روانہ ہوا، جب آپ ''باغ شیر خان'' میں پہنچے تو اپنے گھوڑے کو روک لیا، سب

لوگ حیران تھے کہ آپ کس لئے یہاں رکے ہیں۔

بعد ازاں آپ نے اس فقیر کو (بلا کر) رخصت فرمایا (یعنی تم اپنے گھر چلے جاؤ) اور دو روپے بطورِ انعام مرحمت فرمائے۔ (آپ کی یہ سب کرم نوازی اس لئے تھی کہ میرے بھائی بیمار تھے (اور مجھے وہاں پہنچنا تھا، یہ سب آپ کا کشف تھا)۔

امانِ ما حوالہ ءِ خدائے تعالیٰ:

یہ بھی آپ (حضرت خواجہ خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے فرمایا کہ:

یہ کلام جو لوگوں میں مشہور ہے اور اکثر لوگ اُسے اپنی زبان پر بھی لاتے ہیں

اَمَانِ مَا حَوَالہءِ خُدَ ائے تعَالیٰ

''ہماری امانت اللہ تعالیٰ کے سپرد''

یہ اچھے الفاظ ہیں اور اسی طرح حدیث شریف میں بھی ہے کہ:

رات کو سوتے ہوئے یہ پڑھ لیا کریں:

وَاَنَا اَشْهَدُ بِمَاشَهِدَ اللّٰهُ بِهٖ وَاَسْتَوْ دِعُ اللّٰهَ هٰذِهِ الشَّهَادَةَ وَ هِيَ لِيْ عِنْدَهٗ وَدِيْعَةٌ

اور میں گواہی دیتا ہوں اس (بات) کی جس کی اللہ تعالیٰ نے خود شہادت دی ہے اور وہی شہادت میں اللہ تعالیٰ کو بطورِ امانت پیش کرتا ہوں اور یہ میرے نفع کے لئے میرے اللہ تعالیٰ کے پاس امانت ہے

اسکے بعد یہ آیت تلاوت کریں

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِماً بِالْقِسْطِ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَالْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ○

اللہ تعالیٰ امانتوں کی حفاظت فرماتا ہے:

پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی حوالے سے ایک قصہ بھی ذکر فرمایا جو کہ "عوارف المعارف" شریف (تصوف کی ایک مشہور کتاب جو کہ شیخ المشائخ ،خواجہ ءخواجگان حضرتِ شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تالیفِ لطیف ہے) میں مذکور ہے۔

آپ تحریر فرماتے ہیں کہ:

حضرتِ امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ ءخلافت میں دو مرد آپ کی بارگاہ میں زیارت کے لئے حاضر ہوئے۔ان میں سے ایک باپ تھا جبکہ دوسرا بیٹا۔ یہ دونوں اور لوگوں کی نسبت ایک دوسرے کے ساتھ شکل وصورت میں بہت زیادہ مشابہ تھے۔

آپ نے اس حیرت انگیز مشابہت کا سبب ان سے دریافت کیا، باپ نے عرض کی حضور! میں ایک تاجر ہوں، ایک بار تجارت کے سلسلہ میں اپنے وطن سے باہر گیا، جاتے وقت میری بیوی حاملہ تھی، میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی کہ "اے اللہ! اس عورت کے حمل کو میں نے تیرے سپرد کیا" پھر میں سفر پر روانہ ہو گیا۔

جب میں سفر سے واپس آیا تو پتہ چلا کہ میری بیوی فوت ہو چکی ہے، میں نے حمل کے بارے میں دریافت کیا، تو کہا گیا کہ وہ حمل ہی کی حالت میں فوت ہو گئی تھی، جب میں اسکی قبر پر گیا تو مجھے قبرؔ کے اندر سے بچے کی آواز سنائی دی جس کو اور لوگوں نے بھی سنا، جب ہم نے قبر کھودی تو اس میں ایک بچے کو زندہ پایا، غیب سے یہ آواز سنائی دی کہ "تو نے بیوی کے حمل کو ہمارے سپرد کیا تھا جسے ہم نے باسلامت تجھے واپس لوٹا دیا ،اگر بیوی بھی ہمارے سپرد کر جاتا تو اسے بھی باسلامت

پالیتا'' حضور! یہ وہی میرا لڑکا ہے۔

میرا حال حجرِ اسود کی طرح ہے:

نیز ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

''میرا حال حجرِ اسود جیسا ہے جسے لوگ چومتے ہیں اور وہ خود سیاہ ہے''

کاتب الحروف (حضور فانی فی اللہ، باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتا ہے، ہوسکتا ہے کہ آپ کا یہ مقولہ حضرتِ شیخ ابو مدین مغربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقولہ کی طرح ہو، جو کہ فرماتے تھے ''میری مثال حجرِ اسود کی سی ہے یعنی جو کچھ بھی میرے پاس ہے میرا اپنا نہیں ہے بلکہ یہ سب سیاہی مخلوق کے اعمال کی وجہ سے ہے''

(مترجم غفرلہٗ عرض کرتا ہے کہ اس سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کی قدم بوسی یا دست بوسی سیاہ کاروں کے گناہوں کا کفارہ ہے، لیکن ان کا یہ فرمانا کہ ''ہم سیاہ ہیں'' بطورِ کمالِ انکساری ہے، اللہ تعالیٰ اُن کے درجات بلند فرمائے آمین! بجاہ النبی الامین والہٖ اللہ المبین، صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم)

اولیاء اللہ کا جذبہء ایثار ہر ایک سے ممتاز ہے:

نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

میرا حال اُس شخص جیسا ہے جو کہ اللہ تعالیٰ سے ان تین دعاؤں کے علاوہ کچھ نہیں مانگتا۔

(۱) اے اللہ! عزوجل ابلیس کو موت دے دے۔

(۲) اے اللہ! عزوجل جہنم کو بجھا دے۔

(۳) یا میرے جسم کو اتنا وسیع و عریض فرمادے جو کہ دوزخ کو بھر دے، تاکہ دوسرے لوگ دوزخ کے عذاب سے محفوظ رہیں۔

(پھر فرمایا) میرا حال بھی یہی ہے کہ میں چاہتا ہوں تمام لوگ عذاب سے محفوظ رہیں اور جو بھی تکلیف و عذاب ہے وہ مجھے مل جائے۔

خواص کی باتیں خواص ہی جانتے ہیں:

نیز فرمایا کہ ایک شخص یہ مولود (نعت) شریف پڑھ رہا تھا کہ:

شد رخِ یار بے حجاب، صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّد

دوست (یعنی اللہ تعالیٰ) کے انوار و تجلیات بے حجاب ہو گئے، حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہو، یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کا ظہور ظہورِ حق ہے۔

اس شعر پر کسی نے اعتراض کیا تو میں نے اُس سے کہا کہ تم نے اسکا مطلب بھی سمجھا ہے یا خوامخواہ اعتراض کر رہے ہو؟ حضرت (خواجہ ء خواجگان، شیخ المشائخ نور محمد صاحب) نارووالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ: اس حوالے سے گفتگو کرنا مناسب نہیں۔

اور اسی طرح کا ایک واقعہ یہ بھی ہے کہ:

ایک مرتبہ (خانقاہِ معلیٰ، حضرتِ شیخُ المشائخ، خواجہ ء خواجگان، قبلہ ء عالمیان، خواجہ نور محمد مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر) مولوی احمد یار صاحب فتح آباد سے جبکہ ایک دوسرے مولوی صاحب جن کا نام غلام محمد تھا حاضر تھے، وہ دونوں ''وحدت الوجود'' کے موضوع پر ایک دوسرے سے مختلف سوچ رکھنے کے باعث اختلاف رکھتے تھے، ان دونوں نے وہیں ''خانقاہِ معلیٰ'' پر اسی موضوع پر جنگ و جدل شروع کر دی، یہ بے ہیچ (غالباً حضور فانی فی اللہ، باقی باللہ خواجہ عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھی اس گفتگو میں شامل تھا، آپ (میرے شیخ

کریم حضرت خواجہ خدا بخش صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے (جب یہ معاملہ دیکھا تو) مجھے بطورِ وعظ فرمایا کہ اس باب میں گفتگو کرنا مناسب نہیں (بلکہ یہ انداز ہونا چاہیے)

لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ

''تمہارا دین تمہارے لئے میرا دین میرے لئے''

اور اسی طرح ایک مرتبہ جبکہ مولوی قاسم اور مولوی عبدالرحمٰن بھڈیرا اسی ''وحدث الوجود'' کے موضوع پر سوال و جواب کا سلسلہ شروع کئے ہوئے تھے اور یہ بے ہیچ (راقم الحروف رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھی بطورِ تماشائی سوال و جواب سننے کے قصد سے وہاں موجود تھا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہاں بھی مجھے اس گفتگو میں شرکت سے منع فرمایا۔

اَلاِ سْتِقَامَۃُ فَوقَ الْکَرَامَۃ:

نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

ایک شخص جو کہ شیخُ المشائخ مولوی (محبّ النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم، خواجہء خواجگان) حضرتِ فخر الدّین محمد دہلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدوں میں سے تھا اور صاحب خوارقِ عادات بھی، جس کا نام غلام محمد اَصلَح تھا، ایک بار حضرت قبلہء عالم خواجہ نور محمد مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی کرامات کا ذکر کرنے لگا کہ میں نے اس طرح کیا، اس طرح کیا، حضرت قبلہء عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ابھی تک تم اِسی (ادنیٰ) مقام میں ہو، یہ سن کر اُنہوں نے اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کا بہت شکریہ ادا کیا۔

عجب اور تکبر حرام ہے:

نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نقل فرمایا کہ:

حضرت قبلہ ء عالم خواجہ نور محمد مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک مرید تھے جو کہ آٹھ پہر میں ایک بار کھانا تناول فرماتے تھے، ایک دن اُن کے ہاں ایک مہمان آیا جو کئی دنوں سے فاقہ سے تھا، انہوں نے اپنا کھانا آنے والے مہمان کو پیش کر دیا، اس طرح ان پر اسی بھوک کے عالم میں سولہ پہر گذر گئے، پھر جو کھانے کا وقت آیا تو ایک سائل اور آ پہنچا، انہوں نے پھر اپنا کھانا اس دوسرے سائل کو دے دیا، اسی طرح کرتے کرتے آٹھ دن گذر گئے اور انہوں نے کھانا نہیں کھایا، لیکن ان کی قوت اسی طرح بحال رہی، آٹھویں دن وہ مرید قبلہ ء عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کو حاضر ہوئے (چونکہ باطنی طور پر آپ کو سارا علم ہو چکا تھا اس لئے) آپ نے اُس کے کھانے میں جلدی فرمائی اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا کہ'' اتنے دنوں بھوکا رہنا اچھا نہیں، کیونکہ عجب نفس (خود پسندی) اور فخر کا موجب ہے''۔

قناعت بہر حال اولیٰ تر است:

قاضی سلطان اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ جو کہ حضرت شیخ علی حیدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رشتہ داروں میں سے تھے فرماتے ہیں کہ:

جس زمانے میں سکھوں نے قلعہ ء ملتان کی تخریب و غارت کی، حضرت خواجہ خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے رشتہ داروں کے ساتھ نہایت پریشانی کے عالم میں حضرت محبّ اللہ المتعال، خواجہ حافظ محمد جمال ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خانقاہ مبارک کے قریب ایک حویلی میں نزول فرمایا، آپ یہاں سے بہاولپور جانے کا ارادہ رکھتے تھے، اس وقت آپکے تمام متعلقین کا کھانا قطب الدین قصوری کے گھر سے بھیجا جاتا تھا اور اُن کی خواہش تھی کہ آپ قصور یا لاہور تشریف لے چلیں، لیکن

آپ نے وہاں جانے سے انکار کر دیا اور بہاولپور ہی جانے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔

ایک دن عبد الصمد خان نے آدمی بھیج کر کہلا بھیجا کہ آپ ہمارے ہاں تشریف لے آئیں لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی استدعا بھی رد فرما دی اور صاف انکار فرما دیا، جب اس کا قاصد چلا گیا تو آپ نے اپنے رفقاء سے فرمایا کہ اس خستہ حالی میں جانا مناسب نہیں اور اس پر (عاجزی کرتے ہوئے) یہ شعر بھی آپ نے فرمایا۔

گر گدا پیش روِ لشکرِ اسلام بود

کافر از بیم توقع برود تا دژ چین

اگر لشکرِ اسلام کا پیشرو (کوئی مانگنے والا) گداگر ہو، تو اس کی (سوالوں کے پورے ہونے کی) امید سے ڈر کر کافر دیوارِ چین تک بھاگ نکلیں گے۔

اور آپ نے خود ہی فرمایا انکا بھاگنا اسکے سوال کے خوف سے ہوگا نہ کہ تلوار کے خوف سے۔

ایک مسئلہ وراثت بشکل پہیلی:

اور یہ بھی منقول ہے کہ جن ایام میں حضرت محبّ اللہ المتعال، حضرتِ خواجہ حافظ محمد جمال اللہ صاحب ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور قبلہ عالم مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کو اکثر آیا کرتے تھے، ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ آپ (حضرت خواجہ خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے بھی ساتھ جانے کا مصمم ارادہ کر لیا، انھیں دنوں میں ایک افغانی مولوی جو کہ اخوند کے نام سے مشہور تھا اور ''اندر کوٹ'' کا رہنے والا تھا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کتاب ''خلاصۃ الحساب'' پڑھتا تھا، ایک دن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں عرض کرنے لگا کہ ایک فتاویٰ میں میں نے ایک عجیب مسئلہ دیکھا ہے، وہ

یہ کہ ایک شخص مرجاتا ہے اور اپنے ورثاء میں ایک حقیقی (سگا) بھائی اور ایک اپنی زوجہ کا بھائی چھوڑ جاتا ہے، اسکا ترکہ سارے کا سارا اُس کی بیوی کے بھائی کو ملے گا اور مرنے والے کا سگا بھائی وراثت سے محروم رہے گا۔

(اس سے پہلے کہ آپ اس کو کوئی جواب دیتے) اچانک آپ کو حضرتِ میاں صاحب، والامناقب، مولوی عبدالرزاق جیو صاحب (جو کے قلعہ میلسیاں کے رہنے والے تھے) کے ہمراہ مہار شریف کا سفر درپیش ہوا۔

جب آپ اور مولوی صاحب ممدوح حضور قبلہء عالم کی زیارت سے مشرف ہو کر کچھ دنوں بعد مہار شریف سے واپس ملتان کی طرف روانہ ہوئے تو اُسی دن حاصل پور کے نواح میں موضع ''چھومن'' کی ''وبیل'' نامی بستی میں آپہنچے اور سفر کی تھکان کی وجہ سے چارپائیوں پر لیٹ گئے۔

اتنے میں مذکورہ بستی کی مسجد کا امام ''سلطان'' نامی آیا اور میاں صاحب عبدالرزاق جیو کی پائنتی بیٹھ کر اُنکے پاؤں دبانے لگا اور پورے شوق و ذوق اور اعضاء کو حرکت دیتے ہوئے (جھومتے ہوئے) یہ ابیات جو کہ مختلف الانواع ہیں پڑھنے لگا۔

اے ماماہوں چاچا تیرا
تیکوں سڈے بابا میرا
سوڈی ہووے ڈاڈا تیرا
ایہ معما سنیو بھائی
ہکو سوہرا ہکو جوائی
ایہ عجائب ہین سمجھ آئی

سکی نانی سکی بھرجائی

ایہ عجائب سن توں بھیا!

سکا ڈاڈ ، سکا بھنڑ ویا

سنیو لوگو ! ا یہہ معما

اوہی سس تے نوہ سکی اماں

جیکوں ملاّ کرے بیان

ودہی عاقل کھڑا پچھان

اور فخر سے کہنے لگا کہ یہ اشعار بہت مشکل ہیں کون اس معمّے کو بیان کرسکتا ہے، میاں صاحب میلسیاں بھی ان اشعار کی سماعت کے بعد متعجب و متفکر تھے کہ اُسی وقت آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی زبانِ مبارک معجز بیان سے ارشاد فرمایا کہ:

یہ بھی عجیب ہے لیکن ایک اور صورت اس سے بھی عجیب تر ہے، وہ یہ کہ ایک آدمی فوت ہوا اُس کے ورثاء میں ایک حقیقی بھائی اور دوسرا اُس کی بیوی کا بھائی ہے، ترکہ کا وارث اس کی بیوی کا بھائی اکیلا بنے گا اور اس کا اپنا حقیقی بھائی محروم رہے گا۔

جب مولوی سلطان نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زبانِ مبارک سے یہ مذکورہ فتویٰ سنا تو ٹھنڈے سانس لینے لگا اور دونوں ہاتھ رانوں پر مار کر کہتا تھا ہائے! ہائے! آپ نے اسی صورتِ ابیات کو بیان کردیا ہے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی صرف اتنی بات سن کر جان لیا کہ ہو نہ ہو یہی ابیات والی صورت اِسی میراث والی صورت کے ضمن میں صاف (ظاہر) ہوگی۔ تو آپ نے اپنی ادنیٰ سی توجہ سے میراث والی صورت کو اُن اشعار کیساتھ منطبق کرکے بیان کردیا۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ (اب اس کو اس مثال سے سمجھو)

دو شخص باپ بیٹا ہیں، باپ کا نام "بخشو" اور بیٹے کا نام "گاماں" ہے، یہ دونوں باپ بیٹا لاہور سے ملتان آئے، یہاں دو عورتیں ماں بیٹی رہتی ہیں، ماں کا نام ولایت اور بیٹی کا نام عظمت ہے

(صورتِ حال یہ بنی کہ) بخشو (گاماں کے باپ) نے عظمت (ولایت کی لڑکی) سے نکاح کر لیا، اور گاماں (بخشو کے لڑکے) نے ولایت (عظمت کی ماں) سے نکاح کر لیا۔

بخشو کے ہاں ایک لڑکا عیسیٰ نامی پیدا ہوا اور گاماں کے ہاں ایک لڑکا موسیٰ نامی متولد ہوا، اب اگر بخشو فوت ہو جائے (اور گاماں اور عیسیٰ پہلے ہی فوت ہو چکے ہوں) اور اُس کے ورثاء میں اس کی زوجہ عظمت کا (ماں شریک اخیافی) بھائی موسیٰ حیات ہو اور بخشو کا ایک سگا بھائی "عمر" نامی بھی موجود ہو، تو وراثت موسیٰ کو ملے گی نہ کہ عمر کو، کیونکہ موسیٰ بخشو کے بیٹے گاماں کا بیٹا ہو کر بخشو کا پوتا ہوا اور پوتے کے ہوتے ہوئے میت کا بھائی وراثت سے محروم رہتا ہے۔

(وراثت کا حکم اب ایک طرف کر لیجئے اور دوسری طرف ذہن کو منتقل کیجئے کیونکہ موسیٰ کے بخشو کا وارث بننے کے لئے بخشو کے دونوں بیٹوں گاماں اور عیسیٰ کا نہ ہونا ضروری تھا، لیکن اشعار میں صرف رشتوں کا بیان ہے جو کہ بڑا دلچسپ ہے)

اے ماما ہوں چاچا تیرا

عیسیٰ موسیٰ کو کہے گا تو میرا ماموں ہے (کیونکہ میری ماں عظمت کا تو بھائی ہے)

اور میں تیرا چچا ہوں (کیونکہ میں تیرے باپ گاماں کا پدری بھائی ہوں)

تیکوں سڈے بابا میرا

اور بخشو میرا تو باپ ہے۔۔۔

سووی ہووے ڈاڈا تیرا

مگر تیرا دادا ہے۔۔۔(کیونکہ وہ تیرے باپ گاماں کا باپ ہے)

ایہ معما سنیو بھائی

ہکو سوہرا ہکو جوائی

اور سمجھو! وہی بخشو ولایت کا گاماں کی نسبت سے سسر اور عظمت کی نسبت سے داماد ہے۔

ایہ عجائب ہین سمجھ آئی

سکی نانی سکی بھرجائی

اور ولایت عظمت کی نسبت سے عیسیٰ کی نانی اور گاماں کی نسبت سے جو کہ عیسیٰ کا پدری بھائی ہے عیسیٰ کی بھابھی ہوئی۔

ایہ عجائب سن توں بھیا!

سکا ڈاڈا سکا بہنڑ ویا

وہی بخشو موسیٰ کا گاماں کی نسبت سے حقیقی دادا اور بخشو موسیٰ کا عظمت کی نسبت سے بہنوئی ہوا۔

سنیو لوگو! ایہ معما

اوہی سس تے نوہ سکی ماں

اور ولایت بخشو کی عظمت کی نسبت سے ساس، اور گاماں کی نسبت سے بہو

ہوئی اور عیسیٰ کی سگی ماں (یعنی نانی)۔

جیکوں ملا کرے بیان

ودہی عاقل کھڑا پچھان

اس معمّے کو جو کوئی عالم حل کر دے، اسے بہت بڑا عاقل سمجھو۔

اس تفصیل کی مختصر صورت یہ ہے:

گاماں بن بخشو

(نکاح) (نکاح)

ولایت مادرِ عظمت

(بیٹا موسیٰ) (بیٹا عیسیٰ)

شوقِ نمازِ باجماعت پر ایک حکایت:

نیز آپ (حضرت خواجہ خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ایک مرتبہ فرمایا کہ:

ہمارا ایک ہمسایہ نمازِ باجماعت کا بہت شوقین اور پابند تھا اور گھر والوں کے ساتھ اسی نمازِ باجماعت کی پابندی کی وجہ سے اس کا جھگڑا رہتا تھا، جب وہ بہت بوڑھا اور ضعیف ہو گیا تو اس نے (باجماعت نماز کے شوق میں) مسجد ہی میں سکونت اختیار کر لی، ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ اُدھر عشاء کی جماعت تیار تھی اِدھر یہ بھوک کی وجہ سے بہت ناطاقت ہوا بیٹھا تھا، بار بار زبان سے یہ کہتا تھا ''بکھ وو بکھ'' ''نماز وو نماز'' (یہ ایک حسرت کا انداز ہے کہ ہائے بھوک بھی بڑی شدید ہے اور نمازِ باجماعت کا بھی وقت ہے اور چونکہ مجھے کھانا میسر نہیں اور کمزوری بہت زیادہ ہے، جماعت ہو جائیگی اور میں نہیں پڑھ سکوں گا، کھانا کھا

لوں تو کچھ طاقت آجائے کہ نمازِ باجماعت پڑھ سکوں)

آپ نے فرمایا:

اُس کے شوق کو دیکھتے ہوئے میں نے ایک پیالہ اٹھایا اور ہمسایوں سے پوچھتا تھا کہ آیا کسی نے بھات پکایا ہوا ہے؟ ایک ہمسائے کے گھر سے مجھے بھات مل گیا، میں نے لاکر اُسے کھلایا، جب اسکے بازوؤں میں کچھ طاقت موجود ہوئی تو اس نے نماز ادا کی۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ واقعہ اُس وقت سنایا جبکہ آپ خود بہت کمزور ہو چکے تھے، روٹی کھانے اور چبانے کی قوت بھی نہ رہی تھی، گویا آپ اس طرف اشارہ فرمارہے تھے کہ کوئی غلام آپ کی خدمت سے بھی فیضیاب ہو، لیکن صورتِ حال یہ تھی کہ بہت کم لوگ تھے جو آپ کی ضرورتوں پر نظر رکھتے ہوئے خدمت بجالاتے تھے، ہر شخص اپنے کاروبار اور دھندے میں مصروف تھا۔

فقاہتِ فقہاء (ایک عجیب فیصلہ):

نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ایک سفر میں فرمایا:

''صواعقِ محرقہ'' (ایک کتاب کا نام) میں نقل ہے کہ:

دو آدمی ایک سفر میں اکٹھے کھانا کھانے کے ارادے سے بیٹھے، ایک کے پاس پانچ روٹیاں جبکہ دوسرے کے پاس تین روٹیاں تھیں، اچانک ایک اور آدمی بطورِ مہمان ان کے پاس آپہنچا اور اس نے ان کے ساتھ ملکر کھانا کھایا، فراغت کے بعد اس نے جاتے ہوئے آٹھ درہم بطورِ ہدیہ ان دونوں کو پیش کئے اور چلا گیا۔

اب اُن دونوں کے درمیان میں ان درہموں کی تقسیم کا تنازعہ کھڑا ہو

گیا، پانچ روٹی والے کی رائے یہ تھی کہ مجھے پانچ درہم ملنے چاہئیں اور تین روٹی والے کی رائے یہ تھی کہ برابر تقسیم ہو، پانچ روٹی والے نے اسکی تجویز قبول نہ کی اور قاضی کے پاس جانے کا ارادہ کیا، قاضی نے معاملہ سماعت کرنے کے بعد فیصلہ یوں سنایا کہ:

''تین روٹی والے کے لئے ایک درہم اور پانچ روٹی والے کے لئے سات درہم، کیونکہ حساب اسی طرح بنتا ہے''۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ جب آٹھ روٹی کو تین آدمیوں نے مل کر کھایا تو ہر ایک نے گویا دو دو روٹیاں اور ایک روٹی کی دو تہائی کھائی، پس جس آدمی کے پاس تین روٹیاں تھیں اس نے اپنی ملکیت سے خود دو روٹیاں اور دو تہائی ایک روٹی کی کھالیں، بقایا اُس کی بچی ہوئی صرف ایک تہائی مہمان نے کھائی، اور پانچ روٹیوں والے نے خود دو روٹی اور دو تہائی کھائی جبکہ بقایا اسکی دو روٹیاں اور ایک تہائی مہمان نے کھائیں۔

مزید وضاحت اس کی یہ ہے کہ:

کل آٹھ درہم تھے اور آٹھ ہی روٹیاں تھیں، جب ہم ان میں سے ہر ایک روٹی کے تین حصے کریں گے تو مکمل چوبیس حصے ہو جائیں گے، اور ہر ایک نے ان میں سے آٹھ حصے کھائے۔

اب پانچ روٹیوں کے پندرہ حصے ہوئے ان میں سے آٹھ حصے اُس (پانچ روٹیوں والے) نے خود کھائے جبکہ بقیہ سات حصے اس کے مہمان نے کھائے، لہٰذا اسے سات درہم ملیں گے جو اس کے حصوں کا ثمن (قیمت) ہے۔

اور تین روٹیوں والے کے کل نو حصے تھے جس میں سے آٹھ حصے اس نے خود کھالئے جبکہ صرف ایک حصہ مہمان نے کھایا، لہٰذا اس (تین روٹیوں والے) کو ایک

درہم ملے گا جو کہ اسکے حصے کا ثمن (قیمت) ہے۔

شوق وذوقِ تعلّم:

اور یہ بھی میں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا، فرماتے تھے:

جب ہم کتابیں پڑھا کرتے تھے، مطالعہ میں اس قدر محنت کیا کرتے کہ جب استاد صاحب کے سامنے سبق پڑھنے کو بیٹھتے تو استاد صاحب واہ! واہ! فرمایا کرتے اور سبق کے بعد کبھی دوبارہ کتاب کو ہاتھ نہیں لگاتے تھے (کہ ایک مرتبہ پڑھنے سے ہی یاد ہو جاتی تھی)۔

ایک شاگرد کی طرف سے لسّی کی ضیافت:

مجھے اس طرح یاد پڑتا ہے کہ ایک بار میں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا فرماتے تھے کہ:

ایک مرتبہ میں ملتان شریف اور خیر پور شریف کے درمیان سفر کر رہا تھا اور مجھے بخار اور اسہال کی تکلیف تھی، ہم ایک سید صاحب کے مکان پر پہنچے، جو کہ کچھ عرصہ قبل میرے پاس پڑھتے رہے تھے، مجھے فرمانے لگے حضور! آپ (دہی کی) لسّی پسند فرمائیں گے؟ میں نے کہا جی بڑی خوشی سے، وہ گھر سے لسّی تیار کر کے لے آئے، جب ہم نے اس کو پیا تو سب تکلیف جاتی رہی۔

تعظیمِ سید اور تحمل وبردباری:

ایک دن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہم لوگوں میں بیٹھے تھے کہ ایک شخص جو اپنے آپ کو سیّد کہتے تھے، تشریف لائے، آپ نے اُن کو بطورِ تعظیم وتکریم اپنے پاس بٹھالیا،

لیکن وہ آدابِ مجلس کو ملحوظِ خاطر نہ رکھتے ہوئے اپنے زانو کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زانو پر رکھتے ہوئے بصورتِ متکبرانہ بیٹھ گئے اور اپنی نسوار کی ڈبی سے نسوار لینا شروع کر دی، چنانچہ نسوار کی بو ساری مجلس میں پھیل گئی اور آپ کو اس سے بہت اذیت اٹھانی پڑی اور کھانسی بھی شروع ہو گئی، لیکن آپ اس ناگوار کیفیت کو برداشت کرتے رہے، اہلِ مجلس بھی آپ کے ادب کی وجہ سے اُن کو کچھ نہیں کہہ سکتے تھے کیونکہ آپ اس سے خفا ہوتے تھے۔

آپ کا حلم و حوصلہ کچھ اس طرح کا ہوتا تھا کہ کسی دوسرے کی تکلیف گوارا نہ فرماتے تھے بلکہ جو کچھ بھی ہوتا خود برداشت فرما لیتے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چند کرامات:

ایک بار میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آستانہء عالیہ پر خیر پور شریف میں حاضر تھا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اندرونِ خانہ تشریف فرما تھے۔

میرے دل میں خیال آیا کہ اگر آج میں اپنے گھر پر ہوتا تو سویّاں کھاتا، آپ نے اندر سے اُسی وقت آواز دی عبید اللہ! (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

جب میں دروازے پر حاضر ہوا تو آپ نے سوَیّوں سے بھرا ہوا ایک تھال عطا فرمایا اور فرمایا: ''اسے کھالو''، تو میں نے اُسے کھایا۔

ایک مشہور واقعہ یہ ہے کہ:

خیر پور شریف کی غربی جانب ایک بستی ''بھوہر'' یا ''بباڑی'' میں لوگوں نے ایک کنواں کھودا لیکن اس کا پانی کڑوا نکلا۔

وہ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ساتھ چلنے کی استدعا کی، آپ نے ان کی عرض منظور فرمائی اور ساتھ تشریف لے گئے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہاں جا کر آس پاس جگہ کی جستجو کرنے کے بعد فرمایا اس جگہ دوسرا کنواں کھودو، انہوں نے اُسی طرح کیا تو اس کا پانی بہت اچھا نکلا۔

نیز یہ بھی مشہور ہے کہ:

دریائے گھارا جب علاقہ ''دُرپور'' کے قریب آ پہنچا اور درختوں اور زمینوں کو برباد کیا تو وہاں کے لوگ آپ کو موقع پر لے گئے۔

آپ نے وہاں جا کر فاتحہ خوانی کروائی اور دُعا فرمائی، تو پھر اس جگہ سے دریا آگے نہیں بڑھا جہاں آپ کی چارپائی بچھائی گئی تھی۔

سادگی وکسرِ نفسی:

جب یہ درویش کاتب الحروف (حضور فانی فی اللہ، باقی باللہ خواجہ عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پہلی بار ''احمد پور'' سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت کو حاضر ہوا تو مغرب یا اس سے قدرے بعد کا وقت تھا۔

آپ بنفس نفیس اندر سے ایک چارپائی لائے، جس کا بان پرانا اور ٹوٹا ہوا تھا تھا، پھر دوسری چارپائی لائے اس کی حالت بھی پہلی چارپائی جیسی تھی، شاید اس وقت ایسی ہی چارپایاں آپ کے ہاں موجود تھیں۔

پھر اندر سے میرے لئے کھانا لائے، جس میں سالن شلجم خشک تھا یا کوئی خشک سبزی یا کوئی اور دوسری چیز تھی۔

غرضیکہ سب کام آپ خود کرتے تھے، دوسرا کوئی شخص خدام یا متعلقان سے

موجود نہیں ہوتا تھا، نیز یہ کہ ضعف (کمزوری) بھی اسوقت بہت تھا حتیٰ کہ بے طاقتی کی آواز بے اختیار آپ سے صادر ہو جاتی تھی۔

فنائیت واستغراق:

حکیم خدا بخش رحمہ اللہ تعالیٰ نے نقل فرمایا کہ:

ایک روز میرے گھر سے پکی ہوئی مچھلی کے ساتھ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں کھانا بھیجا گیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے اپنے اہل خانہ کے ساتھ مل کر تناول فرمایا، مائی صاحبہ نے آپ کی خدمت میں عرض کی: دہی اور مصالحہ خوب ہے، یہ سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

مجھے آپ کے کہنے کی وجہ سے اب لذتِ مصالحہ معلوم ہو رہی ہے، بیشک خوب ہے"۔

مقام کشف:

یہ بھی مرحوم حکیم صاحب نے نقل فرمایا کہ:

بہت امور پر آپ کو کشف حاصل تھا لیکن اس کے اظہار سے آپ بہت احتیاط فرماتے تھے اور زبانِ مبارک پر بھی نہیں لاتے تھے اور اپنی زندگی گزارنے کا انداز عوام جیسا رکھتے تھے۔

ایک روز آپ ملتان میں جبکہ (سکھوں کی عملداری سے پہلے) اہل اسلام کی حکومت تھی، اپنے بھانجے (حضرت) مولوی غلام محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو سبق پڑھا رہے تھے اور مولوی صاحب موصوف کسی خیال میں ڈوبے ہوئے تھے۔

آپ نے اُن کے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا: ''لنگی کے خیال سے ابھی دل کو فارغ رکھو وہ مل جائے گی، فی الحال سبق کی طرف توجہ دو''۔

لیکن اس کے بعد آپ بہت متحیر اور حیران ہوئے کہ بے ساختہ مجھ سے اس کا اظہار کیسے ہو گیا اور مولوی غلام محمد صاحب بھی آپ کی اس گفتگو سے تعجب کرنے لگے (کہ آپ نے میرے دل کی بات کو بھی جان لیا اور خلاف عادت اظہارِ کرامت بھی فرمایا) اور لنگی کا معاملہ کچھ یوں تھا کہ:

حضرت مولوی غلام محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو حضرتِ محبّ اللہ المتعال، خواجہء خواجگان، شیخ المشائخ، حضرت خواجہ حافظ محمد جمال صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نسبتِ دامادی حاصل ہو چکی تھی، انہی دنوں ایک عقیدت مند شخص نے حضرتِ خواجہ حافظ محمد جمال صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں بطورِ ہدیہ و نذرانہ دو عدد لنگیاں پیش کی تھیں، آپ نے اُن لنگیوں کو ایک حافظ صاحب کے پاس بطورِ امانت رکھوا دیا۔

پھر جبکہ مولوی غلام محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ حضرت خواجہ حافظ محمد جمال صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آئے تو آپ نے اُس حافظ کو (جن کے پاس لنگیاں امانت تھیں) حکم فرمایا کہ ایک لنگی مولوی صاحب موصوف کو اور دوسری فلاں شخص کو دے دو، انھوں نے تعمیل حکم کی۔

مولوی غلام محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ جب اپنے گھر تشریف لائے تو دیکھا کہ انہیں کم قیمت لنگی ملی ہے، جبکہ دوسری لنگی اس سے زیادہ قیمتی اور ریشم دار تھی، مولوی صاحب دل ہی دل میں خیال کرتے رہے کہ میں تو حضرتِ محبّ اللہ المتعال، خواجہء خواجگان، شیخ المشائخ، حضرت خواجہ حافظ محمد جمال صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نسبتِ

(دامادی) رکھتا ہوں اور آپ نے (پتہ نہیں کیوں) حافظ مذکور (لنگیوں کے امین) کو مطلقاً تقسیم کرنے کا حکم صادر فرمایا تھا، پھر اس نے مجھے کم قیمت کیوں دی، دوسرے کو بیش قیمت کیوں دی، میں (اس بات کی شکایت) حضرتِ محبّ اللہ المتعال، خواجہء خواجگان، شیخُ المشائخ، حضرت خواجہ حافظ محمد جمال صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ضرور کروں گا۔

سبق پڑھتے ہوئے حضرت مولوی غلام محمد صاحب انہیں خیالات میں گھرے ہوئے تھے، پھر اُنہیں اس بات کا تعجب ہوا کہ جو بات میرے دل میں گردش کر رہی تھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس کی خبر دے دی۔

آپ کی فقاہت اور جھوٹ سے نفرت:

حکیم خدا بخش رحمہ اللہ تعالیٰ مزید نقل فرماتے ہیں کہ:

آپ (حضرت خواجہ خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کبھی اپنی زبان پر جھوٹ نہ لاتے تھے، چنانچہ ایک روز نمازِ مغرب کے بعد بندہ (حکیم) خدا بخش آپ کی خدمت میں حاضر ہوا، اتنے میں حافظ دائم صاحب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فرمائش پر آپکے حساب (کھاتے) میں سے ایک آنہ کی مٹھائی بازار سے خرید لائے اور آپ کی خدمت میں پیش کی۔

آپ کھڑے ہوئے اور فرمایا ''یہ شیرینی (مٹھائی) میں نے تمہاری مِلک کی''اس بات کو آپ نے دوبار ارشاد فرمایا۔

حافظ دائم صاحب تعجب میں تھے، آپ نے پھر فرمایا میں نے قبول کیا کیوں نہیں کہتے ہو؟

حافظ دائم صاحب نے عرض کی حضور! میں نے قبول کی (پھر) آپ رضی اللہ

تعالیٰ عنہ نے اپنی لنگی کا کونہ پھیلاتے ہوئے فرمایا: ''اب اسے مجھے دے دو''

پھر آپ مٹھائی لے کر گھر تشریف لے گئے ، بندہ نے اپنے کانوں سے سنا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ مٹھائی مجھے حافظ دائم نے دی ہے۔

(پھر) مجھے پتا چلا یا غالبًا میں نے خود سنا تھا کہ (اس سے پہلے) مائی صاحبہ فرما رہی تھیں میں نہیں کھاؤں گی آپ بے فائدہ مال خرچ کرتے ہیں۔

اس واقعہ سے دو باتیں معلوم ہوئیں

پہلی یہ کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پہلے سے معلوم تھا کہ اندرون خانہ یہ بات کہیں گے (اور آپ انہیں کسی وجہ سے مٹھائی کھلانا چاہتے تھے) دوسری بات یہ کہ آپ جھوٹ سے بچنا چاہتے تھے اسی لئے حافظ دائم کے ساتھ مٹھائی کی تملیک کا شرعی حیلہ فرمایا۔ (اس واقعہ سے آپ کی اہل خانہ کے ساتھ شفقت کا بھی اندازہ ہوا اور فقاہت کا بھی)

حالتِ استغراق میں بھی پابندیءشرع ملحوظِ خاطر رہی:

یہی حکیم خدا بخش صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ نقل فرماتے ہیں کہ

(یہ اُن دنوں کی بات ہے کہ جن ایام میں آپ پر حالتِ استغراقی طاری تھی) میں نمازِ مغرب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ بابرکات کے ساتھ پڑھا کرتا تھا، (اور کبھی ایسا ہوتا کہ) امام کبھی دو رکعت کبھی ایک رکعت ادا کر چکا ہوتا تھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز سے باہر آجاتے ، اور یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ آپکا استغراق حدِ انتہا کو پہنچا ہوا تھا، حتیٰ کہ نماز کی امامت وقرأت کسی دوسرے کے سپرد تھی ، کیونکہ (عوام اور اہل اُللہ کے حال سے بے خبر) لوگ یہ گمان کرتے تھے کہ آپ (شاید) اپنی طاقت اور ہوش حواس سے باہر ہیں، لیکن معاملہ کچھ اور تھا۔

کئی بار ایسے ہوا کہ جب آپ نماز (ختم ہونے سے پہلے نماز) سے باہر آتے تو امام بھی آپ کی اتباع کرتے ہوئے نماز توڑ دیتا، (اور اسی مذکورہ کیفیت میں) ضعف کی وجہ سے آپ لفظ آہ بھی زبان پر لاتے تھے۔

ایک بار مولوی عبدالغفار صاحب مرحوم آپ کی دائیں جانب اور غلام (حکیم) خدا بخش آپ کے بائیں جانب کھڑا تھا، مولوی محمد عثمان صاحب نماز پڑھا رہے تھے، اسی اثناء میں (آپ نے نماز توڑ دی اور آپ کی اتباع میں اووروں نے بھی) مولوی عبدالغفار صاحب مرحوم کو یاد آیا کہ وہ چادر جس پر نماز پڑھی جارہی تھی ناپاک ہے، جب اس چادر کو تبدیل کیا گیا تو آپ نے نماز سکون سے ادا فرمائی، تب لوگوں کو معلوم ہوا کہ حکمت (دراصل) یہ تھی۔

کھیل سے بچپن ہی سے نفرت تھی:

نیز حکیم خدا بخش صاحب مزید نقل فرماتے ہیں کہ:

ایک بار یہ غلام آپ کی خدمت میں حاضری کے شرف سے مشرف تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

میں نے پوری زندگی میں کوئی کھیل نہیں کھیلا، اور نہ ہی مجھے کسی کھیل کھیلنے کا طریقہ معلوم تھا، حتیٰ کہ بچپن میں گلی ڈنڈا اور اخروٹ (ایک قسم کا کھیل) بھی کبھی نہیں کھیلے اور نہ ہی اس کا طریقہ معلوم ہے۔

معلوم ہوا کہ آپ کی ذات ہر قسم کے کھیل کود سے مبرا تھی۔

باادب بانصیب:

نیز حکیم خدا بخش صاحب یہ بھی نقل فرماتے ہیں کہ:

بندہ ایک بار آپ کی خدمت میں مشرف بہ حضور تھا، آپ نے اپنی زبانِ مبارک سے فرمایا کہ:

ایک بار میں مسجد میں مغرب کی نمازِ با جماعت ادا کرنے کے بعد سنن یا نوافل (مجھے صحیح یاد نہیں کہ آپ نے کونسا لفظ فرمایا تھا، نوافل یا سنتیں) شروع کئے ہوا تھا کہ میرے عین پیچھے (پچھلی صف میں) میاں بہاؤالدین نے جو کہ مولوی عبدالحکیم صاحب کے والدِ محترم تھے آ کر نماز شروع کر دی، مجھے ادب دامن گیر ہوا کیونکہ وہ سفید ریش تھے، لہٰذا میں نے اس جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ جا کر نماز شروع کر دی، جب میاں بہاؤالدین نماز سے فارغ ہوئے، تو میاں صاحب موصوف نے دعا دی کہ "اللہ تعالیٰ آپ کو بے شمار سعادتوں کے ساتھ خیر و خوبیء دارین نصیب فرمائے کہ آپ نے میری سفید داڑھی کو دیکھتے ہوئے میری طرف نماز میں پشت کرنا بھی گوارہ نہیں فرمایا"۔

برائی پھر برائی ہے:

نیز ایک حافظ صاحب (جن کا نام مذکور نہیں) جو کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیر بھائی تھے، نقل فرماتے ہیں کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود فرمایا کہ:

ہمارا ایک ہمسایہ تھا جس نے اپنی بیوی کو فریب دیکر مہر بخشوا لیا، اور چند درویشوں کو گھر میں بلا کر کھانا کھلایا اور انہیں اس بات پر گواہ کر لیا۔

دوسرے دن اُس نے بیوی کو طلاق دے دی، اس کی بیوی نے صبر سے کام لیا اور اُٹھ کر ہمارے گھر چلی آئی، دو دن بھی نہیں گذرے تھے کہ شخصِ مذکور کے گھر بامرِ الٰہی غیب سے آگ لگ گئی اور وہ آدمی اپنے بچوں اور مال و متاع سمیت جل کر راکھ ہو گیا۔

فضولیات میں پڑنا مناسب نہیں:

نقل ہے کہ ایک روز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف فرما تھے کہ خیر پور شریف کے کچھ رہائشی لوگ جھگڑتے ہوئے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اُن کو دور سے آتا دیکھ کر آپ نے جلدی سے اپنی جیب سے تسبیح نکالی اور کچھ پڑھنے لگے۔

پھر ان لوگوں کو ہاتھ کے اشارے سے باور کرایا کہ فی الحال تو میں وظیفہ پڑھ رہا ہوں بعد میں (اگر چاہو تو) آجانا۔

وہ لوگ آپکا اشارہ سمجھ کر فوراً واپس چلے گئے اور بعد میں نہ آئے، اُن کے چلے جانے کے بعد آپ نے تبسم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ "اگر میں اس انداز سے کام نہ لیتا تو (ان کے فضول جھگڑے میں مبتلا ہوتا اور) ان کا جھگڑا لمبا ہو جاتا"۔

سماع کے حوالے سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا طرزِ عمل:

ہر کسی کو معلوم ہونا چاہیے کہ:

آپ (حضرت خواجہ خدا بخش ملتانی ثم الخیرپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی خدمت میں اگر کوئی دوست (ملنے والا) دن کے وقت آکر آپ کو قصوں یا اشعار کے سنانے کی خواہش کا اظہار کرتا تو آپ اس سے اس قسم کے کلام سن لیتے مگر رات کو نہیں سنا کرتے تھے، (کیونکہ آپ کی عادت اسی طرح مشہور تھی، آپ رات کو عبادات میں مشغول رہا کرتے تھے) ہاں! البتہ سفر میں رات کو بھی سن لیتے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی خواہش پر کبھی یہ نہیں فرماتے تھے کہ قوال کو بلاؤ اور یہ کچھ سناؤ۔

ایک رات میں (حضور فانی فی اللہ، باقی باللہ خواجہ عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) خیر پور شریف میں گیا ہوا تھا، کچھ لوگوں نے باہر کے مقام میں محفل سماع منعقد کر رکھی تھی، اس

وقت آپ اپنے گھر میں موجود تھے، جب آپ کی سماعت میں سرود کی آواز پہنچی تو فوراً قمیض پہنے بغیر ناراضگی کے عالم میں باہر تشریف لے آئے، یہ دیکھ کر سب اہلِ مجلس بھاگ نکلے (اس ناراضگی کا سبب یہ تھا کہ یہ محفل شرائطِ سماع سے خالی تھی)

نیز اس کاتب الحروف (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے جب ''توفیقیہ شریف'' کا ترجمہ ہندی زبان میں نظم کی صورت میں لکھ کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آپ کی سماعت کی نذر کیا تو آپ نے فرمایا تم نے اسے بہت مشکل کر دیا ہے۔

حضرت خواجہ عبید اللہ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانشینی:

نیز اس فقیر (کاتب الحروف رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو جب آپ نے بیعت لینے کی اجازت بخشی تو (عاجزی کرتے ہوئے ارشاد) فرمایا:

''جب تک تم ہو میری کیا وقعت ہے کہ میں لوگوں کو بیعت کروں یا وظائف بتاؤں''۔

نیز فرمایا:

باطل است آنچہ مدعی گوید

خفتہ را خفتہ کے کند بیدار

جھوٹے دعویدار کا یہ کہنا غلط ہے کہ سوئے ہوئے کو سویا ہوا کیسے بیدار کر سکتا ہے۔

اس شعر کا حاصل یہ ہے کہ دوسروں کو ہدایت کرنے کے لئے یہ شرط نہیں کہ ہدایت کرنے والا کامل ہو اور گناہوں سے بھی پاک ہو، بلکہ اگر کوئی شخص ہادیٔ مطلق اللہ تعالیٰ کو سمجھتا ہے اور خود کو گناہگار، اور خودی و خود بینی سے اجتناب کرتا ہے، اور کسی ولیِ کامل کی سرپرستی میں لوگوں کو اپنے مشائخ کے سلسلہ میں، صرف خیر خواہی کی بناپر

اپنے شیخ کی وکالت کرتے ہوئے داخل کرتا ہے تو اُسے گناہ نہ ہوگا، اور آخرِ کار لوگ بھی اُس سے ہدایت پالیں گے۔

جیسا کہ سویا ہوا دوسرے سوئے ہوئے کو بغیر ارادے کے ٹانگ ماردے (یا کوئی اور ایسی حرکت کرے، جس کی وجہ سے) وہ نیند سے بیدار ہو جائے اگرچہ ٹانگ مارنے والا اُسی طرح سویا ہو۔ (یہ سب اِن اکابرین علیھم الرضوان کے عاجزی کے انداز ہیں)

آپ کی استغراقی کیفیات:

نیز نقل ہے کہ:

ایک روز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھر جا کر مائی صاحبہ رحمہا اللہ تعالیٰ سے دریافت فرمایا کہ کوئی چیز کھانے کو موجود ہے؟ مائی صاحبہ رحمہا اللہ تعالیٰ نے عرض کی کہ پلیٹ کے نیچے چاول رکھے ہوئے ہیں (حالانکہ مائی صاحبہ بھول گئی تھیں، کیونکہ وہ درحقیقت آٹے کا خمیر رکھا ہوا تھا) جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس (خمیر) کو تناول فرما چکے تو مائی صاحبہ رحمہا اللہ تعالیٰ سے فرمایا کہ ”ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خوب گلے ہوئے گوشت کی بوٹیاں کھائیں ہیں، آج تک ایسی چیز میں نے نہیں کھائی“

مائی صاحبہ رحمہا اللہ تعالیٰ فرمانے لگیں ”شاید آپ نے آٹے کا خمیر کھالیا ہے“

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ”مجھے اِس کی کوئی خبر نہیں“۔

مشائخ کرام کے اتباع میں ڈیلے کھانا:

اس فقیر (حضور فانی فی اللہ، باقی باللہ، خواجہ عبید اللہ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اکثر دیکھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کریر کے ڈیلوں کے موسم میں پکے پکے ڈیلے خرید کر کھایا

کرتے تھے، کیونکہ یہ (شیخ العالم، غریق المحبت، امام العارفین، سلطان الزاھدین) حضرت بابا صاحب (خواجہء خواجگان مسعود فرید الدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی سنت ہے، کیونکہ آپ کو اپنے مشائخ (کبار) سے بہت محبت تھی۔

خبر ہی نہیں کہ کیا کھایا:

یہ بھی روایت ہے کہ:

ایک مرتبہ جبکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مرشد حضرتِ محبّ اللہ المتعال، خواجہء خواجگان، شیخُ المشائخ، حضرت خواجہ حافظ محمد جمال صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عرس کی تقریبات میں شمولیت کے لئے ملتان پہنچے تو حضرتِ غلام مصطفیٰ خان رحمہ اللہ تعالیٰ جو کہ اس فقیر (کاتب الحروف رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پیر بھائی اور آپ (حضرت خواجہ خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے مجاز (اجازت یافتہ) بھی تھے اور قوالی سے عقیدت بھی رکھتے تھے اپنے گھر سے ایک تھال لائے، جس میں بادام و ناریل و میوہ جات اور شیرینی وغیرہ دودھ میں ڈال کر پکایا گیا تھا اور یہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حسبِ معمول تمام احباب کے ساتھ مل کر اسے تناول فرمایا۔

اس کے بعد حضرت خواجہء خواجگان حضرتِ حافظ محمد جمال اللہ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اہلِ خانہ نے پیغام بھیجا کہ اگر اجازت ہو تو کھانا بھجوائیں؟ آپ نے فرمایا: ''ہم نے کچھ چاول جن میں تھوڑا سا گھی ڈال کر پکایا گیا تھا کھا لئے ہیں''۔

(یہ بھی آپ کے استغراق کی وجہ سے تھا کہ آپ کو خبر ہی نہ تھی کے کیا کھایا ہے)

کڑواہٹ کا پتہ ہی نہ چلا:

یہ بھی روایت ہے کہ:

آپ کسی جگہ مہمان تھے، صاحبِ دعوت نے رات کے وقت خوشی کی وجہ سے جلدی کرتے ہوئے ایک کٹورے میں دودھ ڈال کر اس میں بتاشے حل کر کے آپ کی خدمت میں پیش کیا، حالانکہ اس میں خشک حضض (''رسوت'' مشہور کڑوی دوائی) جمی پڑی تھی (اور میزبان کو اندھیرے اور جلدی کی وجہ سے پتہ نہ چل سکا)۔

آپ نے اس میں سے تقریباً نصف نوش فرما کر بقیہ دودھ حضرت مولوی عبدالغفار صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کو جو کہ آپ سے مجاز بہ بیعت (اجازت یافتہ) بھی تھے مرحمت فرمایا، جونہی حضرت مولوی صاحب ممدوح نے ایک گھونٹ پیا فوراً اسے باہر پھینک دیا اور ''اَخ''، ''اَخ'' کرنے لگے۔

اس واقعہ (اور پچھلے چند واقعات) کا حاصل یہ ہے کہ:

مشاہدہء حقیقی میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا استغراق کچھ اس طرح کا تھا جیسا کہ حضور، جانِ نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم **لا یُذِمُّ ذَوَاقاً** (ذائقہ کو حقیر نہیں فرمایا کرتے تھے)

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اخلاقِ حسنہ بھی اسی سنت سے آراستہ تھے۔

چنانچہ شیخ سعدی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

ایں مدعیاں در طلبش بے خبر انند

کاں را کہ خبر شد خبرش باز نیامد

جھوٹے دعویدار اس کی طلب میں بے خبر ہیں، اور جن کو اس کی خبر مل گئی تو

پھران کی اپنی خبر ختم ہوگئی۔

نیز فرمایا:

یکے باز رادیدہ بردوختہ

دگر دیدھا باز و پر سوختہ

ایک باز (شاہین) وہ ہے جس کی آنکھیں سلی ہوئی ہیں، دوسرا وہ ہے جس کی آنکھیں تو کھلی ہوئی ہیں لیکن پر جلے ہوئے ہیں۔

مَنْ لَّمْ یَذُقْ لَمْ یَدْرِ

"یعنی جس نے کسی چیز کا ذائقہ نہیں چکھا وہ اس کی لذت کو نہیں جان سکتا"

کپڑا راہِ خدا میں تقسیم فرما دیا:

اور یہ بھی منقول ہے کہ:

ایک بار آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اہلِ خانہ نے کچھ کپڑا فروخت کرنے کے لئے آپ کو دیا، لیکن آپ نے اپنی مسجد یا مدرسہ میں جا کر حسب الحاجت اسے فقراء پر تقسیم فرما دیا، جب اہل خانہ نے قیمت طلب کی تو فرمایا:

"کسی نے خریدا ہے قیمت دے دے گا"

اس کے بعد جب کچھ رقم بطورِ فتوح حاصل ہوئی تو آپ نے اہل خانہ کے حوالے فرمادی۔

ایک مرتبہ فرمایا:

ایک دن مجھے نمازِ عصر بھول گئی کیونکہ مجھے بار بار گھر سے مسجد، مسجد سے گھر جانا پڑا، اسی وجہ سے نماز بھول گئی، پھر میں نے بعد میں قضاء کی۔

(حضور رحمتِ عالم، امام الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: رفع عن امة الخطأ و النسیان میری امت کو بھول اور نسیان کا گناہ نہیں)

ایک دن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

ایک شخص میرے لئے بتاشے لایا، میں نے کہا مجھے ایندھن (لکڑی وغیرہ) کی ضرورت ہے تم بتاشے لائے ہو، جاؤ! اسے واپس کر کے ایندھن لاؤ۔

نیز فرمایا کہ:

جو شخص ہمارے پاس آئے (اُسے چاہیے) کہ اپنے ہمراہ صرف اتنا کھانا لائے جتنا کہ اُسے اور ہمیں کافی ہو۔ (یعنی زیادہ تکلفات سے پرہیز کرے، کیونکہ شیخ کی خدمت میں آنے والے ضرور کوئی نہ کوئی چیز لاتے تھے)

مالِ دنیا سے بے نیازی:

روایت ہے کہ:

جب ملتان غارت ہوا تو آپ نے کچھ عرصہ کیلئے "چیلہ واہن" میں سکونت اختیار کر لی، جب کچھ عرصہ گذرا تو کسی سرکاری اہلکار نے نواب آف بہاولپور محمد صادق خان عباسی مرحوم کو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی "چیلہ واہن" میں آمد کی خبر پہنچائی، اس زمانے میں چونکہ اس طرف کی کنارہءآب والی زمین اُنہیں کے زیرِ نگیں تھی تو نواب صاحب نے ایک خط اُس علاقے کے حاکم کے نام بطورِ حکم تحریر فرمایا کہ:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا روزینہ مقرر کیا جائے، جب انہوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اخراجات پوچھے تو آپ نے اپنے تمام افراد مرد و عورت جمع کر کے ہر ایک کیلئے ایک پاؤ آنا صبح ۔ ایک پاؤ شام شمار فرمایا، جو کہ بطورِ قناعت تھا جس میں آپ

نے اپنے نام و ناموس (عزت و شہرت) اور حاکم کے علُوِّ رتبہ (مالی طور پر مستحکم ہونے) کا لحاظ بالکل نہیں کیا تھا، جیسا کہ طالبانِ دنیا و اہلِ ننگ و ناموس کا طریقہ ہے۔

پھر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شماری (گنتی) کے مطابق سرکاری اہل کاروں نے چھ آنے یومیہ آپکے لئے وظیفہ مقرر کر دیا۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جگہ یہاں (فرض کیجئے) اگر کوئی اور اہلِ طمع، طالبِ دنیا اور اہلِ ننگ و ناموس ہوتا تو زیادہ نہ سہی تھوڑے سے تھوڑا بھی اگر وظیفہ مقرر کرواتا تو تین یا چار روپے روزانہ ضرور مقرر کرواتا۔

غرض یہ کہ آپ کی حالت (دنیا داروں کے مقابلے میں) وہی تھی جیسا کہ حضرتِ (غوث الاغیاث، قطب الاقطاب، محبوبِ سبحانی، قطبِ ربانی، الشیخ محی الدین ابو محمد) عبدالقادر جیلانی (السید الحسنی والحسینی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی مجالسِ وعظ و تذکیر اور اپنے ملفوظات میں (دنیا داروں اور صحابہء کرام علیہم الرضوان کے درمیان موازنہ کرتے ہوئے) ارشاد فرمایا تھا کہ:

اگر حضور سراپا نور، محبوبِ ربِّ غفور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم کے کوئی ایک صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمہارے دور میں اگر (بالفرض) تشریف لے آئیں تو تمہارے بارے میں یہ گمان کرنے لگیں کہ ان لوگوں نے ایک لحظہ کیلئے بھی اپنے رب کو نہیں مانا اور نہ ہی یہ لوگ ایمان والے ہیں، اور تم انہیں (اس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو) مجنون تصور کرنے لگو گے" (کیونکہ وہ دنیا سے بالکل بے نیاز اور اپنے رب کی طرف متوجہ ہوں گے)۔

عرس خواجہ حافظ محمد جمال رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں آپ کی شرکت کا انداز:

روایت ہے کہ:

جب محبّ اللہ بالکمال، حضرتِ خواجہء خواجگان حافظ محمد جمال اللہ صاحب ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پہلا عرس شریف ہوا تو قبلۃ المریدین، رئیس المتوکلین، حضرتِ خواجہ شاہ محمد سلیمان (تونسوی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرس میں شرکت کے لئے تشریف لائے، عرسِ پاک میں ان کی موجودگی میں محفل سماع بالآلات بھی منعقد ہوئی، لیکن اس فقیر (کاتب الحروف رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے قبلہ گاہ (مرشدِ گرامی حضرت خواجہ خدابخش ملتانی ثم الخیرپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سماع بالآلات کی وجہ سے محفل میں تشریف نہیں لائے (یہ صورت حال دیکھ کر) حضرت خواجہ شاہ محمد سلیمان صاحب تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ (اگر صاحبِ سجادہ تشریف نہیں لائے تو) ہم بھی آج کے بعد اِس عرس میں شرکت نہیں کریں گے۔

(کیونکہ جب میر مجلس، جانشینِ صاحبِ عرس، منظورِ نظر حضور قبلہء عالم مہاروی قدس سرہ العزیز شرکت نہیں فرماتے تو پھر ہماری شرکت کس لئے؟) چنانچہ حضرتِ شاہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اقرار کے مطابق دوبارہ عرس میں شریک نہ ہوئے۔

لیکن اِس کے بعد حضرت (الشیخ) منشی غلام حسن (شہید، جامیء وقت رضی اللہ تعالیٰ عنہ) وغیرہ دوسرے خلفاءِ حضور محبّ اللہ بالکمال، حافظ محمد جمال صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تائید کے ساتھ (چونکہ یہ حضرات سماع بالآلات کو پسند فرماتے تھے) ہر سال (تسلسل سے) سماع کی محفل منعقد ہوتی رہی۔

اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (حضرت خواجہ خدابخش ملتانی ثم الخیرپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ملتان کی غارت (سکھوں کے قبضہ) کے بعد خیرپور شریف سے اپنی اہلیہء محترمہ علیہا الرحمہ وفات تک کبھی عرس میں شرکت کیلئے تشریف نہ لائے۔

پھراس کے بعد بھی جب آپ تشریف لاتے تو دن میں ہونے والی سماع کی محفل میں شرکت تو فرماتے لیکن ایک پہر (غالباً تین گھنٹے) مکمل نہیں بیٹھتے تھے، اور رات کی محفل قدر جو کہ خانقاہِ معلّٰی پر ہوتی بالکل ہی شرکت نہ فرماتے۔

غلبہءاستغراق:

روایت ہے کہ:

جب آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی حضرت مولوی قادر بخش صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات ہوئی اور لوگ ان کے جنازہ کو لے کر حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ کسی چیز کی انتظار میں ہیں، پوچھا تو فرمایا ''میرے بھائی تشریف لا رہے ہیں'' لوگوں نے عرض کی: حضور! یہ آپ کے بھائی ہی کا جنازہ ہے، اس کے بعد آپ نے نمازِ جنازہ پڑھائی۔

نیز جب آپ ملتان تشریف لاتے یا کہیں اور تو پوچھتے کونسا مقام ہے؟ نیز جو امور خیر پور شریف سے متعلق ہوتے اُن کے متعلق ملتان شریف میں سوال فرماتے اور جو امور ملتان شریف سے متعلق ہوتے اُن کی بابت خیر پور شریف میں سوال فرماتے، لوگ عرض کرتے کہ حضور! یہ تو فلاں جگہ ہے۔

حاصلِ کلام یہ کہ آپ کے استغراق کی کیفیت اس طرح کی تھی کہ جو چیزیں آنکھوں سے دیکھی جاتی ہیں وہ بھی آپکی آنکھوں سے گم ہو جاتی تھیں۔

مظلوم کی مدد کا ایک خاص انداز:

روایت ہے کہ:

جب حضرت مولانا مولوی عبدالرحمٰن صاحب بھڈیرا کو بعض رعایا اور سرکاری اہل کاروں کی شکایت پر نواب محمد صادق خان عباسی مرحوم نے قید خانہ

میں بھیج دیا تو اُن کے علاقے کے تمام علماء وفضلاء نے اور دیگر علاقوں کے مشائخ ومولوی صاحبان نے مل کر نواب صاحب سے مولوی صاحب موصوف کی رہائی کے لئے گفتگو کرنے کے لئے احمد پور موضع کچہری میں ایک اجتماع کیا، جس میں ہر ایک نے اپنا مشورہ نواب صاحب کو پیش کیا اور اس سلسلے میں سوال جواب بھی ہوتے رہے۔

(لیکن) آپ (حضرت خواجہ خدابخش ملتانی ثم الخیرپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے مشاورت کا راستہ ترک کر کے نواب صاحب کے سامنے یہ اشعار پڑھنا شروع کر دیئے:

با من اول آں ہمہ رسمِ وفاداری چہ بود
بعدازاں بے موجبِ چندیں جفاکاری چہ بود

اولاً ہم سے وہ تمام وفاداری کی رسمیں کیا تھیں؟ بعد میں بے سبب اتنا ظلم کیوں ہوا؟

آشتی بگذاشتی تیغ جفا برداشتی
آں عنایتہا کجا شد وایں ستمگاری چہ بود

آپ کی وہ عنایتیں اب کہاں ہیں؟ اور یہ ستمگاری کس لئے؟ اب آپ نے صلح کا راستہ ترک کر کے کیا جفا کی تلوار اٹھالی ہے؟

حالیا ایں مردم چشمت بخون آغشتہ اند
جانِ من واگو کہ چندیں مردم آزاری چہ بود

فی الحال جو یہ سب لوگوں کی آنکھیں خون آلودہ ہیں، میری جان کھل کر کہو مردم آزاری کس لئے؟

جوں ہی آپ نے یہ اشعار اپنی زبانِ دُرِّ فشاں سے مکمل فرمائے نواب

صاحب نے حکم صادر کیا کہ مولوی صاحب موصوف کو رہا کر دو۔۔۔

فقراء کو نفس کی لذتوں سے کیا کام:

پھر نواب صاحب نے اپنے طعام سے ایک خاص خوانچہ آپ کی خدمت میں بھیجا، اب وہ تمام لوگ جو آپ سے متعلق تھے اس خواہش میں تھے کہ وہ کھانا انہیں ملے گا، مگر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہ سارا خوانچہ مولوی غوث بخش صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس بھیج دیا جو کہ حضرت قبلہء عالم مہاوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرید تھے اور حکومت ِوقت میں بہت معتبر سمجھے جاتے تھے اور آپ کے متعلقین و خدمت گذا ان سب ناامید ومحروم رہے۔

دراصل آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تمام افعال بشمول اس فعل کے حکمت سے خالی نہیں ہوتے تھے، اس کام میں کمترین حکمت یہ تھی کہ فقراء کو نفس کی لذتوں سے کیا کام۔

جانوروں پر ظلم سے ناراضگی:

ایک مرتبہ کسی نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے کتے کو مارا جس سے کتے کی بے اختیار آواز نکل گئی یہ دیکھ کر آپ لرز اٹھے اور اس بات پر خفا ہوئے۔

حافظ محمد جمال اللہ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ شریف کی تعمیر میں آپ کا حصہ:

روایت ہے کہ:

جب خواجہء خواجگان، حضرتِ محبّ اللہ بالکمال، حافظ محمد جمال اللہ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مریدین نے ان کے روضہ شریف کی تعمیر میں کوشش کی اور میاں عبداللہ تاجر مرحوم کو منتظمِ اعلیٰ بنایا تو بہت زیادہ سرمائے کے باوجود روضہ شریف کی تکمیل نہیں ہو رہی تھی۔

آخرِ کار حضرتِ حافظ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اہلیہء محترمہ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منتظم بنانا چاہا، لیکن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں اس کام میں دخل اندازی اس وقت کر سکتا ہوں جب کہ مجھے اختیارِ کلی دے دیا جائے کہ میں جو کچھ کروں اس پر کسی کو اعتراض نہ ہو۔

آخر آپ نے تھوڑی سے مدت میں تعمیر مکمل کروالی، اوّلاً آپ نے قبر مبارک جو بہت اونچی تعمیر کی گئی تھی اس کو سنت کے مطابق ایک بالشت کے چبوترے پر تعمیر کیا، اور قبرِ مبارک کے عین اوپر آپ نے روضہء مبارکہ میں ایک روشن دان رکھوا دیا کہ جس سے بارش، ہوا اور روشنی اندر پہنچتی رہے۔

ناراضگی میں بھی تبسم:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ:

بہت مرتبہ ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ میں جب کسی پر خفگی کرنے کا ارادہ کرتا ہوں تو میرے منہ پر تبسم آجاتا ہے۔

''جی'' کہہ کر جواب مرحمت فرمایا:

نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے کسی نے ایک شخص کو آواز دی جس کا نام بھی ''خدا بخش'' تھا تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُسے جی! کہہ کر جواب دیا، اس کے بعد اس نے کئی بار تکرار کی اور آپ ہر بار اسے جی! جی! کہہ کر جواب دیتے رہے۔

حاصلِ کلام یہ کہ بلانے والے کو جواب دینا ایک اخلاقی فریضہ ہے، اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خیال بھی نہ تھا کہ میں عالم اور بزرگ ہوں مجھے کوئی فقط میرے نام کے ساتھ کیسے پکارے گا۔

اپنی چیزوں کی حفاظت خود کرو:

نیز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ:

اپنی چیزوں کی تمام لوگوں سے حفاظت کرنی چاہیے، اور اُن چیزوں کے گم ہونے سے پہلے سب لوگوں کو چور ہی گمان کرنا چاہیے، یوں گمان کرنا گمانِ بد نہیں کہلاتا۔ فرماتے تھے:

نگہدار آں شوخ در کیسہ دُرّ
کہ داند ہمہ خلق را کیسہ بُرّ

موتی کی تھیلی وہی شخص محفوظ کر سکتا ہے جو کہ سب کو جیب کترا گمان کرتا ہو۔

اپنی موت کو یاد رکھنا چاہئے:

نیز فرمایا کہ:

قوت وصحت کے کامل ہوتے ہوئے بھی اپنی صحت پر اعتماد نہیں ہونا چاہیے (کہ مجھے ابھی موت نہیں آئے گی) بلکہ موت کو نزدیک سمجھنا چاہیے اور مریض اگرچہ قریبُ الوفات ہو زندگی کی امید پھر بھی رکھنی چاہیے۔

مرضِ نارو کا علاج:

نیز مرضِ نارو (جسے فارسی میں رِشتہ کہتے ہیں، جس میں پنڈلی پر باریک سی دھاری نمودار ہو کر ٹانگ کو بے کار کر دیتی ہے) کا ایک نسخہ آپ نے بیان فرمایا کہ:

گوشت بکرا آدھی چھٹانک جو کہ سرخ ہو اور چربی اس میں ہرگز نہ ہو، اور دو رتی اس میں پارہ ملا کر اس کی گولیاں بنالیں، پھر روزانہ ایک گولی بوقتِ عصر پانی کے ساتھ لے لیں، اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ گولی دانتوں سے چپک نہ جائے

کیونکہ پارہ دانتوں کیلیئے ٹھیک نہیں ہے، اسی طرح تین دن تک کریں۔

آنکھوں کی بینائی تیز کرنے کے لیے ایک نسخہ:

روشنیء چشم کے لئے فرماتے تھے:

چنبیلی کے پھول ایک سو (تعداد میں) اور تلوں کے پھول بھی ایک سو، اور کالی مرچ بھی ایک سو مائل بہ سفیدی ہو، اور پھلہ پھٹکڑی ایک تولہ، ان سب چیزوں کو لیموں کے آدھا پاؤ رس میں کھرل کریں حتی کہ گولی بننے کے قابل ہو جائے۔

پھر اسکی گولیاں کالی مرچ کے تہائی حصہ کے برابر بنا کر دو پہر سے تھوڑا پہلے ایک گولی تھوڑے سے پانی میں حل کر کے آنکھوں میں سلائی کے ذریعے ڈالا جائے، لیکن یہ احتیاط کریں کہ اس کے بعد منہ پر کم از کم دو گھنٹے تک پانی نہ ڈالیں، بعد میں کوئی حرج نہیں۔

روشنیء چشم کے لیے ایک روحانی نسخہ:

نیز آپ رضی اللہ تعالی عنہ برائے روشنیء چشم فرماتے تھے کہ:

آنکھوں میں جب سرمہ لگاؤ تو ایک بار

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ نُورُ الْعَيْنَيْنِ مُحَمَّدُ رَّسُولُ اللّٰهِ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم)

پڑھ کر سلائی پر دم کر کے آنکھوں میں لگاؤ۔

نیز آپ رضی اللہ تعالی عنہ اپنے لئے سرمہ اور مغز تشمیرج (بسفائج) کو برابر مقدار میں پیس کر پاس رکھا کرتے تھے اور اسے ہر رات اپنی آنکھوں میں لگاتے تھے۔

نسخہ برائے زخم:

نیز ہلکے زخم کیلئے اُس پر بول کرنے اور اس کے بعد شور کی مٹی اُس پر ڈالنے کو فرماتے۔

اور اگر زخم کچھ زیادہ ہوتا تو فرماتے قتہّ سے کپڑا آلودہ کر کے زخم پر چسپاں کردو۔

اگر اس سے بھی کچھ زیادہ ہوتا تو فرماتے کالی مرچ کا سفوف سرسوں کے تیل میں جوش دے کر جلا لیں پھر اسے پیس کر اسی سرسوں کے تیل میں ملا کر زخم پر پالش کریں، اس پر مکھی بھی نہیں بیٹھتی اور زخم بھی جلدی بہتر ہو جاتا ہے۔

اور اگر اس سے بھی زیادہ زخم ہوتا تو سفید شکر اور سندور ہم وزن سرسوں کے تیل میں ملا کر پالش کرنے کا حکم فرماتے۔

ڈھر کا روحانی علاج:

اور ڈھر کیلئے فرماتے کہ:

مسجد میں جا کر چوکھٹ کے قریب بیٹھ کر مٹی اُس پر لگائے اور ساتھ ساتھ یہ پڑھے:

خدائے ما بزرگ است تو بزرگ مشو

پیغمبرانِ خدا سفر کردہ اند تو نیز برو

ہمارا مالک، بادشاہ، اللہ بزرگ و برتر ہے تو بڑا نہ ہو! اللہ تعالیٰ کے رسولوں (انبیاء علیہم السلام) نے اس دارِ فانی سے سفر کیا ہے تو بھی جا۔

یہ عمل تین بار کرے (یعنی ہر بار مٹی بھی ملے اور یہ مذکورہ کلام بھی پڑھے)۔

پھوڑے، زخم اور ہر قسم کے درد کیلئے:

ہر زخم، پھوڑے اور درد کے لئے فرماتے کہ:

اَمْ اَبْرَ مُوا اَمْراً فَاِ نَّا مُبْرِ مُوْنَ

سات بار پڑھ کر دم کرے۔

پیٹ درد کے لئے:

نیز فرماتے کہ:

پیٹ کے درد کے لئے سورۃ لقمان تین بار پڑھ کر دم کرے۔

گم شدہ کو بلانے کا عمل:

گم شدہ کے لئے فرماتے کہ یہ کلام پڑھا جائے:

اے بارِ خدائے باامانت

پاکیزہ خدائے بے خیانت

من غائب بتو سپردم

تو باز رساں بمن سلامت

اَصْبَحْتَ فِیْ اَمَانِ اللهِ

وَ اَمْسَیْتَ فِیْ جَوارِ اللهِ

اے میرے مالک! امانت والے!، اے میرے پاک و بلند رب! خیانت سے پاک! (اسے ہمیں واپس فرمادے) میں نے اپنے غائب کو تیرے حوالے کیا، تو اسے باسلامت مجھ تک پہنچادے، (اے غائب!) تو صبح کرے اللہ تعالیٰ کی امان میں اور تو شام کرے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں۔

نیز اسی مسئلے کے لئے یہ (اشعار پڑھنے کا حکم) بھی فرماتے:

حق تعالیٰ کہ مالکُ الملک است

لَیسَ فِی الملُک غیرُہٗ مالک

بر ساند بید گر ما را

اِنّہٗ قَادِرُ عَلٰی ذٰلِکُ

اَصبَحتَ فِی اَمَانِ اللہِ

وَ امسَیتَ فِیُ جَوارِ اللہِ

اللہ تعالیٰ جو کہ مالکُ الملک ہے، اُسکے سوا مالکِ حقیقی کوئی نہیں، اگر اُسے ہم تک واپس فرمادے تو وہ اس پر بے شک قادر ہے (اے غائب!) تو صبح کرے اللہ تعالیٰ کی امان میں، اور تو شام کرے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں۔

اخلاقی تہذیب پر بہترین انداز سے راہنمائی:

ایک دن کا واقعہ ہے کہ:

ایک شخص ''صحت'' نامی خاتون کو جو کہ لنگر کا اندرونی کام کرتی تھی، بار بار آوازیں دے رہا تھا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بطورِ تفہیم (راہنمائی) اُسے فرمایا:

''میاں! تمھیں اس طرح کہنا چاہیے کہ اے صحت! فلاں چیز مثلاً روٹی لادو وغیرہ، جو بھی کام ہو (اُس کام کا ذکر کر کے خطاب کرو، کیونکہ پہلی صورت میں ہوسکتا ہے کہ کوئی انجان آدمی غلط بات کردے یا تہمت زدہ کردے)۔

اپنے مشائخ سے عقیدت کا ایک انداز:

نیز روایت ہے کہ:

ایک مرتبہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ملتان شہر کے کسی بازار سے گزر رہے تھے کہ آپ کی ملاقات حضور قبلہء عالم خواجہ نور محمد مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک مرید سے ہوگئی، اُس نے عرض کی:

''یہ آم حضور قبلہء عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پہنچانے ہیں، کسی خادم کو حکم فرمائیں کہ یہ اُن تک پہنچا دے''۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

(ٹھیک ہے) دے دو (پہنچا دیئے جائیں گے) چنانچہ آپ نے (اُسے رخصت کرنے کے بعد) اپنی لنگی مبارک کو سر پر باندھ کر آموں کا ٹوکرا اپنے سر پر رکھا اور مہار شریف کی جانب روانہ ہوگئے۔

راستے میں آپ کی ملاقات ایک شخص سے ہوئی جس کے پاس ایک گدھا تھا، اس نے وہ ٹوکرا آپ سے لے کر گدھے پر لادلیا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (نے اس پر کوئی اعراض نہ کیا بلکہ) اسی طرح منزل بہ منزل سفر کرتے ہوئے مہار شریف پہنچ گئے اور حضور قبلہء عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ (اور اس مرید کا نذرانہ پیش کیا)

حاصلِ کلام یہ کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خودی وخود بینی سے بالکل مبرا تھے، اور اپنے مشائخ کی عقیدت ومحبت آپ کے دل پر غالب تھی۔

چنانچہ حافظ خواجہ (غالباً شیرازی) فرماتے ہیں:

دلق حافظ بچہ ارزد بمیش رنگی کن

وانگھش مست وخراب ازسرِ بازار بیار

اے حافظ! تیری گدڑی کیا قیمت رکھتی ہے، اسے شراب (یعنی محبوب کی ذات میں فنائیت) سے رنگین کرو، پھر اس سے مست و سرشار ہو کر سرِ بازار آؤ۔

مرشد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان پر تونسہ شریف روانگی:

ایک مرتبہ یہ کاتب الحروف (خواجہ عبید اللہ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) خیر پور شریف آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور حاضر تھا، اُن دنوں موسم بہت سرد تھا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرتِ خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بوجہِ کمال محبت و دوستی اس فقیر کو حکم فرمایا کہ: "تم (تونسہ شریف) جاؤ اور حضرتِ خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرزندِ ارجمند، ہدایت شعار، حضرتِ خواجہ گل محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "شرح چغمینی"، "بیست بابی" وغیرہ کتب کی تعلیم دو"۔

اس وقت چونکہ یہ فقیر بے سروسامانی کے عالم میں تھا اور سفر کرنے کے قابل نہ تھا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فرمان سے حیران ہوا کہ ایسا بوجھ جس کا اٹھانا فی الوقت میری طاقت میں نہیں ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیسے ظہور میں آیا۔

(جوں ہی میرے دل میں یہ خیال آیا) آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "خیر فکر مت کرو! ہم نے کسی خیال میں یہ بات کہہ دی تھی"۔

(چونکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقصد فی الفور روانگی نہ تھا بلکہ ارادہ تھا کہ جب کبھی موقع ملے آپ نے یہ کام کرنا ہے، حضورِ اعلیٰ، فانی فی اللہ باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس چیز کو جانتے تھے، لیکن احتمال یہ بھی تھا کہ شاید ابھی جانے کا حکم فرما رہے ہوں، لہٰذا خواجہ خدا بخش صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس احتمال کو رد کرتے ہوئے فرمایا کہ ہمارا ارادہ وہی تھا جو آپ نے سمجھا کہ جب موقع ملے چلے جایئے گا، جیسا کہ حضورِ اعلیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اپنے فرمان سے ظاہر ہوتا

ہے، واللہ تعالیٰ ورسولہٗ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم اعلم بالصواب)۔

چونکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان صادر ہو چکا تھا، اس لئے میں نے (سارے احتمالات کو رد کرتے ہوئے) جانے کی ٹھان لی، انھی دنوں خان عبدالاحد خان صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ جو کہ بڑے نیک اور باخدا انسان تھے کابل کے لئے (براستہ تونسہ شریف) نواب شجاع الملک کے ساتھ جو کہ انگریزوں کی ہمراہی میں کابل جارہے تھے روانہ ہوئے (لہٰذا میں بھی ان کے ساتھ روانہ ہو گیا اور یوں) مجھے بھی اُن کی رفاقت مل گئی۔

اس طرح مجھے حضرتِ خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضری کا شرف ملا، نیز زیارت وصحبت بھی میسر آئی، اور صاحبزادہ از خلق آزادہ خواجہ گل محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کے آستانہ پر سکونت کا اتفاق ہوا، اسی دن سے حضرتِ خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب سے اس فقیر پر بہت کرم نوازی ہوا کرتی ہے، (نیز) صاحبزادہ صاحب (خواجہ گل محمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ) نے بھی اس فقیر پر بہت مہربانی فرمائی اور ایک بڑی جائے نماز بھی عنایت کی۔

ہر جلوہ اُنھی کا جلوہ ہے:

نیز ایک رات میں حضرت محبّ اللہ بالکمال، حضرتِ خواجہ حافظ محمد جمال اللہ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے روضہ شریف کی شمالی تجر (برآمدے) میں بحالتِ نیند حضرتِ خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زیارت سے مشرف ہوا، درآں حالیکہ آپ نے مجھے اپنا پس خوردہ (بچا ہوا) مشروب عطا فرمایا جس سے مجھے بہت خوشی ہوئی، پھر جب میں نے آپ کے چہرہء انور کا تصور کیا تو وہ صورت درحقیقت میرے شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہی تھی۔

پس معلوم ہوا کہ تمام اولیاء حقیقتاً ایک ہی ہیں (یعنی سب میں ایک ہی ذات کے فیوضات جلوہ گر ہیں) اگرچہ تمام کی ظاہری شکلیں مختلف اور جدا جدا ہیں (یعنی کسی میں کوئی صفت کسی میں کوئی صفت) اور میرے حضرت (حضرت خواجہ خدا بخش ملتانی ثم الخیر پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر یہ حدیث بہت صادق آتی تھی:

مَنْ اَرَادَ اَنْ یَنْظُرَ اِلیٰ مَیِّتٍ یَمْشِیْ عَلیٰ وَجْہِ الْاَرْضِ فَلْیَنْظُرْ اِلیٰ اِبْنِ اَبِیْ قُحَافَۃَ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ

جسے یہ پسند ہو کہ وہ کسی میت (اختیاری موت اور خودی وخود بینی وخود پسندی کی فنائیت والے) کو زمین پر چلتا دیکھ لے اُسے چاہیے کہ وہ ابنِ ابی قحافہ (حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو دیکھ لے۔

اور حضرتِ خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یہ حدیث صادق آتی تھی۔

اِنَّ الشَّیْطٰنَ یَفِرُّ مِنْ ظِلِّ عُمَر

(بے شک حضرت سیدنا عمرِ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سائے سے شیطان بھاگتا ہے)۔

پس معلوم ہوا کہ:

تمام صحابہء کرام علیہم الرضوان بلکہ تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ایک ہی نور ہیں۔ (ہاں البتہ کسی میں اظہار زیادہ ہے کسی میں کم، بہر حال مراتب کی ترتیب ملحوظِ خاطر رہے گی، جو کہ ایک حقیقتِ ظاہرہ ہے)۔ وَالسَّلَامُ عَلیٰ مَنِ اتَّبَعَ الْھُدیٰ سلامتی اس پر جو ہدایت کا متبع ہو۔

مجاز سے حقیقت کا ادراک:

نقل ہے کہ:

ایک روز کسی کہنے والے نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے یہ شعر پڑھا:

وے گذشت از نظرم چشمِ سیاہی عجبے

او نگاہے عجبے کرد من آہے عجبے

گذشتہ روز میرے سامنے سے (ایک محبوب) کا گذر ہوا، جس کی (خوبصورت آنکھوں) کی سیاہی عجیب دلکش تھی، اُس نے نگاہِ عجیب کی میں نے آہِ عجیب۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر اس شعر کے سنتے ہی حالتِ وجد و ذوق طاری ہوگئی، اسی وقت اچانک مولوی عبدالحکیم صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (تشریف لے آئے) جو کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رشتہ داروں میں سے تھے اور بروز جمعہ و منگل آپ کی زیارت کے لئے تشریف لایا کرتے تھے۔

انہوں نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ حضور! کیا صورت پیش آئی؟ فرمایا: "حضرت خواجہء خواجگان، قبلہء عالم مہاروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری آنکھوں کے سامنے آ گئے تھے"۔

کاتب الحروف (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتا ہے کہ اس واقعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اسبابِ حُسن مثلاً "چشم" و "رخسار" و "خط" و "لب" و "زلف" وغیرہ کے سننے سے "اہل اللہ" کا مقصد شیخ کے حسن ظاہری و باطنی اور اُن کے اخلاقِ حمیدہ اور جمالِ باکمال، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم و دیگر انبیائے کرام علیھم الصلوٰۃ والسلام کا مشاہدہ کرنا ہوتا ہے کیونکہ یہ حضرات جمال و جلال الٰہی کے مظہر ہوتے ہیں۔

نہ کہ اس سے وہ مقصد حاصل کرنا جو کہ ظاہر پرستوں کا ہے کہ مذکورہ ظاہری اسباب کے ذکر سے ان کا مقصد صرف شہوت پرستی ہوتی ہے۔

بلکہ اصحابِ زمان (وہ اہل اللہ جن کی باطنی امور میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ذمہ داری ہوتی ہے، جیسا کہ حضرت خضر و حضرتِ الیاس و اقطاب و ابدال و اغیاث علیھم الرضوان) کا تو نفس ہی جب درمیان میں نہیں رہتا تو شہوتِ نفس کا تصور کہاں ہوگا۔

قناعت کی دولت:

نیز منقول ہے کہ:

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ابتدا ہی سے دنیاوی اسباب کی طرف توجہ ورغبت بالکل نہیں تھی اور اللہ تعالیٰ کی عطا کے ساتھ راضی رہتے تھے، نیز آپ کے والدِ ماجد نے آپ کے ذمہ قرضہ بھی چھوڑا تھا، جو کچھ حاصل ہوتا تھا اُسے اپنے والد صاحب کے قرض خواہوں کو دے دیتے تھے، لہٰذا ہر شخص آپ سے شفقت و رحمت کے ساتھ پیش آتا تھا۔

چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک روز خود فرمایا کہ:

جس دن کہ میرا نکاح ہونا تھا میرے والدِ مکرم نے اپنے کسی شاگرد کے خواب میں آکر ارشاد فرمایا کہ میرے صاحبزادے کے لئے تم کچھ نہیں کر رہے؟۔ اس شاگرد نے آکر مجھے ایک روپیہ یا کچھ زیادہ پیش کیا جس سے شادی کا سامان تیار کیا گیا۔

ہر وظیفہ آخرت کے لئے:

(اسی طرح کی صورتِ حال کو دیکھتے ہوئے) آپ کے ایک دوست نے آپ کی خدمت میں عرض کی کہ فلاں آدمی ''قصیدہ بردہ'' شریف کا عامل ہے، جس کسی کو بھی اس کے پڑھنے کی اجازت دے دے تو اُسے یومیہ ایک روپیہ فتوح ہو جاتا ہے، چونکہ آپ کی معشیت تنگ اور گذر بسر مشکل ہے، اس سے اگر آپ بھی اجازت لے لیں تو

رزق فراخ ہو جائے گا۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اُس کی بات سن کر فرمایا کہ میں بھی اس سے اجازت طلب کروں گا لیکن اس (دنیاوی فائدے کے لئے نہیں) بلکہ اس لئے کہ مجھے مرشدِ کامل مل جائے۔

خواجہ حافظ محمد جمال اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت:

چنانچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

میں نے اِسی ارادے سے اُس سے اجازت طلب کی، جب میں نے اس کے بتائے ہوئے طریقے سے ''قصیدہ بردہ'' شریف پڑھنا شروع کیا تو حضرتِ خواجہء خواجگان، خواجہ حافظ محمد جمال اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِس فقیر کی مسجد میں آنا جانا شروع فرما دیا اور یوں اصل مقصود حاصل ہو گیا۔

پھر حضرتِ محبّ اللہ بالکمال، حضرتِ خواجہ حافظ محمد جمال اللہ ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت غوثُ الخلائق (شیخ الاسلام والمسلمین) حضرتِ غوث بہاؤالدین زکریا ملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرقدِ مبارک کے سامنے آپ کے روضہء مقدسہ میں ہوئی۔

آپ ہر کمال اور خوبی کے جامع تھے:

یہ بھی معلوم ہوا کہ:

چونکہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مقسومِ الٰہی سے نصیبہءِ وافرہ وحصہءمتکاثرہ حاصل ہونا تھا، اسی لئے اگرچہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت آپ کے مرشد قبلہ گاہ حضور حافظ جمال صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے تھی لیکن پھر بھی آپ کو اپنے شیخ کے شیخ حضور قبلہء عالم

مہاوروی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہت صحبت میسر آئی اور اُن سے بھی حصہ وافر پایا۔

یاد رہے کہ سلسلہ ارادت میں جتنے واسطے زیادہ ہوتے ہیں فیضان بھی اتنا زیادہ ہوتا ہے، چنانچہ ہر خاص و عام اس بات کو جانتا ہے اور مشہور بھی ہے کہ جتنا فیضانِ علم آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تھا اُس دور میں کسی اور پر اتنا فیضان نہیں تھا اور نہ ہی کوئی زمین پر چلنے والا آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مساوی یا برابر تھا اور اخلاق محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا آپ کامل نمونہ تھے۔

كَانَتْ بِقَلْبِى اَهْوَاءٌ مُفَرَّقَة

فَاسْتَجْمَعَت اِذْ رَاتْكَ الْعَيْنُ اَهْوَآءِىْ

میرے دل میں کئی قسم کی خواہشات موجزن تھیں، میں نے اپنی تمام خواہشات کو یکجا مجتمع پایا جبکہ میری آنکھ نے تمھیں دیکھا۔

(یعنی میرے دل میں شیخ کامل محبوب کے بارے میں کئی طرح کے تصورات تھے کہ میں ایسے شیخ کو اپنا محبوب بناؤں گا جس میں شریعت و طریقت، حقیقت و محبت کے تمام تقاضے پورے ہونگے تو جب سے اے محبوب آنکھ نے تمہیں دیکھا تو سب کے سب تصورات کو یکجا و مجتمع پایا)

تا بغایت دلِ ما مائل خوباں می بود

در بروئے ہمہ بستم چو بروئیت دیدم

ہمارے دل میں خوبصورت لوگوں کی بے پناہ محبت تھی، لیکن جب سے تمہیں دیکھا تو تمھارے سوا سب پر ہم نے دروازہ بند کردیا۔

بسیار خوباں دیدہ ام
لیکن تو چیزے دیگری

میری آنکھوں نے بہت حسینوں کو دیکھا لیکن اے محبوب! آپ سا کوئی نہیں۔

وَالسَّلامُ عَلیٰ مَنِ اتَّبَعَ الھُدیٰ

تمام شد ترجمہء کتاب لِطیف المسمیٰ بہ ''سرِّ دلبراں'' من تصنیفات زبدۃ الاتقیاء، عمدۃ الاصفیاء، سلطان العلماء، قاطع نجدیت ورافضیت، فانی فی اللہ، باقی باللہ حضرت خواجہء خواجگان، خواجہ عبید اللہ الملتانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہء اعظم، محبوب الالہٰ، فخر العاشقین، امام الصالحین، رئیس الزاھدین، امیر المجذوبین، فائزِ بمقامِ فردیت، المستثنیٰ بکمالہ فی السلسلۃ العالیۃ، الچشتیہ، النظامیہ، الجمالیہ، خواجہء خواجگان، حضرت مولانا خواجہ خدا بخش صاحب الملتانی ثم الخیرپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

ازقلم:۔

مستجیر بالنبی الاخیر صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہٖ وسلم فیہ خیر کثیر ای استجارتہ بالمصطفی الامیر

محمد عبد الباقی عفی عنہ

خادمِ خانقاہِ عبیدیہ، رحمانیہ ومسجدِ رحمانیہ

محلّہ قدیر آباد ملتان شریف

فی التاریخ السعید ۲۶ صفر المظفر ۱۴۳۴ھ بشبِ چہار شنبہ اخیر

مصنف سے مترجم تک

شجرہ ءنسب

(۱) حضورِ اعلیٰ، عمدۃ الاصفیاء، زبدۃ الاتقیاء، سلطان الاولیآء،

فانی فی اللہ، باقی باللہ، حضرتِ مولٰنا المولوی المفتی الحافظ

خواجہ عبید اللہ الملتانی الچشتی القادری نور اللہ مرقدہٗ

(۲) مظہرِ جمال الٰہی حضور شیخ العرب والعجم

مفتی محمد عبدالرحمٰن الملتانی ثم العربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(۳) حضرت خواجہ مفتیء اعظم ہند مولانا مولوی

مفتی محمد عبدالعلیم صاحب ملتانی رحمہ اللہ تعالیٰ

(۴) حضور خواجہ مفتی مولانا محمد عبدالکریم صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

(۵) حضور خواجہ الشیخ مفتی مولانا محمد عبدالشکور صاحب ملتانی رحمہ اللہ تعالیٰ

(۶) حضرت بحر العلوم مولانا مفتی محمد عبدالمجید صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ

(۷) حضرت مولانا مفتی میاں محمد عبدالباقی صاحب دامت برکاتہم العالیہ

اصل فارسی کتاب

سِرّ دِلبراں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله الذی خرق علینا الاسباب واظهرلنا باب الابواب وغلق علینا ابواب الخلق وفتح لنا بابه بعد الغلق ونجانا عن التصنع والملق ففرج کرباتنا وانقذنا عن الاضطراب والفلق واخرجنا عن غیاهب شهوات الفرج والحلق

شعر

إِذَا مَسَّنِی کَرُبٌ یُفَرِّجُ کُرُبَتِی
وَیَنصُرُنِی رَبِّی وَیَرُحَمُ غُربَتِی

وَهُوَ رَبُّ العٰلَمِینَ اَلَّذِی خَلَقَنِی وَهُوَ یَهُدِیُنَ وَالَّذِی هُوَ یُطُعِمُنِی وَیَسُقِینَ وَاِذَا مَرِضُتُ فَهُوَ یَشُفِینَ وَالَّذِیُ یُمِیتُنِی ثُمَّ یُحُیِینَ وَالَّذِی اَطُمَعُ اَنُ یَّغُفِرَلِی خَطِیئَتِی یَوُمَ الُدِّیُنَ

والصلوٰة والسلام علیٰ سید الانبیاء والمرسلین الذی لولاه لما خلقت الافلاک ولما سجد لادم الاملاک ولما ظهرت الربوبیة ولما برزت الحب والمحبوبیة وعلی اله واصحابه من الانبیاء والمرسلین والصدیقین والشهداء والصالحین نجوم الاسلام ومصابیح الظلام ۔

فَاِنَّهٗ شَمُسُ فَضُلٍ هُمُ کَوَاکِبُهَا
یُظُهِرُنَ اَنُوَارَهَا لِلنَّاسِ فِی الظُّلَمِ

امابعد.

این چند اوراق است در بیان بعض آنچہ از روائح طیبہ۔۔۔ونوافح جیدہ۔۔۔ ولوامع نیرہ۔۔۔وجوامع منتخبہ۔۔۔وفوائد منتجبۃ۔۔۔وبوارق مقتبسہ۔۔۔وشوارق ملتمسہ ۔۔۔وفتوحات کرامت نثار۔۔۔ونفحات ہدایت آثار۔۔۔ورشحات عرفان امطار ۔۔۔ولمعات تنویر الابصار۔۔۔کہ شمیدم ودیدم وشنیدم وکشیدم ازان مظہر نور جمال الٰہی۔۔۔وفخر نظام تجلیات کلیم اللّٰہی۔۔۔ومصدر تجلیات نامتناہی۔۔۔ومجمع اخلاق مسکینی وشاہی۔۔۔منبع فیوضات سبحانی۔۔۔ومورد تفضلات ربانی۔۔۔معاذو ماوائے ضعفاء۔۔۔مربی الغرباء۔۔۔اتقی الاتقیاء۔۔۔اعلم العلماء۔۔۔افضل الفضلاء۔۔۔ورئیس العارفین۔۔۔سلطان الذاہدین۔۔۔محبّ المساکین۔۔۔محبوب رب العالمین۔۔۔مرغوب العارفین۔۔۔مقصود العاشقین۔۔۔مطلوب المتورعین۔۔۔مراد المریدین۔۔۔معدن حق الیقین۔۔۔معشوق اللہ فی الارضین۔۔۔شیخ الاسلام والمسلمین۔۔۔غوث الخلائق۔۔۔قطب الطرائق۔۔۔قطاع العلائق۔۔۔جماع الحقائق۔۔۔رونق الوثائق۔۔۔جامع العلوم والمعارف۔۔۔قاطع البدع والمعازف ۔۔۔نافع الوضیع والشریف۔۔۔ابوالفرح للقوی والضعیف۔۔۔برہان الشریعۃ۔۔۔شمس الطریقت۔۔۔بحر المعرفت والحقیقت۔۔۔مسکین نواز۔۔۔محبت طراز۔۔۔فانی فی المحبوب ۔۔۔باقی بالمطلوب۔۔۔ملاذ وملجائے ہر صاحب عجز وناتوانے۔۔۔بظاہر حاوی مدارج فقر۔۔۔ وبباطن جامع مراتب سلطانی۔۔۔مؤسس اساس مسکنت۔۔۔وتضعف برائے اظہار الطاف رحمانی۔۔۔المتادِّب بآداب النبی صلے اللہ علیہ وسلم۔۔۔قبلۃ المسترشدین۔۔۔اغنی المساکین ۔۔۔ابالحسن الخرقانی الثانی۔۔۔المولوی خدابخش الملتانی نَوَّرَ اللہ مُرقَدَہٗ وَ بَرَّدَ مَضجَعَہٗ

مثنوی

واجب آمد چوں کہ آمد نام او — شرح کردن رمزے از انعام او

گرچہ عاجز آمد ایں عقل از بیان — عاجزانہ جنبشے باید دران

اِنْ شَیْئًا کُلَّہٗ لَا یُدْرَکْ — فَاعْلَمُوْا اَنَّ کُلَّہٗ لَا یُترکْ

من بگویم وصف تو تارہ برند — پیش ازاں پس موت حسرت می برند

نور حقی و بحق جذاب جان — خلق در ظلمات اند وہم گمان

گر نبودے خلق محبوب وِ کثیف — ور نبودے خلقہا تنگ وضعیف

درمدیحت داد معنے دادمے — غیر ایں منطق لبے نکشادمے

مدح وتعریف است تخریق حجاب — فارغ ست ازمدح وتعریف آفتاب

کُلُّ شَیئٍ قَالَہٗ غَیْرُ المَفِیق — اِنْ تَکَلُّفُ اَوْتَصَلُّفْ لایَلِیقْ

باز گویم شمۂ زاں حالہا — لیک بہر حق صحبت سالہا

تازمین و آسماں خنداں شود — عقل وروح ودیدہ صد چنداں شود

مدح توحیف است درزندانیاں — مے کنم در مجمع روحانیاں

مادح خورشید مداح خود است — کہ دو چشم روشن ونامر مداست

ذم خورشید جہاں ذم خود است — کہ دو چشم کور و تاریک وبدست

پس خوشاں باشد کہ سرِّ دلبراں — گفتہ آید درحدیث دیگراں

درمضامین قصصہا گوشدار — پس تو اینجا مدح آں یارِ نگار

قال اللہ تعالیٰ

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَانُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ

وقال سید الطائفة ابو القاسم الجنید البغدادی رضی اللہ عنه

حکایات المشائخ جند من جند اللہ عزوجل یعنی للقلوب ط

چونکہ شد خورشید و مارا کرد داغ — چارہ نبود برمقامش از چراغ

چونکہ شد از پیش دیدہ وصل یار — نابے یاد ازاں ماں یادگار

چونکہ گل بگزشت وگلشن شد خراب — بوئے گل را از کہ یابیم از گلاب

چوں خدا اندر نیاید درعیاں — نائب حقند ایں پیغمبراں

نے غلط گفتم کہ نائب یا منوب — گرد وپنداری قبیح آید نہ خوب

دہ چراغ حاضر آئید درمکاں — ہر یکے باشد بصورت غیر آں

فرق نتواں کرد نور ہر یکے — چوں بنورش روئے آری بیشکے

اطلب المعنی من الفرقان قل — لا نفرق بین احد من رسل

عادت آنحضرت رضی اللہ عنہ چناں بود کہ افعل ولاتفعل صریح نگفتے بلکہ غالباً در ضمن قصص واشعار وحکایات بیان فرمودے نہ در ضمن آیات واحادیث چہ اگر کسے از سبب جہل انکار آرد کافر نشود وتاہم خاص وعام رادر ونصیب باشد فاما اخص راپس حال کافی ست چنانچہ صاحب مثنوی علیہ الرحمۃ فرمودہ۔ ع۔

پند فعلی خلق راجذاب تر

وادقات خویش راوقف طالبان کردے مناسب وقت وخلق بمردمان پند درضمن قصص واشعار آوردے۔ وچوں فارغ شدے اور اوخواندے ودروقت گفتگوئے

مردمان خاموش نشستے ودرانجمن بخلوت بودے گاہے صاحب حاجت رانفرموده بودکہ بنشین کہ بعد وظائف واوراد خویش حاجت تو سعی کنم ودائم برائے طالبان حاضر بودے وگاہے برائے تن خود جامہ مکلّف نساخت ودرخورش تکلف نمیکرد وگاہے برائے نفس خود دوائی نساخت وجامہء پنبہ داردو آتش درزمستان نمے خواست وتوحید حالی جزدران حضرت ندیدم کہ بضرر دیگرے متضرر میشد ودرنفع دیگرے منتفع میشد گویا ہمہ عالم اجزائے اوست گویا کہ ہمہ احوال اولیا وصالحین دراں حضرت جمع بود دیدن آنحضرت مدعیان راازدعوی بازمے آورد چہ آنحضرت آئینہ بود۔ درآئینہ ہرکس کہ مے بیند احوال خودمے داند پس از دعویٰ کاذب خود بازمے ماندو وجود آنحضرت کرامت بود

لا اذکر منک الا الجمیل ولم ارمنک الا التفضیل

حال او بود درعین نظر آنحضرت عالم درمرایائے بود درضمن ثنائے آئینہ ہائے ثنائے مشہود موموجودمے خواند ہمہ عالم را آئینہء جمال حقیقی میدید۔

چنانچہ در''توفیقیہ''شریفیہ فرمودہ است ہرجا کہ بنظر چشم بیند گوید کہ ذات مقدس متجلی ست باین صورت پس ہرگز از ذات مقدس غافل نشود توفیقیہ حال آنحضرت است نہ کلام قال کہ محال باشد ہرکہ آنحضرت رادیدہ است میداند کہ توفیقیہ حال آنحضرت است نہ کہ قال کہ محال است آنحضرت راباسماع الحانات حاجت نبود چہ بے سماع الحانات درذوق مبودواگرمے شنود برائے موافقت یاران وخوشی دوستداران مے شنود از دیدن سکر ووجد او خلق در دیدن رسوم وعادات محجب بود آنچہ درلمعات است کہ ے

من كل معنى لطيف امتلى قدحاً

و كل ناطقة في الكون تطربني

اورابودواگر کسے برآنحضرت از تندی وبدخوئی خویش غصہ میکرد پس اگر آن غصہ از بے فہمی اوے بود کہ آنحضرت چہ فرمود آنحضرت آں مقصود خود با محبوب خود میگفتند واو بخود ے فہمید اوراچندان تلافی وانعام میکرد کہ کسی باددستداران نکردہ باشد وے فرمود

نظم

ہر کہ مارادوست نبودایزداورایار باد	ہر کہ مارا رنجہ دارد راحتش بسیار باد
ہر گلے کز باغ عمر بشگفد بے خار باد	ہر کہ اندر راہ من خارے نہد از دشمنی

وبر مرد مان انعام واحسان چندان میکرد کہ بسیار ناکسان منکر آنحضرت رضی اللہ عنہ میشدند چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعرابیاں را اِبشر میگفتے وتبرک میدادے وایشان ے گفتندے

اكثرت على من ابشر فاعطني

ورد بشارت میکردندے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آن بشارت دیگران رامے دادے چنانچہ درحدیث است کہ بعد آنکہ اعرابی رد بشارت آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کرد پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ابوموسیٰ وبلال رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمود کہ

اشربا منه وافرغا على وجوهكما ونحوركما يعني مما اجتمع من وضوئه بعد مامج فيه

حاصل آنکہ آنحضرت رضی اللہ عنہ متعلق بود باخلاق النبی صلی اللہ علیہ وسلم ومسکنت ومسکینان را دوست میداشت ومیفرمود کہ روزی استادمن بر کتاب من

نوشت کہ ایں کتاب حق وملک مسکین خدا بخش آن روز بسیار خوش شدم گویا بزبان حال میفرمود

اللھم احینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین

چندان تدریس علم کرد کہ عالم راازعلم خود بہرہ داد وھیچ عالمے درین دیار نیست کہ شاگرد او بنفسہ یا بالوسائط نبودہ باشد وچوں طاقت تدریس از سبب ضعف بدنی نمیداشت عندالفراغتہ عن حوائج الناس والااوراد باملائے عبارت توفیقیہ شریفہ غالبًا شغل میداشت واز برائے ترغیب مردمان بین کلام علما الشریعتہ وعلمائے حقیقہ مردمان رادر مسودات توفیقیہ داخل میکرد ومیگفت کہ این راتصحیح بکنید وبمردمان ارسال آن مسودات میکرد پس کلام توفیقیہ بحسب سعی آنحضرت بعضے مردمان راموصل بمقصود مے بود وبعضے راموجب دفع انکار براہل اللہ وبعضے محرومان درتفرقہ ضلال باقی مے ماندند یضل بہ کثیرا ویھدی بہ کثیرا ودرآخر عمر چون قوت گفتن نماند وعلمائے ظاہر وبسیار کسان ازصحبت ایشان محروم ماندند عوام راکہ نزد آنحضرت مے آمدند ایشان رامیفرمودند دایشان قصہ ہائے عوام وافسانہا مے گفتند تاعوام وخواص از برکت صحبت آنحضرت ازافسانہا بوئے مقصود مے یافتند ودرمیان این افسانہا میفرمودند۔

عالم بخیالے خوش ووالہ بجنون

كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ

ودرآخر عمر چناں مستغرق میبودند کہ مردمان ازسبب قصور فہم خویش خواب یاغشی میدانستند وازسبب رضا وتسلیم چناں بودند کہ حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرمود۔

فی وصف رجال الحق الافات تنزل علیھم وھم قعود کالجبال الرواسی تنزل الیھم وعلیھم وھم ینظرون الیھا بعین الصبر والموافقة ترکوا الاجساد للبلایا وطاروا الی الحق عزوجل بقلوبھم فھم خیم بلارجال اقفاص بلاطیور

واذا تصاعدت النفوس علی الھویٰ　　فالخلق یضرب فی حدید بارد

وہذا کرامت الخواص کماذکرہ الشیخ محی الدین العربی ونقل عنہ الشیخ عبدالرحمٰن الجامی فی نفحات الانس واز عادت آنحضرت بود کہ چوں در کسے ادنیٰ رشد ودوستی با اہل اللہ میدیدے اورا مے گفتے کہ اگر کسے از تو چیزے پرسد او را ابرانچہ داری آگاہ کن ودر فرمودن اوراہر چہ کسے رخصت طلبیدے بخل نمیکردے ودر خواندن اوراد قیود و پرہیز ہا نفرمودے۔ تادشواری برخوانندگان نشود چہ واردست ان الدین یسرٌ ولن یشاد الدّین احد الا غلبہ وصاحب مجمع البحار درشرح آن فرمودہ، ای لایتعمق احد فی الدین بترک الرفق الا عجز عن عملہ کلہ اوبعضہ دہم واردست یسروا ولا تعسروا و سکنوا ولا تنفروا دے فرمودند

باطل است آنچہ مدعی گوید　　خفتہ راخفتہ کے کند بیدار

وے فرمودند کہ مثل من چوں حجراسود ست کہ مردمان اورا مے بوسند واوسیاہ است روزے ریحان فقیر کہ سروپا برہنہ میرفت ومردمان را بہ بیعت خودے خواند وبخانہء کولیان وغیرہا میرفت متہم گشت وکسے مرید او بخدمت حضرت قبلہ صاحب رضی اللہ عنہ بیعت کرد چوں اوراازیں حال اطلاع گشت مولوی صاحب مولوی علی مردان جیوراکہ یکے از معتقدان او بود واز استادان کاتب الحروف وبامجذوبان وغیرہم اعتقاد وافر داشت بخدمت حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ فرستاد کہ شما مرید مراچرا مرید خود کردید آنحضرت رضی اللہ عنہ فرمود کہ من بیعت ہرکسے رابا ایمان وشریعت میکنم مرید شمامے

کنید و پیر شماہستید من ہر کسے راکلمہ ودرود خواندن میگویم کہ مرا پیر خود فرمود و نیز عادت آنحضرت رضی اللہ عنہ بود کہ چون کسے از مریدان بخدمت آنحضرت برائے زیارت بعد ایام بسیار رسیدے برخاستندے و تعظیم کردندے وتلافی بسیار کردندے۔ چنانچہ از رنج سفر وغیرہ فارغ گشتے وخوش شدے وچون ایں کاتب الحروف بخدمت رفتے ومشرف بزیارت شدے میفرمودے مرحبا مرحبا (شعر)

آمدی وآمدنت بس خوش است
دیدن روئے تو عجب دلکش است

مہربانی کردے، واین کاتب الحروف چوں متاہل نشدہ بود بخدمت آنخضرت درحضر وسفرے بودم وچون متاہل شدم در ہر سال دو بار بخدمت آنخضرت درخیر پور میرفتم واقل مدت اقامت یا کم یا زیادہ بخدمت میبودم وچوں رخصت میفرمودند باز درملتان مے آمدم ودر آخر عمر آنخضرت دلاہفت ماہ سہ بار رفتم وباز آمدم وغالباً این کاتب الحروف راہر بار کہ بخدمت میرفتم دوسہ روپیہ میدادندے گفتند کہ ایںقدر کرایہ سواری تست واگر ہیچ کتاب وکمبل خریدمے قیمت از خودے دادندے وچون این کاتب الحروف بخدمت آنخضرت مے رفت درمقام آنخضرت میبودو سیر دربازار وغیرہ نمیکردم ودیگر کار درخیر پور مرانمے بود الا آنکہ آنخضرت بکارے امر فرمایند ہر وقت کہ مے گفتند میرفتمے واگر قرأت توفیقیہ میفرمودے قرأت توفیقیہ مے کردمے واگر بنوشتن کتابے امر فرمودے آن کتاب نوشتمے وگاہے از آنخضرت سوال فراخی، رزق وغیرہ نکردہ بودم الا آنچہ از خود از قصد خود دادندے مے گرفتمے یکبار قبل از تاہل آنخضرت مرا میفرمودند کہ تو درینجا نزد من باش من میگفتم کہ

بلے وچوں دوسہ روز میگزشت باز رخصت مے خواستم رخصت میدادند وباز میفر مودند، (شعر)

ارید وصاله ویرید هجری فاترک ما ارید لمایرید

ہجرے کہ بود رضائے محبوب از وصل ہزار بار بہتر

چشم من پر آب شدوباز نیت رخصت را فسخ میکردم وعادت آنحضرت بود کہ چوں درمیان معتبران مے نشستند مردمان رابعلم وحسب ونسب من آگاہ میکردند تامردمان مرا عزیز داشتندے ومحاسن واخلاق کہ میان آباواجداد من وایشان بود یاد میکردند ومرا افلوس مے دادندوچون برائے کسے حاجت درکار ایشان بایست مے شد میگفتند اگر چیزے باشدوام بدہ من میدادم ومیگفتم

مال عالم ملک تست ومالکاں مملوک تو باوجودے بے نیازی واقرضوا اللہ گفتۂ

پس میگفتند کہ این چہ میگوئید۔ یکبار من درحضور آنحضرت میبودم کہ مراتپ سخت عارض شدوبیہوش وبے طاقت شدہ افتادہ بودم کہ مہربانی وشفقت فرمودہ مردمان راکہ عالم بودندوقرآن صحیح میخواندند جمع کردہ ختم قرآن کردندوذبح شاۃ کردندوتعویذ برائے تعلیق دادندوفرمودند کہ خداوندا! این امانت ست نزد ما اورا بملتان بخیر وعافیت برسان ہماں روز یادیگر روز عافیت رونما شدوفرمودہ بودند کہ ہرچہ طلب کند از خوراک ودوا وغیرہ ہمہ باوبدہید وچون ماہ رمضان مبارک میبود این کاتب الحروف آنحضرت راختم قرآن مجید درتراویح میشوانیدم وچون مرادرطبع خللے از مرض میبود ونیت روزہ مستحکم نمیبودم میفرمودند کہ بگوفردا روزہ نخواہم داشت وچوں این کاتب الحروف از ابتداء بعلم حدیث محبت مے داشتم از آنحضرت پرسیدم کہ مراہوس یاد کردن حدیث

است کدام کتاب یاد کنم و بخوانم قصہ کردند کہ حضرت مولوی صاحب مولوی فخر الدین محمد دہلوی رضی اللہ عنہ را کتاب ''مشارق الانوار'' یاد بود و ہم فرمودند کہ حضرت مولوی صاحب مولوی فخر الدین محمد رضی اللہ عنہ کتاب ''مشارق الانوار'' بشب میخواندند وبجانب چراغ پشت میکردند از ان روز کہ از آنحضرت این حکایت شنیدم کتاب ''مشارق الانوار'' یاد کردن شروع کردم گاھے یاد میکردم و گاھے علی سبیل المنازل السبعۃ و گاھے سی پارہ بسی روزے خواندم و چون این کاتب الحروف در حجرہ در مواجہہ آنحضرت نشستہ میبودم و آنحضرت برائے کارے مرا میخواندند کہ عبید اللہ! زود مے آمدم میفرمودند آہستہ آہستہ و تعلیم آداب میفرمودند۔

روزے این کاتب الحروف و میاں محمد بخش کنبوہ مرحوم کہ از خادمان آنحضرت بود بایکدیگر در سخن تیزی کردیم۔ و او مرا چیزے گفت و مرا غصہ آمد بخدمت حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ عرض کردم او را طلب کردند و چناں غصہ فرمودند کہ مرا شرم و حیا آمد چنانچہ توبہ کردم کہ برائے نفس خویش آنحضرت را بار دیگر بے ذوق نخواہم کرد و چنان یاد دارم کہ از آنروز حتی المقدور با کسے جنگ نہ کردم و در غضب و غصہ این فقیر کہ زائد الحد بود فرقے و تفاوتے پدید آمد و باین فقیر میفرمودند

سنگھترا امت ہو سجن　　　آسیب میٹھی کے موں بیٹھ
ترش نیبو ساں ہی　　　گٹھی کو لے کرنا ہی کیا

یعنی ہر وقت و مرا بخاموشی وعظ میفرمودند بحال خاموشی و مشت خود بستن در وقتے کہ مرا باہیچ کسے در ہیچ کارے گفتگو کردمیبود روزے بعد از نماز فجر فرمودند کہ مولوی عبد الرحمن بھڈیرا کلان عالم بود از ین جہان سفر کرد و این رباعی فرمودند۔

علمے کہ بعالم بود آموختہ گیر مالے کہ بگیتی بوداند وختہ گیر
آموختہ اندوختہ راسوختہ گیر ناگاہ چراغ اجل افروختہ گیر

وہم میفرمودند

فَرِّقْ فَوْقَ الدَّرْسِ وَ حَصِّلْ حَالاً ضَيَّعْتَ الْعُمْرَ وَ لَمْ تَنَلْ اِلَّا مَا لاً
لَا يَنْفَعُكَ الْعَكْسُ وَلَا النَّقْضُ وَلاً اِفْعَنْلَلَ يَفْعَنْلِلُ اِفْعِنْلا لاً

وہم میفرمودند

درطلب زن دائما تو ہر دو دست کہ طلب در راہ نیکو رہبر است

واین بے ہیچ رابرتدریس علم فرائض چنانچہ مراتعلیم فرمودہ بودند وبرتعلیم ''خلاصۃ الحساب'' و''شرح چغمینی'' و''بیست بابی'' و''رسالہائے اصطرلاب'' و''کرہ'' وبرساختن آنہا وبرتعلیم ''زیچ'' و''شرح ہدایۃ الحکمۃ'' وتحریر'' اقلیدس'' ترغیب مے فرمودندو وصیت مے فرمودند چہ این علمہا متروک شدہ اندومردمان درتعلم وتعلیم آنہا کسل وکاہلی میکنند دیگر آنکہ آنحضرت رااین علوم بدشواری حاصل شدہ بودمیخواستند کہ دیگران رادشواری نشود وہم عادت آنحضرت بودکہ مردمان کہ نزد آنحضرت مے آمدندوبرطریق ادب دوز انوے نشستند اوشان رامے گفتند کہ بآسانی بنشینید دبدشواری منشینید ویکروزسبب این معنی فرمودند کہ روزے من درجائے یکے بے پرواہ شخص درمجلس او نشستم بردوزانوزانوئے من دردمیکرد وواہرگز التفات بمن نبود ومن ازادب پادراز نمیکردم بسیار عاجز شدم از آنروز کہ این عاجزی کشیدم مردما نرامیگویم کہ بدشواری منشینید وہم میفرمودند

بیکارمباش کچھ کیا کر خونِ دلِ عاشقان پیا کر

چنانچہ حضرت مولوی جامی در ''نفحات الانس'' از حضرت ابوسعید خراز نقل کردہ کہ روزے خراز سوزہ میکرد ومیکشاد گفتند این چیست گفت نفس را مشغول میکنم پیش از انکہ اومرا مشغول کند وہم درنفحات ست از احمد بن منصور الحلاج کہ پسین شب پدر خودرا گفتم مراوصیتے کن گفت نفس خودرادر شغل افگن پیش از انکہ ترادر شغلے افگند وہم در ''نفحات'' است کہ شیخ ابومنصور گاؤ کلاہ وقتے فارغ بود کہ یارانش بسفر شدہ بودند درحایطے شد ازان کسے وچاہ فراکندن گرفت بآب رساند چوں تمام شد دیگر میکند یکے ویرا گفت دیوانہ چرامیکنی گفت نفس خودرا بمشغول مے افگنم پیش از انکہ مرادر شغل افگند مشائخ چنین کردہ اند وشارح ''نفحات'' اینجا آوردہ کہ بدانکہ بصورت بیکار بودن مرارباب نفس وہوا رانیک نیست کہ طفل وارواقع شدہ اگر اورا مشغول نداری بامرمباح بشغل حرام افگند وتوزیان زدہ گردی لیکن طالبان صادق راکہ قوت طلب کامل بودبسبب شغل بصورت تعطیل جوارح ضروریست وموجب فیروزی وکاملاں راشغل صوری گاہے درغلبہ معنی جمع ووحدت کمال است چہ بآن از استہلاک رہیدہ مرتکب صوراعمال کہ سبب حصول از دیاد احوال بحال مے آیند وفرمود آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کلمینی یاحمیراء نظر برین دارد وگاہے بواسطہ کمال اجتہاد واحتیاط وبدگمانی بنفس باآنکہ دوراند از ضلال چون ارباب نفس وہوادر محافظت کوشیدہ اندو آن ایشانراسبب از دیاد احوال آمدہ وعبارت ابومنصور باین دو معنے محتملست وہم در ''نفحات'' است کہ از ابوالحسین صوفی پرسیدند کہ عبدالرحیم اصطخری چراباسگبانان بدشت میرود وقبابند گفت یتخفف من ثقل علیہ تاازانکہ درآنست سبکتر گردد وہم میفرمودند شعر:

کارہا برخواہش خود خواستن کار خدا است

بندہ باشی وخدا گردی تو اے نادان چرا است

وموافق این معنی در ''نفحات'' ست کہ شیخ الاسلام گوید کہ ابوبکر وراق گفت کہ محمد مسلم حصیر باف درمہمانی بود بایوسف خیاط ترمذی میزبان بچیزے مشغول بود محمد مسلم گفت زود باشید کہ من کارے دارم وے زاہد بود وعابد ولش متعلق بود ہیچ کارے کہ دارد یوسف گفت تراجز آن کارے ہست کہ اللہ تعالیٰ پیش تو آرد ونیز تو برآن نیت از خانہ بیروں آمدہ کہ بخانہ بازشوی سہ سال است کہ بدان نیت بیرون نیامدہ ام کہ بخانہ بازروم ابوبکر گوید کہ این سخن یوسف بہ از صد سال عبادت محمد مسلم وہم میفرمودند۔

درین درگہ کہ گہ گہ کہ آمد گہ کہ آمد گہ مشوایمن اگر ہستی زقہر ولطف اوآگہ

یعنی در درگاہ خدا تعالیٰ برخویش وبرحسب ونسب وکارخویش وزاہد بودن وعالم بودن وکریم بودن وشجاع بودن وغیرہ فضائل اعتماد نباید کرد کہ از تغیرات وتبدیلات او ایمن نباید بود بلکہ خائف باید بود کہ اعتبار حسن خاتمہ است وہم میفرمودند شعر

شاہ راہ عدم چہ ھموار است چشم پوشیدہ میرود ہر کس

چنانچہ در ''نفحات'' است کہ عبداللہ خفیف نقل از رویم بن احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کردہ کہ رویم بن احمد دست برکتف وے نہادو گفت اے پسر! ھو بذل الروح فلا تشتغل بترھات الصوفية وہم از شیخ عبداللہ بلیانی در ''نفحات'' آوردہ کہ وے گفتہ کہ خدادان باشید وگرنہ خوددان نیز مباشید زیراکہ اگر خوددان نباشید خدادان باشید پس فرمود ازین نیکوتر گویم خدا باشید ورنہ خود مباشید کہ اگر خود نباشید خدا باشید وہم در ''نفحات'' است کہ یکے از مریدان شیخ عبداللہ مذکور درکوہ عزلت گرفتہ بود مارپیش

دے رسید خواست کہ بگیرد شیخ گفت چرا گرفتی گفت تو گفتہ بودی کہ غیر خدا نیست گفت

ہرگاہ کہ حق رابلباس قہر بینے بگریز تاوقتیکہ ویرا بشناسی دعا کرد شفا یافت چنانچہ

حضرت قبلہ در ''توفیقیہ'' نقل از خواجہ حافظ نوشتہ

در عشق بازی اے دل! جان بر بکوئے دیگر

کز کشتہ مے ستاند معشوق ما جنایت

کہ مراد از ''کوئے دیگر'' عدم است وہم میفر مودند

بسی صد سال اینمعنی محقق شد بخاقانی

کہ یکدم با خدا بودن بہ از ملکِ سلیمانی

ومعنی باخدا بودن پیش ازیں در بیان قول شیخ عبداللہ بلیانی گزشتہ چنانچہ

آنحضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، میفر مودند شعر:

خویش راگم کن وصال انیست وبس　　　خود مباش اصلاً کمال اینست وبس

وبیان باخدا بودن آنکہ این ملک باقی وآن ملک فانی ست وہم میفر مودند شعر:

چین بر جبین زجنبش ہر خس نمیکنند　　　دریادلان چو آب گہر آرمیدہ اند

شعر:

مپوش چہرہ مشو درہم از تفرج خلق　　　کہ خواند خط تو بر چہرہ ان یکاد دمید

مراد ازین ہر دو بیت غصہ وخفگی بر خلق نا کردن است کہ خلق راچون خس بر آب

دریا باید دانست کہ موج ارادہ ازلی ایشان رامے بر دو مے آرد ومراد کہ خواند خطِ تو بر

چہرہ ان یکاد دمید بالغ بودن سالک ورسیدن او بدرجہ کمال است وہم بوقت سحر در سفر

ازآنحضرت شنیدہ میشد بیت:

سحر برخیز وذکر بے ریا کن | بدان درگاہ خود را آشنا کن
اگر گوئی کہ من درویش حالم | نظر بر خاندان مصطفےٰ کن
وگر گوئی کہ برمن ظلم رفت ست | نظر بر کشتگان کر بلا کن

وقت سحر وقت مناجات ہے | خیز دراں دم کہ ببرکات ہے
نفس مبا دا کہ بگوید ترا | خسپ چہ خیزی کہ ابھی رات ہے

مراد ازین ابیات تخصیص وتحریص برقیام اللیل است وذکر بے ریا کردن کہ عبارت از بیخود بودنست وہم میفر مودند شعر:

سعادت خواہی از عادت گذر کن | کہ ترک عادت است اصل سعادت

وہم میفر مودند شعر:

خلق نیکو سعادت ابدی ست | این سعادت بہر کسے ند ہند

مراد ازین بیتہا ترک عادات ورسوم انسانی است کہ اصل آنہا خود بینی ست و خود پسندی وخود نمائی وہم میفر مودند رباعی:

چوں رزق مقدر ست کم کوشی بہ | چون گفتہ نویسند بخاموشی بہ
چون میگزرد عمر بخاموشی بہ | چون بیم حساب ست نمد پوشی بہ

مراد ازین رباعی عبودیت ورضا وتسلیم ست وہم میفر مودند شعر:

مؤدب صورتے پشمینہ پوشے | ملائک سیرتے خانہ بدوشے
جہان گردے حلیمے بردبارے | زگلزار جہان قانع بخارے

این معما است ومراد از واشتر است ومقصود ازین دو بیت ہم رضا وعبودیت ست چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم فرمودہ "اَلْمُؤْمِنُونَ هَيِّنُونَ لَيِّنُونَ كَالْجَمَلِ

اَلانفِ اِنْ قِیدَ اِنقَادَ وَاِنْ اُنِیخَ عَلیٰ صَخرَۃِ اِستِنَاخ" واصل اینہمہ صحبت اولیاء است چنانچہ در ''نفحات'' است کہ خلیفہ بغداد رویم را گفت اے بے ادب رویم گفت من بادب باشم ونیم روز با جنید صحبت داشتہ باشم وہم میفر مودند شعر:

نخواھد این چمن از سرو ولالہ خالی ماند یکے ھمے رود و دیگرے ہمے آید

مراد از سرو پیر ست کہ از قید آزادست و مراد از لالہ عاشق است کہ بداغ ھجر مبتلا ست یعنی از طالبان و مطلوبان خالی نباشد چہ قوام و نظام عالم بدین دو فرقہ است وہم روزے در وقتیکہ ذکر میفر مودند تعمیر پاخانہ کہ برائے روانگی حاجت مردمان مہمانان وفقیران ساختہ بودند وعوام راہم منع نمیکر دند فرمودند شعر:

قاضیءشہر مستراے ساخت توشئہ عاقبت ہمنیش بس

وتبسم میفر مودند وہم میفر مودند شعر:

راز دل گر میتوان بایار جانی ہم مگو یار رایارے بود از یار یار اندیشہ کن

وہم میفر مودند کہ مراد از اثنین درین مصراع مثنوی:

کل سر جاوز الاثنین شاع

ہر دولب اند پس معلوم شد کہ راز رابعد از انکہ از دولب بیرون شد چارہ نیست از مشہور بودن وفاش شدن بنابران مولوی داؤد علیہ الرحمۃ در ''شیر وشکر'' نوشتہ کہ

در دل خود کافر است ویا جھود درخموشی رستہ است از ہر عنود

وہم میفر مودند:

ابلہے را صرفۂ زر میکنی صرفۂ گفتار کن ار میکنی

وہم میفر مودند:

کوہ بگنجد چو بگنجا نیش کاہ نسنجد چو بسنجا نیش

یعنی نفس راچناں ساختہ اند کہ اگر چہ بظاہر تنگی مینماید اما حال او چنانست کہ اگر فے المثل کوہ باشد ہم بگنجد چہ اہل اللہ را باعتیاد ترک عادت و رسوم این مرتبہ حاصل شدہ واین راخرق عادت گویند و چندانکہ از سالک سعی در خرق عادت شود از خدا تعالیٰ فیض اضعاف او شود چنانچہ از حدیث:

"مَنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ شِبْرًا تقربْتُ اِلَیْهِ ذِرَاعاً وَ مَنْ تقرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعاً تَقَرَّبْتُ اِلَیْهِ بَا عاً وَمَنْ اَتَانِی یَمْشِی اَتَیْتُهٗ هَرْوَلَةً"

واز آیۃ

"اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُ وامَا بِاَ نْفُسِهِمْ"

معلوم میشود معنی حدیث و آیہ اینست کہ کسے کہ نزدیکی جوید از خدائے تعالیٰ بقدر یک مشت حق تعالیٰ نزدیک باو شود قدر ذراع واگر بقدر ذراع نزدیک شود حق تعالےٰ نزدیک شود باو قدر چار ذراع وکسیکہ رفتن بآہستگی بحق تعالےٰ رود حق تعالیٰ آید بسوئے اوروان واین حدیث از متشابہات ست وبدرستیکہ خدا تعالےٰ دگرگونگی بقومے تا آنکہ خود دگرگونگی نمیکنند آنچہ بنفسہائے ایشان است چنانچہ مشہور است کہ میاں عبدالحکیم رنگریز کہ گاہے پشت بقبلہ نکردہ بود مسجدے را کہ از قبلہ منحرف بودہ بجامہ افشردن راست کردہ بود وعلی ہذا القیاس وہم میفر مودند شعر:

چند نر انگشت تو در عقد بیست مشت بہ بندار بودت میل زیست

مراد از نر انگشت در عقد بیست بودن جماع ست ومراد از مشت بستن ترک جماع ست وترک اتباع شہوات چنانچہ حق تعالےٰ فرمودہ:

"وَابْتَغُوا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ"

یعنی باید کہ مقصود از جماع طلب فرزند باشد نہ اتباع شہوت وہم میفر مودند شعر:

دردمند از کوچہء دلدارے آئیم ما | آہ کز دارالشفا بیمارے آئیم ما

عشق مارا عاقبت درکوئے او بیقدر ساخت | یار کم مے خواہد و بسیارے آئیم ما

وہم میفر مودند شعر:

بلبلے در برگ گل خوش رنگ در منقار داشت | واندراں برگ ونوا خوش نالہائے زار داشت

گفتم اندر عین وصل ایں نالہ و فریاد چیست | گفت مارا جلوہء معشوق درایں کار داشت

واین ہر دو رباعی را حاصل آنست کہ ظہور مقتضی اختفا است لہٰذا آثار ہجر بر و مترتب است و مراد از کم و بسیار آمدن خودی و بیخودی است وہم میفر مودند کہ شعر:

جذبہ عشق و محبت از دو جانب مے شود | یار میخواہد دلم چوں یار میخواہد دلم

درین مصرع یکجا دلم فاعل و یار مفعول میخواہد است و دیگر جا بر عکس و میفر مودند کہ شعر:

عاشقان ہر چند مشتاق جمال دلبر اند | دلبراں بر عاشقاں چنداں از اعاشق تر اند

وہم میفر مودند شعر:

دلا چوں جلوہ بہ بینی شہید کن خودرا | کہ چنین موت گاہ گاہ مے آید

درین بیت لفظ جلوہ کہ بجیم است از آنحضرت بجائے مہملہ شنیدہ ام گویا طیبت میفر مودند یا بطریق استعارہ وہم میفر مودند شعر:

درکوئے دست عطا گرچہ بھیٹر بھاڑ ہے | تو بھی گھسڑ گھسڑ کے آنجا گھساڑ چشم

وموافق این ابیات در "نفحات" آوردہ از ابوسعید خراز کہ وے گفتہ:

روزگارے اورا جستم خودرا یافتم　　اکنوں خودرا جویم اورا یابم

و چوں بیابی برہی　　و چوں برہی بیابی

کدام پیش بود، او داند او داند

چوں او پیدا شود تو نباشی　　چوں تو نباشی او پیدا شود

کدام پیش بود، او داند او داند

حضرت بایزید گوید:

من باونہ پیوستم، تا از خود نگستم　　واز خود نگستم، تا باونہ پیوستم

کدام پیش بود، او داند او داند

شیخ الاسلام پیرِ انصار ہروی گوید کہ علی سیاح گفت کہ ماوراء النہریان مے گویند تا نرہی نیابی وعراقیان گویند تا نیابی نرھی ہر دو یکیست خواہ سبو بر سنگ آید خواہ سنگ برسبو لیکن من از عراقیانم کہ سبق از و نیکوتر است انتہیٰ ومراد از ''حلوا'' ذوق است یعنی تراذوقے دھند سیر مشو وملولی مکن اے بدانکہ کشش اواست پس در کشش اوخودرا بگزار ومحو آن کشش شو۔ ومراد از کوئے دوست عدم ست کہ تا عاشق بکوئے نیستی نرسد بوصل نرسد وموافق این معنے بزرگے فرمودہ شعر:

اے زاہد مردم نما تا چند این ورد ودعا　　رو محو آن رخسار شو بگزار این اورادرا

وھم میفرمودند شعر:

عطا از مفلسی دو ٹوک رہتے　　سمجھتے بوجھتے پہچانتے رہ

وہم میفرمودند شعر

ای عطا خیز از ین شہر بزودی بگریز　　ورنہ لے نہا ہمہ ریش تو بھٹک در جھٹکند

وہم میفرمودند شعر

آنچہ بر ما میرود گر بر شتر رفتے زغم　　میزدندے کافران در جنت الماویٰ علم

مراد از مفلسی عدم ذاتی است یعنی لحاظ عدمیت ذاتی خود در انسیان مکن و مراد ازین شعر ہستی وہمی و خودی بے معنی است یعنی چون بخودی روے آری ہمہ رنجہا و مصیبتہا ترا روئے دہد و مراد از ما ہم خودی وہمی است یعنی غمہا مترتب بر خودی وہمی تو ہستند اگر این غمہا بر شتر رفتے پس شتر از غمہا چناں باریک ولاغر شدے کہ در سوراخ سوزن داخل شدے پس جاے بہشت ملک کافران بودے چنانکہ در قرآن مجید است

لَا يَدْ خُلُو نَ الْجَنَّۃَ حتّٰی يَلِجَلُ الْجَمَلُ فِیْ سَمِّ الْخِيَا طْ

ومناسب این معنی دیگر میفرمودند شعر:

شاہ راہ عدم چہ ہموار است　　چشم پوشیدہ میرود ہمہ کس

وہم فرمودہ بودند کہ این دو بیت شورش دھندہ اند کہ حضرت قبلہء عالم امنیاردی میفرمودہ اند فرد:

نہ شمم نہ شب پرستم کہ حدیث خوب گویم　　چوں غلام آفتابم ہمہ ز آفتاب گویم

اگر بسوے من آئی ز دیدہ فرش کنم　　کہ بر بساط غریبان ہمیں سفید وسیاہ

واین گفتہ آنحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ دران وقت درین کاتب الحروف نیز مؤثر شدہ بود و مراد واللہ اعلم چنین معلوم میشود کہ مراد از خواب غفلت است وخودی چنانچہ حضرت شیخ عطار رحمتہ اللہ علیہ فرمودہ است شعر:

تا تو ہستی خدائے در خواب است　　چوں شوی نیست او شود بیدار

و مراد از آفتاب ظہور وجود حقیقی است وخطاب اگر بسوئے من مے آئی محبوب

ومرشداست یعنی من غریبم ومسافراز ملک ہستی وہمی وبموجود حقیقی آرمیدہ ام واز خود فارغ شدہ ام پس ہر کہ مہمان مامیشوداورادردودیدہ جاے کنیم از جہت علوقدراو چہ جز محبوب حقیقی درنظر ماہیچ نماندہ پس بجز دیدہ جائے او نمیکنیم کہ بجز ہمیں سفید وسیاہ باقی نماندہ وہمہ بساط بغارت رفتہ کہ:

اِنَّ الْمُلُوکَ اِذَا دَخَلُو ا قَرْ یَۃً اَفْسَدُو ھَا

وحضرت شیخ عبدالقادر گیلانی رضی اللہ عنہ فرمودہ

شَاخَ طَبَّا خُ الْمَلِکِ بَقِیَ الْعَقْلُ وَالنَّظَرُ اَجْرٰی عَلَیْہِ مَا کَانَ

وہم میفرمودند کہ شعر:

دون دی لگی لجھ تریجیا گھی چوتھی داناں   ٹکے لگے بادشاہ دے سد ددی سراں

واین معما چراغ است کہ مرکب از چہار چیز است آتش دروغن پنبہ وظرف ومراد ازین گفتن واللہ اعلم ہمیں باشد کہ فاعل حقیقی حق است وبظاہر نام فلان وفلان ست چنانچہ درمثنوی شریف است کہ

مالک الملک اوست اوخود مالک است   غیر ذاتش کل شیٔ ہالک است

مالک الملک اوست ملک اوراد ہید   ماؤمن جملہ پیش او نہید

حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ در "توفیقیہ" فرمودہ کہ یعنی مگوید کہ مایان چنین کردیم وچنین کنیم وبقدرت خود اینچنین کام مشکل حل کردیم ہر چہ میکند حق تعالےٰ میکند وہم میفرمودند:

لکڑیاں چن لے آؤ وہم کی صفت اور سچ کہا

یہ مجرب چوب چینی ہے من کے درد کو

ومراد ازیں بیت ترغیب طالبان است برکسب حلال کہ اہل اللہ کردہ اند علی الخصوص کسب ہیزم کردن وفروختن کہ موجب تکسر وہضم نفس است وکاتب الحروف این بیت را در فارسی ابیات ساختہ:

چوب چینی کس مکن اے دل　　کوست مرض بدوبسا مشکل

وین مرض راحدوث ازبیس است　　بیس از اصل کبر در نفس است

چوب چینی دوائے اواست عجیب　　یقلع الاحتراق بالتجریب

چوب چینی بکن دراستعمال　　تانگردد زبیس زشتت حال

چوب چینی کز احتراق منی است　　مینگردد بزودی ای خوش زیست

چوب چینی کہ عافیت یابی　　وزمضرات روئے برتابی

وہم میفرمودند کہ شعر:

ماں جنیدی پترے وٹھون وٹی　　سنج وسائی ہر کو پتر سووستی پٹی

مراد ازین بیت سعی درفنا کردن ہستی موہوم است ودفع خودی وخود بینی وہم میفرمودند:

چل بلا چلئے سنار تے لوتھاں گھنے گھڑیجن لاکھ

صورت آپو آپنی توں ہکو رپا آ کھ

ومراد ازین بیت آنکہ ذات واحد بصورت مختلفہ مینماید وفی الحقیقۃ یکے است وہم میفرمودند کہ:

این دل دیوانہ را گفتم کہ عاقل شو نشد

آرے آرے طفل را میل سبق خوانی کجا است

این دل دیوانه را تعلیم کن از راه هوش

کاندرین مکتب خلاصی بے سبق خوانی کجا است

سلطنت را عزتے در عالم فانی کجا است

ما گدا یانیم ما را عشق سلطانے کجا است

مراد ازیں ابیات آنست که نفس خود را بسیار گفتم که در راه صلاح که راه نیستی وبیخودی است در آئی اما قبول نکرد که او ہمچوں طفل لہو ولعب دنیا را کار دانست از کار حقیقی غافل پس بار دیگر خود را میفر مایدکه سلطنت ملک وجود در عالم فانی چون میسر نیست پس گدا باید بود وہر لحظه احتیاج خود عرض بجناب حقیقی باید کرد که باقی باللہ بودن امر صعب ست پس ہر لحظه خود را نیست بائد کرد وموجود حقیقی حق را بائد دانست واز سلطنت حقیقی دم نبائد زد چه انا الحق گفتن امر خطیر است چنانچه حضرت شیخ فریدالدین عطار فرموده شعر:

شو بباطن ربوبیت پرواز　　　کن بباطن عبودیت اقرار

وبعد از خوردن طعام میفر مودند که شعر:

شکر گفتن کے توانم در خور نعمائے تو

شکر نعمت ہائے تو چندانکه نعمت ہائے تو

بے یاد تو من قرار نتوانم کرد　　　احسان ترا شمار نتوانم کرد

گر برتن من زبان شود ہر موی　　　یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد

وبعد طعام دعوت میفر مودند:

صاحب ایں طعام را یا رب　　　از بلائے زماں امانش ده

من ندانم که چیست مقصودش　　　آنچه مقصود اوست آنش ده

گویا ازراہ تواضع دعا باشعار فارسی میفرمودند وہم درابیات فارسی تعلیم ہمہ کس ست وہم خوشی صاحب دعوت چنانچہ از خواجہ بہاؤ الدین نقشبند منقول است کہ از حضرت شیخ ابوسعید ابوالخیر رضی اللہ عنہ پرسیدند کہ بر جنازہ شما کدام آیۃ قرآن مجید خوانیم فرمودند کہ آیۃ ٔقرآن خواندن کار بزرگست این بیت خوانند:

چیست ازین خوبتر درھمہ آفاق کار　　دوست رسد نزد دوست یار بنزدیک یار

پس حضرت ایشان فرمودند درپیش جنازہ ما این بیت خوانند:

مفلسانیم آمدہ در کوئے تو　　شیئاًللہ از جمال روئے تو

وھم میفرمودند:

اتوب الیک یا رحمٰن مما　　جنیت وقد تکاثرت الذنوب

فاما من ھوی لیلی وترکی　　زیارتھا فانی لا اتوب

یعنی اے بارخدایا! ازمیگردم از گناہان بسوئے تو فاما از آنچہ مردم اورا گناہ مے دانند کہ زیارت و دوستی محبوبان پس توبہ نمیکنم درحالیکہ ترک کنم زیارت ایشانرا وہم میفرمودند کہ رباعی:

صد شکر کہ سنیم نیم معتزلی　　مانند سگ شیعہ ندارم دغلی

بررغم روافض وخوارج ھردم　　بوبکر وعمر گویم عثمان وعلی

مراد ازیں رباعی اینست کہ شکر حق تعالےٰ است کہ حق تعالیٰ درزمرہ اصحاب سنت وجماعت مارا داخل کردودردل ما بغض ودشمنی ہیچکس از اہل بیت واصحاب کرام وہیچ مومن راہ ندادہ بخلاف فرقہ روافض وفرقہ ٔخوارج ودیگر فرقہ ہا کہ بر آل واصحاب کرام وبر مجتہدین وصوفیہ واہل اسلام رضی اللہ عنہم اجمعین طعن مے کنند واز اسلام حقیقی

محروم اند چہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم فرمودہ ''المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده ''وہم میفر مودند کہ:

اے قوم! بحج رفتہ کجائید کجائید　　محبوب دریجا است بیائید بیائید

مراد ازین بیت آنست کہ ای آنانکہ بحج ظاہر مائل وراغب ہستید واز حج باطن کہ طلب حقیقت است محروم ہستید بیائید یعنی ازین پردۂ جہل بیرون آئید ومحبوب حقیقی را کہ کعبہ ارباب تحقیق است دریابید کہ باشما است ہرجا کہ باشید واز و غافل مباشید درہر کار ودرہر عبادت روئے دل بجانب محبوب حقیقی آرید کہ حج ارباب تحقیق بجز ایں معنے حاصل نیست چنانچہ بزرگے فرمودہ فرد:

جلوه بر من مفروش اے ملک الحاج

کہ تو خانہ مے بینی ومن خدائے خانہ مے بینم

وبزرگے دیگر فرمودہ: (مراد از حافظ شیرازی)

کعبہ بنگاہ خلیل آزراست　　دل گزرگاہ جلیل اکبراست

وبزرگے دیگر فرمودہ:

خر عیسےٰ اگر بمکہ رود　　چون بیاید ہنور خر باشد

وبزرگے دیگر فرمودہ:

درکعبہ اگر دل سوئے تراغیر است ترا　　طاعت ہمہ فسق وکعبہ دیر است ترا

دردل بحق است وساکن بتکدہ　　خوش باش کہ عاقبت بخیر است ترا

وبزرگے دیگر فرمودہ:

جاہلان تعظیم مسجد مے کنند　　درجفائے اہل دل جد مے کنند

آن مجاز است این حقیقت اے خراں　　نیست مسجد جز درون سروراں

ودر مثنوی است کہ بزرگے ابویزید علیہ الرحمتہ را فرمودہ وابویزید برآں عمل نمودہ نظم:

گفت طوفے کن بگردم ہفت بار

وان نکوتر از طواف حج شمار

وان درمہا پیش من نہ اے جواد

وان کہ حج کردی وحاصل شد مراد

حاصل آنکہ توجہ فرض است کہ بے اوہیچ فرض درست نمیشود وہم چون از آنحضرت رضی اللہ عنہ طلب نصیحت کردم فرمودند نظم:

مرا پیر دانائے مرشد شہاب　　دو اندرز فرمود بر روئے آب

یکے آنکہ برغیر بد بیں مباش　　دگر آنکہ برخویش خود بیں مباش

این بیت شیخ سعدی علیہ الرحمتہ است یعنی مرا شیخ من شیخ شہاب الدین سہروردی این دو نصیحت فرمودہ در آنحال کہ از چشم ایشان اشک جاری بود چہ اہل ذوق ومحبت راہروقت گریہ وزاری میباشد یا آنکہ این نصیحت در مکانے بود کہ بر روئے آب بودوآن دو نصیحت اینست کہ برغیر بینندہ نباشد دیگر آنکہ برخویش خود بیں نباشد وہر منشائے این ہر دو معنے دوئی است چون دوئی از میان برخیزد محبت الٰہی حاصل شود خود را دیدن وغیر را دیدن نبود ہمہ حق دیدن باشد پس صدور بدی از حق تعالیٰ نباشد چہ از خدائے تعالیٰ ہمہ نیکی است واگرچہ در شرع وطریقت بد ونیک ثابت است بد بہ نسبت بدست نہ مطلقاً بد چنانچہ زنا ودزدی بداست وتجسس عیب بداست وکبر خود بینی بد است وہکذا وہم فرمودند کہ سہ شخص آند یکے کور کہ اشیائے صغیرہ مے بیند ودوم کراست

کہ آواز ہائے باریک مے شنود است سوم برہنا است کہ فکرمے کند کہ مبادا جامہائے من دزد برد اول کسے است کہ از عیب ہائے خود کوراست وعیب ہائے باریک از مردمان مے بیند دوم کسے است کہ ازمودت خود خبر ندارد و خبر ہاے شنود سوم کسے است کہ جامہائے پوشیدن بوقت مرگ متیقن ندارد وخوف مے کند کہ متاع وپارچہ ہائے من دزد برد وہم میفرمودند کہ اینجانب از تزوج ملال مے بود ناگاہ دیدم کہ جامہائے سرخ برتن من است غمناک شدم چوں بیدار شدم بسیار خوش شدم کہ خواب بود نہ بیداری روزے فرمودند کہ نیکی کردن بہ نیکی کنندہ چون فعل خراست وبدی کردن بہ چون فعل سگ کار نیک مردان نیکی کردن است بابدان اگر مردی احسن الیٰ من اسا وہم میفرمودند کہ صیام ایام بیض ودہ روزہ در شعبان وشش در شوال بسیار خوبست روزے بر طبع آنحضرت رضی اللہ عنہ گرمی طبع جوش کردہ بود فرمودند کہ یکروز نزد مولوی صاحب مولوی نور اللہ مہمان بودم مولوی صاحب پرانہا تیار کنانیدہ برآنہا روغن زرد بسیار انداختہ باکٹورہ شیر آورد این جانب آن روغن زرد ور شیر انداختہ بنوشید گرمی طبع فرونشست آنحضرت ہرچہ میفرمودند بطریق اشارہ بود اما کسے نفہمید بار دیگر بتصریح فرمودند تا تیار کردند روزے فرمودند کہ این مسکین قران مجید محشیٰ معہ قرآن القرآن بحضرت قبلہء عالم ساکن مہاران رضی اللہ عنہ بردہ ہدیہ آنحضرت کرد ودر آنروزہا کسے صاحبزادہ از اولاد حضرت شیخ شاہ کلیم اللہ جہان آبادی رضی اللہ عنہ نزدیک حضرت موجود بود آن صاحبزادہ بغیر اجازت آنحضرت آن قرآن مجید گرفتہ برفت آنحضرت فرمودند کاش کے از من اجازت گرفتے روزے فرمودند کہ شخصے قوۃ مردی نداشت واز یں سبب عزم طلاق زن خود کردہ بود نزد من آمدہ دوائی پرسید ناگہاں مولوی

امام الدین ابنِ مولوی صالح محمد دائرہ والا آمد ونسخہ مقوی عروق قضیب بیان کرد وآن انیست شنگرف یک تولہ بسیماب یک تولہ زرنیخ زرد یک تولہ سنکھیا سفید نیم تولہ سنکھیا زرد نیم تولا منچھل سرخ یک تولہ ہمہ ادویہ را ایکجا کردہ اوں تمامی ادویہ را بغیر سیماب سحق کنند چون تمام باریک شود بعدہ شیر زہوک بمقدار صدف داخل کنند پس سیماب رابیندازدو چون خشک شود پس شیر دیگر انداز دہم چناں در ہفت تولہ شیر زہوک بیست وچہار پاس سحق کنند و در سایہ خشک سازد تا کہ منجمد گرددو طلا کنند ذکر راچنانچہ عروق زیریں ذکر کہ محاذی خصیہ اند فارغ باشند از طلا بمعہ حشفہ بآب گرم شستہ بجامہ لک مالش نمودہ طلا کنند و ببرگ ہرنولی بند نمائند دیگر روز بآب مذکور شستہ نیز طلا کنند تا سہ روز وہم از آنحضرت شنیدم کہ قولہ تعالےٰ **ولا تقل لهما اف** نہی از قول اف عبارت واز شتم وضرب دلالت است وحصہ بنتین را ثلثان در قرآن ثابت بطریق اشارہ است در لفظ **للذكر مثل حظ الانثيين** چہ اقل امتزاج انثی وذکر یک انثی ویک ذکر است وفرمودہ کہ **للذكر مثل حظ الانثيين** چون ذکر را حصہ دوانثی دادیم ودرینجا آں حصہ ثلثان است پس معلوم شد کہ حصہ بنتین ثلثان است این اشارہ است واقتضائے آنست کہ چنانچہ شخصے راگوید کہ **اعتقه عنی بالف** پس ملکیت آں گوئندہ بطریق اشترا ثابت باقتضا شد چہ اعتاق بے ملکیت صورت نمے بنددا ے اشترہ **فاعتقه عنی** روزے فرمودند معمول چنان بود کہ چون آنحضرت قبلہ من رضی اللہ تعالیٰ عنہ بکدام طرف تشریف میفرمودند مرانیز ہمراہ مے بردند روزے من در مسجد بودم وبحضرت قبلہ بشرف ملازمت مشرف شدم چون از مسجد بیرون آمدند من نیز بحضرت آمدم ولباس من یک کلاہ ویک چادر ویک پاجامہ بود بطرفیکہ متوجہ شدند من نیز

ہمپا بودم پیشتر درراہ شخصے ملاقی شد بوے فرمودند کہ بر دروازہ خانہء این یعنی حضرت مولانا صاحب رفتہ باظہار آر کہ منتظر نباشید کہ تا کوٹ شجاع آباد میرویم وچوں قدر مسافت قطع شد آنحضرت ٹکڑ ہائے حضرت خواجہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ باخود داشتند قدرے خود تناول فرمودند وچیزے مرا عطا فرمودند کہ خوردم ودران روز در راہ مذکور کہ گرمی آفتاب بشدت تمام بود برین فقیر گلیمے کہ از جامہ ہائے تبرکات شیخ خود حضرت قبلہء عالم ساکن مہاران رضی اللہ عنہ کہ آنحضرت را حضرت مرشد خود حضرت مولانا محبّ النبی مولوی فخر الدین محمد رضی اللہ عنہ رسیدہ بود مرتب ساختہ بودند وموجود بود مرحمت کردند کہ پارچہائے گلیم مسطور حضرت خواجہ حافظ نور محمد رضی اللہ عنہ را در وقت حالت از حضرت مولوی صاحب رسیدہ بود وآنحضرت بر حضرت قبلہء من بخشیدہ بودند پس آنحضرت گلیم تیار کردہ بودند کہ بر من کرم وامداد ساختند کہ من روز تزوج برتن خود پیچیدہ بودم پس آن روز کہ درراہ مذکور امداد فرمودند کہ از گرمی روز بر خود سایہ بان سازم تا من از حرارت روز محفوظ ماند من اورا پیچیدہ درکنار گرفتم چوں بحضرت میاں صاحب مولوی علی محمد لابری رسیدیم اوشان براتیاری ناں فرمودند آنحضرت در جواب فرمودند کہ ناچیزے خوردہ ایم پس از ان پیشتر روانہ شدیم بوقت عصر در کوٹ شجاع آباد داخل گردیدیم وسبب تشریف بری حضرت قبلہ درکوٹ محض بنا بر ملاقات شخصے سر برآوردہ بود کہ درنزدیک کوٹ مذکور ساکن بود وہنگام شب در مسجد یکہ کہ درکوٹ مذکور بود اتفاق مبیت افتاد مردمان حضرت قبلہ را غمض کردن آغاز کردند۔ شخصے را فرمودند کہ خدا بخش را غمض بکن آن شخص نزد بمن آمدہ بنشست وغمض کردن شروع کرد در اندام من درد پیدا میشد از جہت ادب تمام طاقت منع آن نماند ناگہان شخصے آمد کہ آنحضرت قبلہ

برائے ملاقات او برخاستند من نیز برائے متابعت حضرت قبلہ برخاستم باز نخفتم روزے
نقل فرمودند کہ روزے حضرت قبلہء عالم ساکن مہاران از قریہ ماڑی کہ بیست کروہ از
مہاران میشود و درراہ پاک پٹن شریف است باز گردیدند و مرا در دل آمد کہ اگر اسپ
برائے سواری بمن حوالہ فرمایند تیز و سبک کردن او از من چگونہ خواہد شد مرا اسپے بدادند
کہ تیز رفتار بود و خود براسپ سبک روسوار شدند و درراہ شخصے مولوی الیاس نامی ملاقی
شد کہ خوش باش بود آنحضرت عزم جائے او کردند و بدان طرف اسپ را براندند آن
شخص از طریق خوش باشی گفت کہ راہ بدین طرف است آنحضرت فرمودند شعر

ہزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد فدائے یک تن بیگانہ کاشنا باشد

ومن گفتم کہ بر ہر کسے کہ کرم فرمایند طالع ہمون شخص است وہم فرمودند کہ
حضرت نواب صاحب جیو رحمتہ اللہ علیہ روزے نزد پادشاہ نشستہ بودند و عہدہء وزارت
مید اشتند ومردمان از خشک سالی و نہ باریدن باراں شکایت میکردند حضرت نواب
صاحب فرمود کہ فردا بارش باران خواہد شد مردمان تمامی متعجب ماندند کہ اینچنیں امرغیب
گفتن مناسب نبود چون فردا شد حضرت نواب صاحب رحمتہ اللہ علیہ علماء و فقرا را دعوۃ
کردہ طعام بسیار مکلّف از جنس پلاؤ قلیہ وغیرہ تیار کنانیدہ در صحرائے میرفتند کہ در نواحی
آن آب موجود نبود چون ہمگی مردم از فقراء و علماء طعام بخوردند و آب طلب کردند
حضرت نواب صاحب فرمود کہ آب از خدائے تعالیٰ طلب کنید ناگاہ از غیب بارش
باران رحمت الٰہی پیدا شد کہ زمینات وتمامی مردم سیراب شدند وھم حضرت قبلہ رضی اللہ
عنہ فرمودند کہ روزے واعظے وعظ میکردند کہ ہر کہ بروز جمعہ فوت شود او را چنین درجہ
است وچناں ثواب شخصے درگردن خود سبوئے پر کردہ از ریگ انداخت و در آب بسیار

وعمیق درآمد وغرق شدن گرفت میاں محمد یار کہ خادم آنحضرت بود متنبہ شدا ورا برون آورد وہم فرمودند کہ روزے حضرت نواب صاحب رحمہ اللہ بخدمت قبلہ ء عالم ساکن مہاران رسیدند وغزلے تصنیف کردہ بودند کہ عزم شنوانیدن آن بحضرت قبلہ ء عالم میداشتند وچون از مجلس خود آنحضرت عزم برخاست کردند این مصراع نوشتہ بحضور حضرت داشتند مصرع:

خدارا سوئے مشتاقاں نگاہے

پس آنحضرت لنگی مبارک خود برکمر بستہ آنچہ نواب صاحب نوشتہ بودند بمن دادند مرا معلوم شد کہ مرا اجازت است کہ ہمراہی آن حضرت روم پس ازاں بطور اشارت عرض کردم کہ اگر عزم ترخص باشد کفش مبارک برداشتہ راست نمایم اشارہ فرمودند کفش راست کردم برخاستہ برمکان نواب صاحب رفتند یک نواب صاحب ویک ایں غلام ودیگر حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ وقوالان نواب صاحب غزلہا گفتند ومجلسے خوش شد بعدازان شخصے غیر رسانید کہ شخصے از امیران بخدمت آن حضرت قبلہ برائے زیارت آمدہ ومنتظر نشستہ آنحضرت فرمودند کہ الحال وقت نیست تاکہ مجلس تمام شد وہم نقل فرمودند کہ حضرت قبلہ ء عالم بطرف قبلہ ام سہ نفر طالب العلم فرستادند کہ بایں دعاگو سپردایشان بکنند کہ در تعلیم ایشان قصور نمایند ایں دعاگو کہ بر تمعنی مطلع شد خیال کردکہ مبادا حضرت قبلہ در مسجد من تصدیع کنند من خود بخدمت حضرت قبلہ مشرف شدہ تسلی واقعی بطالبان علم نمودم آنحضرت بجناب حضرت قبلہ ء عالم نوشتند کہ ماخدابخش را حوالہ ء طالب علمان نمودیم چوں آں مرقوم بحضرت قبلہ ء عالم رسید آنحضرت وحضار مجلس متعجب شدند کہ استاد را حوالہ ء شاگردان کردہ اند وبسیار خورسند گشتند ونیز فرمودند کہ

حضرت مخدوم شرف الدین حسین رحمۃ اللہ علیہ عالم بودند و شغل علم حدیث بسیار مے
ساختند چنانچہ بسیار ملایان بحضور ایشاں مے آمدند و در ظاہر چنان معلوم نیشد کہ ایشان
میخوانند و شاگرد ہستند فی الحقیقۃ حضرت مخدوم صاحب استاد بودند و فائدہ علم بملایان
مے دادند و ہم فائدہ دنیا بایشان مے بخشید ند کہ بعضے پنج روپیہ در ماہہ میگرفتند و بعضے سہ
روپیہ و بعضے دو روپیہ در ماھہ مقرر میداشتند نقلست کہ روزے میاں صاحب میاں غلام
رسول مجاور حضرت قبلہء عالم مہاران والا بحضرت قبلہ ملاقات کرد و گفت کہ شمار اضعفہ
بسیار است و حالانکہ دوائی نمیکید آنحضرت فرمود کہ اگر کسے مرا نوشتہ بدہد کہ ترا باین
دوا صحت خواہد شد آن دوا خواہم کرد و فرمودند کہ من قصد این دارم کہ گرسنگی اندک شود نہ
آنکہ بسیار شود و ہم فرمودند کہ روزے شخصے گفت کہ نزد من دوائیست مقوی کہ وزن
یکروپیہ مقابل یکروپیہ میدہم اگر صلاح ذات شریف باشد بگیرند و بر خس کاہ برداشتہ
در یک بتاسا بیند ازند و بخورند قوۃ بسیار خواہد بخشید ناگہان شخصے بتاسہا باندازہ پنج قصیرہ از
بازار خریدہ نزد من آورد من آنجملہ دوا را در بتاسہا انداختہ و کوفتہ ہمہ را یکبار بخوردم و در
دل کردم کہ کدام کس باشد کہ ہر روز حرج کند و اسباب تازہ مہیا سازد بعد ازان کسے
پرسید کہ چیزے فائدہ دوا عائد شد یا نہ فرمودند کہ ہیچ نے روزے این بے ہیچ بحضور
آنحضرت عرض کرد لعاب بہدانہ برائے سرفہ خشک کہ عارض است و تمام ماندگی لاحق
است بگیرند ایں بیت مثنوی شریف فرمودند بیت:

اے دوائے نخوت و ناموس ما — اے تو افلاطون و جالینوس ما

کہ اشارہ بعشق الٰہی است و ہم فرمودند کہ من دوائے برائے اشتہا گاہے نکردم نہ
ہم برائے قوت باہ دوائی نہ کردم اگر کدام دوا از جائے بدست مے آمدہ دیگر را مے

دادم و بحضور آنحضرت میاں خواجہ المعروف بعبد اللہ بعرض رسانید کہ از حضور یادمیدارم
کہ از زبان معجز بیان فرمودہ بودند کہ ہرگاہ خدا تعالیٰ کسے را دولت عطا فرماید آن شخص
آنرا بر چند چیز صرف مینماید بنائے خوب وغذائے لذیذ وقوۃ باہ و نکاح زن دیگر و
آنحضرت قبلہ رضی اللہ عنہ میاں عبداللہ را در جواب فرمودند کہ مرا ازینہمہ یک علت
ست کہ بسیار دراز الہ میکنم اما زائل نمیشود وآن بنائے مکانات ست پس این بے ہیچ
عرض نمود کہ درین فیض از حد وافراست زیرا کہ بنائے مکانات حضور بنا بر کارگزاری
مہمانانست یا فیض عام است چنانچہ مکانات خانقاہ ہائے مطہرہ وچاہان ومساجد وغیرہ
ونیز در بنائے اسراف نمیفرمایند کہ حسن عمارت باشد یا تکالیف بے فائدہ وہم فرمودند
کہ خلیفہ کلان حضرت قبلہء عالم نارو والہ صاحب رضی اللہ عنہما تیاری بشادی فرزند خویش
ساختند واسباب مطلوبہء شادی ہرچہ بود جمع کردند ناگہان مردم بلوچان کہ بدزدی
وغارت معروف بودند آمدہ ہمگی بغارت بردند وشخصے از ایشان در حجرہ حضرت موصوف
بیامد وہر چہار طرف نگاہ کرد چیزے نیافت وقبل ازین خادم آنحضرت لنگی ملبوسہ
آنحضرت را در سبوئے خالی انداختہ سبو را سرنگوں ساختہ بود چون دزد مذکور قصد تہی
رفتن کرد آنحضرت اورا بخواندند وفرمودند کہ دریں سبو لنگی افتادہ گرفتہ برو ہمچناں کرد
وبرفت بعدہ فرمودند کہ حق تعالیٰ کارساز است اتفاقاً بامر الٰہی در میعاد مجوزشدہ شادی
بسرانجام رسید واسباب زیادہ از سابق میسر شد۔ روزے این کاتب الحروف ومخدوم
صاحب مخدوم سید حامد جیو را در باغیچہ ظریف خان بشرف ترخیص ممتاز فرمودند وخود
بطرف کسے داعی صاحب دعوت میرفتند از ملتان واین بے ہیچ معروض نمود کہ رخصت
بدنی باد ورخصت روحانی مباد فرمودند شعر:

قرب روحی بشما دارم وفقد بدنی ہمچو در وقت نبی خواجہ اویس قرنی

وہم در خانقاہ مبارک حضرت قبلہ خود رضی اللہ عنہ ایں بے ہیچ را فرمودند کہ مرا تا کجا خواہی رسانید این فقیر گفت ہر آنچہ مرضی مبارک حضور باشد ایں مصراع فرمودند:

نہ مثل زبیدہ است ہر بیوہ

کاتب الحروف میگوید کہ دریں مصراع امید کہ اشارہ باشد باین حدیث کہ **علیکم بدین العجائز** واللہ اعلم روزے فرمودند کہ چون در حضور حضرت مولوی صاحب محبّ النبی مولوی فخر الدین محمد صاحب رضی اللہ عنہ کسے را کسے شخص تپانچہ برروئے میزد خفگی ظاہر میکردند وہم فرمودند کہ این تعویذ اسم ذات باین طور اللہ
اللہ
اللہ

از خواجہ قطب الدین بختیار اوشی کاکی رضی اللہ عنہ بحضرت خواجہ فرید الدین گنج شکر رضی اللہ عنہ رسید است وہم فرمودند کہ روزے حضرت قبلہء عالمیان حضرت شیخ خواجہ نور محمد رضی اللہ عنہ در ملتان آمدند وتمامی خلفا باحضرت بودند وباران اندک اندک نازل بود چون از ملتان روانگی فرمودند این فقیر دنبال آنحضرت برفت چون بباغ شیر خان رسیدند اسپ سواری خود را ایستانند ہمہ مردم منتظر استادند کہ برائے چہ استانیدند پس این فقیر را رخصت فرمودند ودو روپیہ بطریق انعام مرحمت فرمودند ومرا انتظار برادرِ خود کہ مریض افتادہ بود وہم فرمودہ بودند کہ اینکہ در مردمان مشہورست واکثر میگویند کہ ''امان ما حوالہ خدائے تعالیٰ'' خوب لفظ است وبنا برآن این حدیث

وَاَنَا اَشْهَدُ بِمَاشَهِدَ اللّٰهُ بِهٖ وَاَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ هٰذِهِ الشَّهَادَةَ وَهِیَ لِیْ عِنْدَهٗ وَدِیْعَةٌ

بعدۂ

شَھِدَ اللّٰہُ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِماً بِالْقِسْطِ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۝

فرمودند کہ وقت خواب خواندہ شود وہم برین قصہ کہ در ''عوارف شریف'' است میفرمودند کہ دو شخص در زمان حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہ پسر و پدر بودند و با یکدیگر اشبہ بودند نزد حضرت عمر رضی اللہ عنہ آمدند آنحضرت ازین سبب پرسیدند آن شخص کہ پدر بود گفت کہ من مرد بازرگان بودم و بتجارۃ میرفتم یکبار زن من حاملہ بود باین پسر و من چون روانہ شدم گفتم کہ این حمل زن را حوالہء خدائے تعالٰی کردم و برفتم و چون از سفر باز آمدم زن من مردہ بود پرسیدم کہ حمل او کجا است گفتند کہ زن تو حاملہ مردہ است چون در گورستان رفتم آواز کودک از قبرے آمد چنانچہ دیگران ہم شنیدند قبر را کندیدیم واز و کودک زندہ بیرون آوردیم آواز آمد کہ حمل این زن حوالہء ما کردہ بودی اگر زن را حوالہء ما میکردی بتو سلامت میرسانیدیم ایں ہمون پسر من است وہم میفرمودند کہ حال من چوں حال حجر اسود است کہ او را مے بوسند و او سیاہ است کاتب الحروف میگوید کہ امید است کہ این گفتہ چون گفتہء شیخ ابو مدین مغربی است کہ مے گفت حال من چوں حال حجر اسود است یعنی ہر چہ دارم از خود ندارم بلکہ این سیاہیء من از اعمال خلق است وہم میفرمودند کہ حال من چون حال آن شخص است کہ از حق تعالٰے بجز این سہ دعا نمے خواست کہ یا رب ابلیس را مرگ دہ یا دوزخ را فرونشان یا جسم من چنان پہن و فراخ کن کہ دوزخ را پر کند تا دیگر کسے عذابِ دوزخ نہ چشد یعنی حال من آنست کہ میخواہم کہ کس از عذابہا فارغ باشند و ہر چہ تکلیف و عذاب باشد بر من باشد وہم فرمودند کہ

شخصے طعن کرد بر شخصے کہ میخواند این مولود شریف کہ:

شدرخ یار بے حجاب صل علیٰ محمد

پس من اورا گفتم کہ ہیچ فہمیدی این معنے را کہ طعن کردی پس مرا حضرت ناروواله صاحب فرمودند کہ درین باب گفتگو کردن مناسب نیست وبنابرین چون مولوی احمد یار از فتح آباد آمدہ بود و دیگر مولوی کہ غلام محمد نام داشت ظاہر اودر باب وحدت وجود وغیرہ جنگ میداشتند و برمکان خانقاہ حضرت قبلہء عالمیان شیخ خواجہ حافظ نور محمد رضی اللہ عنہ طریق جنگ وجدل شروع کردند این بے ہیچ نیز با ایشان گفتگو میکرد ومرا بطریق وعظ فرمودند کہ درین باب گفتگو کردن مناسب نیست لکم دینکم ولی دیــــن وہم بنابر نیست کہ چون مولوی قاسم بمولوی عبدالرحمٰن بھڈیرا طریق سوال و جواب آغاز کرد در باب وحدت وجود این بے ہیچ قصد تماشائے شنیدن سوال وجواب ایشان کرد، مرا منع فرمودند وہم فرمودند کہ شخصے از مریدان شیخ المشائخ مولوی فخر الدین محمد دہلوی رضی اللہ عنہ کہ صاحب خوارق عادات بود واسم او مولوی محمد اصلح بود نزد حضرت قبلہ عالم حضرت شیخ خواجہ حافظ نور محمد رضی اللہ عنہ گفتگوئے از کرامات خود میکرد کہ من چنان کردم ومن چنین کردم آنحضرت فرمود کہ تاہنوز شما درین مقام باقی ماندید پس او بسیار شکرانہ کرد وبگناہ خود اعتراف نمود وہم نقل فرمودند کہ شخصے از مریدان حضرت قبلہء عالمیان کہ بعد از ہشت پاس نان میخورد روزے شخصے برو داخل شد کہ چندین مدت نان نخوردہ بود نان خود باو داد او باز چون شانزدہ پاس شد شخصے سائل آمد نان خود باو حوالہ کرد وخود ہیچ نخورد ہمچنان تا ہشت روز ہمچنان کرد کہ خود نان نخوردہ وقوۃ او بحال بود واو ہشتم روز بخدمت حضرت قبلہء عالمیان برائے زیارت مے آمد چون آمد

زودنان برائے او آورانیدند وفرمودند کہ چندین مدت گرسنہ ماندن گناہ است چہ موجب فخر وعجب نفس است وہم قاضی سلطان اعظم رحمہ اللہ کہ از خویشاوندان حضرت شیخ علی حیدر بود فرمودند کہ روزے کہ سنگہا تخریب قلعہ ملتان وغارت آن کردند حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ مع خویشاوندان بعد از تفرد وتجرد حال نزدیک خانقاہ مبارک حضرت قبلہ حافظ محمد جمال ملتانی رضی اللہ عنہ در یک حویلی نزول فرمودند وعازم طرف بہاولپور بودند وتان ہمہ کسان از متعلقان آنحضرت قطب الدین خان قصوریہ مے فرستاد ومیگفت کہ شما بطرف قصور یا لاہور بیائید وحضرت قبلہ رضی اللہ عنہ امتناع میفرمودند کہ ما عازم بطرف بہاولپور ہستیم روزے عبدالصمد خان آدم خود فرستاد کہ حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ در جائے او بروند چون آن آدم پیغام داد حضرت قبلہ امتناع فرمودند وجواب صاف فرمودند واو برفت بعدہٗ بیاران خود فرمودند کہ وقت تجرد وتفرد حال رفتن مناسب نیست وایں بیت فرمودند:

گر گدا پیش رو لشکر اسلام بود　　　کافر از بیم توقع برود تا دژ چین

وخود بیان فرمودند کہ کافر از بیم توقع یعنی سوال نہ از خوف صلاح وہم منقول است کہ در ایامیکہ حضرت قبلہ حافظ محمد جمال ملتانی رضی اللہ عنہ بزیارت حضرت قبلۂ عالم رضی اللہ عنہ علی التوالی آمدورفت میداشتند یک نوبت حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ عزیمت روانگی از ملتان بتقریب زیارت حضرت قبلۂ عالم مصمم مے داشتند کہ اتفاقاً دران ایام یک افغان ملا کہ در عرف اخوند میگویند ساکن ''اندرکوٹ'' کہ کتاب ''خلاصۃ الحساب'' از حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ مے خواند روزے در خدمت حضرت بیان نمود کہ من در یک کتاب فتاوی مسئلہ عجیبہ دیدہ ام کہ شخصے فوت شد کہ برادر عینے خود وبرادر زوجہ خود

گذاشت برادر عینی اومحروم است و برادر زوجہ او ہمہ متروکہ اومیگیرد نا گہانے دران ایام روانگی حضرت قبلہ از ملتان روانگی میاں صاحب والامناقب مولوی عبدالرزاق جیو کہ ساکن قلعہ میلسیان اند بصوب مہار شریف بوقوع آمد حضرت قبلہ و مولوی موصوف بزیارۃ قبلہء عالم مشرف شدہ بعد از چند روز مرخص شدند واز مہار شریف بطرف ملتان روانہ گردیدہ ہمروزہ در قریہ دبیل کہ قریب موضع چھومن کہ از اہتمام حاصل پور است رسیدند دو بر چہار پائی ہا دراز شدند کہ ہموں وقت ملائے مسجد مذکور سلطان نامی آمدہ بطرف پائیں حضرت میاں صاحب میلسیان والانشست و غمض اعضائے آنحضرت میکرد و بشوق تمام و بجنبش اعضا ہمین ابیات انواع خواندن گرفت کہ:

اے ماماہوں چاچا تیرا تیکوں سڈے بابا میرا

سوری ہووے ڈاڈا تیرا

ا یہ معما سنیو بھائی ہکو سوہرا ہکو جوائی

ایہ عجائب ہین سمجھ آئی سکی نانی سکی بھرجائی

ایہ عجائب سن توں بھیا! سکا ڈاڈا سکا بھنڑ ویا

سنیو لوگو ! ایہ معما اوہی سس تے نوہ سکی اماں

جیکوں ملاّ کرے بیان وڈّہی عاقل کھڑا پہچان

وطریق افتخار میداشت کہ ہمین ابیات بسا مشکل است چگونہ ایشان بیان خواہند کرد میاں صاحب میلسیان والا از استماع ہمیں ابیات متعجب و متفکر بودند کہ ہموں وقت از زبانِ معجز بیان حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ فرمودند آرے ہمیں ابیات عجیب اند لیکن صورت دیگر ہم بسیار عجیب است کہ شخصے وفات یافت و برادر عینی خود برادر زوجہ خود گزاشت برادر عینی اومحروم ست و تمام متروکہ او برادر زوجہ او میگیرد ہموں ملا سلطان

نامی کہ ابیات مذکورہ میخواند بمجر داستماع صورت مذکورہ از زبان حضرت قبلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آہ سرد برآورد ہر دو دست برران خود زدہ گفت ھے ھے ہمین شخص ہمین صورت ابیات بیان نمود حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ از ہمیں گفتن معلوم کردند کہ شاید ہمین صورت ابیات در ضمن ہمین صورت میراث راست گردد پس باد نی التفاتے وتوجہ تمامے صورتہائے ابیات در ضمن ہمون صورت میراث استنباط نمودند وبیانش آنکہ مثلاً بخشو وگامان کہ بخشو پدر گامان است ہر دو مثلاً از لاہور آمدند وعظمت وولایت کہ عظمت بنت ولایت بود در ملتان بودند کہ بخشو بعظمت نکاح کرد واز وعیسےٰ متولد شد وگامان بولایت نکاح کرد واز وموسےٰ تولد شد پس برادر عینی بخشو عمر نام وارث بخشو نمیشود وبرادر زوجہ او کہ موسیٰ است وارث ست زیرا کہ ابن الابن است وعیسیٰ موسیٰ رامیگوید کہ تو خال من ہستی و من عم تو میخواند ترا پدر من واو جد تست وہمیں جد پدر زوج ولایت ست وہم داماد است او را وہم اوزوج خواہر موسےٰ است کہ عظمت است ولایت مادر مادر عیسے است وہم زوجہ برادر علی او است کہ گامان است وعظمت کہ بنت ولایت است مادر زوج ولایت است وولایت کہ مادر عظمت است ہم زوجہ ابن او است بخشو بن گامان۔

گاماں بن بخشو

(نکاح) (نکاح)

ولایت مادرِ عظمت

(ابن موسیٰ) (ابن عیسیٰ)

بہٰذہ الصورت وہم از زبان مبارک آنحضرت شنیدم کہ فرمودند کہ یک ہمسایہ

مابودکہ درخانۂ جنگ وجدال اواز برائے نماز بود چون بسیار ضعیف شدوطاقت اور انماندا ثر درمسجد میبود یک شب نماز عشاء تیار بودواوبسیار شائق جماعت بودوقوت نداشت واز سبب گرسنگی میگفت ''بکھ وو بکھ'' ''نماز وونماز'' بار بارمے گفت من پیالہ دردست گرفتہ بخانہ ہمسائگاں میرفتم و میگفتم کہ کسے بھت پختہ کردہ باشداز خانۂ یک ہمسایہ کہ بھت پختہ بودند از وشان گرفتہ اورا دادم واوخورد بعدہ نماز خواند کہ قوت دراعضائے اوپیداشدواین قصہ درزمانے کردہ بودند کہ قوت آنحضرت بسیارکم شدہ بود وطاقت خوردن نان نداشتند کہ گویا اشارہ میفرمودند بحال خود کہ کسے باشد کہ غور پرداخت کارماکندوحال آنکہ اندک کس بود کہ بحال آنحضرت ملاحظہ کردہ خدمت بطریق احسن کند بلکہ ہرکس درکاروبار خود مست بودوہم درسفر میفرمودند آنچہ در''صواعق محرقہ'' است کہ دو شخص بودند درسفر بایکدیگر جمع شدند وشروع درخوردن نزدیک بودکہ کنند یکے راپنج نان بود دیگرے راسہ نان ناگہان شخص مہمان رسیداونیز بایشان ہم خوردچون ازخوردن فارغ شد ہشت درم دردستارخوان گذاشت ورفت آن شخص کہ صاحب پنج نان بودصاحب سہ نان راگفت سہ درم توبگیروپنج درم من بگیرم اوقبول نکردوگفت کہ من بقاضی میروم والانصف توبگیرونصف من بگیرم اوگفت نزد قاضی برویم چوں نزدقاضی رفتند قاضی گفت این شخص کہ صاحب سہ نان ست یک درم بگیرد وصاحب پنج نان ہفت درم بگیرد حساب ہمیں طوراست وصورت فہم این مسئلہ چنان فرمودند کہ چون سہ شخص ہفت نان خوردند ہریک ازایشان دو دوثلث نان وددودونان خوردندپس آں شخص کہ صاحب سہ نان بودازنانہائے خودباقی نگذاشت مگر یک ثلث نان کہ آنرامہمان خوردوصاحب پنج نان باقی گزاشت برائے مہمان ہفت

ثلث نان کہ مجموع آن دونان و یک ثلث نان است پس ثمن ہفت ثلث نان ہفت درم
است دثمن یک ثلث نان یکدرم است پس ہفت درم صاحب پنج نان راباشد و یکدرم
صاحب سہ نان راباشد وہم از آنحضرت شنیدم کہ میفرمودند کہ درزمانے کہ ما کتابہا
خواندیم چنان مطالعہ میکردیم کہ چوں سبق میخواندیم استاد ہر کس واہ واہ میکرد باز
آنرانمے دیدیم وبیشتر مطالعہ میکردیم وہمچنیں یاددارم کہ فرمودند کہ روزے درراہ ملتان و
خیر پور میرفتیم ومراتپ واسہال بود درراہ یکجا رسیدیم کہ درانجا یک سید صاحب بود کہ
پیشتر از من درملتان میخواند ودرراہ برسر دیوار نشستہ وگفت مراکہ چھاہ ے نوشی گفتم بلے
چرانے نوشم چھاہ آوردنوشیدم تپ واسہال من دفع شد نقلست کہ روزے آنحضرت در
مجلس مامردمان نشستہ بودند کہ یک شخص آمد خودراسید میگفت آنحضرت تعظیم وتکریم او
کردبنشست بے ادبانہ طورزانوئے خود برزانوئے آنحضرت کردبطور متکبران وازڈبی
ناسوار بیرون کردہ دربینی دادن گرفت چنان طور کہ ناسوار درہمہ مجلس بہوارفت
وآنحضرت بسیار آزارمند شدند وسرفہ مے آمد اما طاقت دم برآوردن نبود وہمہ اہل
مجلس ازادب آنحضرت اوراہیچ نگفتند کہ مبادا کہ آنحضرت خفہ خاطر شوند چنان حوصلہ
وحلم آنحضرت بود کہ آزار کسے نمیخو استند وخود تحمل میکردند روزے درخیر پور بودم برمکان
آنحضرت وآنحضرت اندرون خانہ بودند مرادردل آمد کہ امروز درملتان بخانہ خود مے
بودم سینویان میخوردم ہمون وقت از اندرون آواز دادند کہ عبیداللہ! چون بردروازہ
رسیدم طبق سینویان مرادادند کہ بخور بخوردم، نقلست مشہور کہ بطرف غربی خیر پور درقریہ
بھوہریابانری مردمان چاہ کندیدند چون چاہ فراآب رسید آب اوتلخ بود آنحضرت
راگرفتہ رفتند آنحضرت فرمودند بعد جستجو کہ چاہ دربنجابکاوند ہمچناں کردند آب خوب برآمد

وہم مشہور است کہ چون دریائے گھارانزد دور پور رسید وزمین ہاں وور ختہا منہدم میساخت آنخضرت رابرلب دریا بردند فاتحہ فرمودند یادعائے دیگر خواندند ودرانجا کہ چہار پائی آنخضرت نہادہ بودند بازازانجا پیشتر دریانیامدوچوں ایں فقیر کاتب الحروف اول باراز احمد پور بخیر پور برائے زیارت آنخضرت رفتہ بودم بوقت مغرب یاقدرے بعدازان باشد کہ داخل مکان آنخضرت خود یک چہار پائی آوردند کہ ریسمان ہائے آن کہنہ وریختہ بود بازدیگر چہار پائی آوردند آن نیز مانند اول شاید کہ ہمون وقت موجود ہموں چار پائیہا باشد بازاندرون رفتند نان آوردند بکسے نان خورش شلغم خشک پختہ بودیاسبز، خشک یادیگر چیز تا کہ ہمہ کارہاخود کردند دیگر کسے از خدام ودیگر متعلقان کسے موجودنبود،دران وقت ہم ضعف بسیار بود کہ آوازہائے بیطاقتی ازان حضرت مے اختیار صادرمیشد حکیم خدابخش رحمہ اللہ نقل کردہ کہ روزے نان معہ ماہی پختہ از خانہ او بحضور آمد اہل خانہ آنخضرت وخود آن قبلہ یکجا تناول فرمودند مائی صاحبہ فرمودہ کہ دوغ ومصالح در ماہی خوبست فرمودند از گفتہ شما ماراہم لذت دوغ ومصالح آمد بیشک خوب است وہم حکیم مرحوم نقل کردہ کہ کشف بسیار امور برذات آنخضرت حاصل بودلیکن بسیاراحتیاط مے فرمودند کہ ظاہر نشود وبرزبان نمے آوردند درجہان ہمچو عوام زندگانی میکردند روزے درملتان درزمان حکم اہل اسلام بمولوی صاحب مولوی غلام محمد کہ خواہر زادہ ایشان بود سبق مے گفتند ومولوی موصوف درخیالے نشستہ بودند دست مولوی موصوف گرفتہ فرمودند کہ دل راازمعاملہ لنگی فارغ کن کہ آن ہم خواہد شد الحال توجہ بسبق کن از گفتار خویش آنخضرت متحیر شدند کہ لفظ غیر معمول اززبان مبارک سرزدشد ومولوی موصوف از گفتار حضرت متعجب گردید وقصہ لنگی اینست کہ مولوی

موصوف نسبت داماد ے بحضرت قبلہ شیخ خواجہ حافظ محمد جمال رضی اللہ عنہ میداشت وشخصے دو لنگی بحضرت ایشان آوردہ بود نزد حافظ فلان امانت داشتند وقتیکہ مولوی موصوف بخدمت حضرت قبلہ حافظ صاحب رضی اللہ عنہ حاضر آید بحافظ موصوف فرمودند کہ یک لنگی بمولوی غلام محمد ویک لنگی بفلان دہ حافظ موصوف یک لنگی بمولوی موصوف داد وقتے کہ بخانہ آوردند معلوم نمودند کہ لنگی دوم عمدہ بود وریشم دار مولوی موصوف تعجب نمودند کہ من نسبت بحضرت مے داشتم واز حضور دادن لنگی مطلق بطرفین حکم شدہ بود حافظ موصوف لنگی بما کم قیمت چراداد کہ بدیگرے عمدہ خواہند داد بحضور عرض خواہم نمود وقت سبق خواندن مولوی موصوف درھمین خیال بود مولوی موصوف را تعجب آمد کہ ہر چہ دردل مے شمردم ایشان خبر دادند وہم حکیم خدا بخش فرمودہ کہ معلوم چنان میشود کہ آنخضرت گاھے دروغ برزبان مبارک نہ راندہ بودند چنانچہ روزے بعد از نماز مغرب بندہ خدا بخش مشرف بحضور بود کہ حافظ دائم شیرینی یک آنہ حساب آنخضرت موجب فرمودہ آنخضرت از بازار آوردہ عرض نمودہ کہ آوردہ ام برخاستہ فرمودند کہ این شیرینی ملک تو کردم دو مرتبہ فرمودند حافظ مذکور متعجب ماند فرمودند لفظ قبول کردم نمیگوئید حافظ موصوف گفت قبول کردم گوشہ لنگی فراز کردہ فرمودند تو بمادہ بد ادباندرون رفتند بندہ بگوش خود مے شنید کہ حضرت میفرمودند کہ مارا حافظ دائم دادہ معلوم نمودم یا اغلب کہ شنیدہ بودم کہ مائی صاحبہ میفرمودند کہ نمیخورم تو بے فائدہ مال خرچ میکنی ازین قصہ دو لفظ معلوم شد یکے آنکہ آنخضرت عالم بودند باینکہ از اندرون ہمیں لفظ خواہند گفت دوم آنکہ کذب نخواہم گفت حیلہء شرعی بحافظ دائم نمودند در تملیک شیرینی۔

وہم حکیم خدا بخش مرحوم نقل فرمودہ کہ بندہ خدا بخش نماز شام بذات مبارک حضرت میخواند امام گاھے دو رکعت وگاھے یک رکعت ادا میکرد کہ حضرت قبلہ از نماز بیرون مے آمدند وآن زمانے بود کہ استغراق بحدے تمام بود کہ قرأۃ نماز دیگرے میکرد۔ کہ مردمان میدانستند کہ از طاقت وہوش وحواس بیرون اند امام ہم متابعت مے نمود واز نماز بیرون مے آمد بمراتب ہمیں طور شد واز ضعف لفظ آہ آہ برزبان مے آوردند از طرف راست مولوی عبدالغفار مرحوم استادہ بود واز طرف چپ بندہ خدا بخش وامام مولوی محمد عثمان درین اثنا مولوی عبدالغفار مرحوم را یاد آمد کہ ڈوہر زیرین آنحضرت پاک نیست بیرون کردند و پارچہ پاک انداختند آنگاہ نماز گزاردند دانستم کہ درین امر حکمت بود۔ وہم حکیم خدا بخش نقل کرد کہ بندہ خدا بخش بحضور مشرف بود آنحضرت فرمودند کہ در تمام عمر کسے بازی نکردہ ام و مارا وقوف بازی یعنی لہو ولعب نمے آمد حتی کہ در طفلگی ڈیٹی ڈنڈہ چوبیں وگردگان ہم لعب نہ کردہ ام و مارا وقوف این ہم نمے آمد دانستم کہ ذات مبارک آنحضرت از لہو ولعب معرا بود، وہم حکیم خدا بخش نقل کردہ کہ روزے بندہ خدا بخش بحضور مشرف بود از زبان مبارک فرمودند کہ روزے در مسجد نماز شام گزارنیدہ بودم بجماعت بعد از فراغ فرض لفظ شروع سنن یا نوافل فرمودند بندہ را یاد نیست فرمودند کہ شروع نمودہ بودم پس پشت من میاں بہاؤالدین والد مولوی عبدالحکیم بسر خود نماز شروع نمود مارا ادب آمد کہ مرد سفید ریش پس پشت من نماز میخواند نماز شروع کردہ از انجا گزاشتہ جائے دیگر نماز شروع کردم میاں موصوف و حضرت چون از نماز بیرون آمدند میاں موصوف دعائے خیر کرد کہ ریش سفید مارا دیدہ پشت در نماز بسوئے ما نکردی حق تعالیٰ جزائے خیر وخوبی ءدارین ترا نصیب فرماید باین

چنیں سعادت وہم حافظ فلان کہ یکے از پیر برادران حضرت قبلہ رضی اللہ عنہ بود نقل میکرد از آنحضرت کہ آنحضرت میفرمود کہ یک شخص از ہمسایگان مابود کہ بازن خود فریب کرد از ومبالغ مہر بخشانید و چند فقراء را در خانہ خود نان خورانید وایشانرا گواہ مہر بخشانیدن بفریب کردہ وروز دیگر زن خود را طلاق داد اوصبر کردہ در خانۂ مابنشست مگر آن شخص بامرالہی دوروز دیگر در خانہ مع فرزندان خود کہ خانہ را آتش از غیب در رسید بسوخت آں شخص مع مال ومتاع وفرزندان ھلاک شد۔

نقلست کہ روزے آنحضرت نشستہ بودند کہ جماعتے مردمان خیرپور بایکدیگر مخاصمہ کردہ نزد آنحضرت بیامدند وآنحضرت بجلدی تمام دست درکیسہ انداختہ تسبیح خود بیرون کردہ طور وردخوانی آغاز نمودند وآن جماعت را باشارہ دست منع فرمودند تا معلوم کنند کہ آنحضرت حالاً درورد مشغول اند وآن مردمان معلوم کردہ بزودی بیرون رفتند کہ اکنون درورداند وقتے دیگر خواہیم آمد، القصہ باز نیامدند چون آن جماعت بیرون رفتند آنحضرت بحضار مجلس تبسم نمودہ فرمودند اگر اینچنیں نمائش ایشانرا نمے نمودم نزاع ایشان درازکشیدے، وہم معلوم باد کہ چون در روز کسے دوسہ تدارے آمد وخواہش او بآنحضرت شنوانیدن قصہ یاابیات میبودے شنیدند کہ اکثر سماع آنحضرت بجز درروز مشہور نہ شدہ وگاھے خواہش نکردہ بودند کہ قوالے آید ومارا چیزے شنواندالا درسفر کہ درشب ہم مے شنودند امایک شبے درخیرپور بودم وآنحضرت درخانہ بودند بعد عشاء کہ کسے شخص بیرون درمقام بیرونی ابیات باسرود گفتن آغاز کرد آنحضرت اندرون بے پیراھن بیرون آمدند بخفگی تمام ہمہ مجلس گریختند وہم چوں این کاتب الحروف توفیقیہ شریفہ راھندی منظوم نوشت وبحضور شنوانیدن گرفت فرمودند کہ دشوار کردی وچون این

فقیر رابرائے بیعت کردن مردمان رخصت فرمودند گفتند کہ تاشماہستید مراچہ مقدار است کہ بیعت کنم یا کسے راوردے از اوراد بگویم فرمودند شعر:

باطلست آنچہ مدعی گوید　　خفتہ راخفتہ کے کند بیدار

حاصل آنکہ در ہدایت شرط نیست کہ ہادی بظاہر ولی کامل بود واز گناہاں پاک باشد بلکہ کسے کہ ہادی علے الاطلاق حق را دانست وخود راگناہگار دانست واز خودی وخود بینی احتراز نمود وبمتابعت ولی کامل را در سلسلہ پیران داخل کند برائے خیر خواہی وکالتہً از پیر خود راگناھے نہ باشد وآخر ہدایت حاصل نخواہد گردید چنانچہ خفتہ خفتہ را لکد زند بے ارادہ واختیار او از خواب غفلت بیدار شود ولکد زنندہ ہنوز از خواب بیرون نمے آید وہم نقلست کہ چوں روزے آنحضرت در خانہ خود آمدند از اہل خانہ خود پرسیدند کہ چیزے خوردنی ہست مائی صاحبہ علیہا الرحمتہ فرمودہ کہ برنجھائے پختہ زیر صحنک افتادہ است آنحضرت چونکہ تناول کردند فرمودند کہ پارچہ گوشت گداختہ خوردم در برنجھا کہ گاہے مثل آن نخوردہ ام مائی صاحبہ علیہا الرحمتہ فرمود شاید کہ خمیر خوردہ باشد فرمودند کہ مراخبر نیست۔

وہم این فقیر بسیار دیدہ کہ درزمان ڈھیلہ کری آنحضرت ڈھیلہائے پختہ خرید کردہ میخوردند کہ سنت حضرت باباصاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بود کہ آنحضرت راباپیران خود بسیار محبت بود وہم منقول است کہ چون برعرس حضرت قبلہ خود رضی اللہ عنہ درملتان رسیدند روزے حضرت غلام مصطفیٰ خان کہ پیر برادر این فقیر وماذون بہ بیعت از آنحضرت بود وبا آن حضرت کمال دوستی میداشت از خانہ خود چیزے از شیر وبادام ونارجیل ومیوہا وشیرینی ہا پختہ کردہ یک کاسۂ کلان باکوشش تمام آورد وبحضور داد

آنخضرت وغیرہ حاضران مجلس ازان کاسۂ مذکور چنانکہ عادت آنخضرت بود خوردند
بعدہ مائی صاحبہ اہلخانہ حضرت قبلہ آنخضرت حضرت حافظ صاحب محمد جمال جیو رضی اللہ
عنہ از ایشان برسانید کہ نان بیائید فرمودند کہ ماقدرے از برنجہائے پختہ کہ روغن دران
اندک بود خوردہ ایم وہم نقلست کہ روزے آنخضرت کسے جامہمان بودند صاحب
دعوت بشب از خوشی واستعجال تمام درکٹورہ شیر انداخت کہ دران حفص خشک چسپیدہ بود
وبخیال او نیامد ودران بتاسہا انداختہ حل کردہ آوردو بآنخضرت داد آنخضرت نیمہ یا
قدرے کم یازیادہ ازان بنوشیدند بعدہ بمولوی صاحب عبدالغفار صاحب رحمتہ اللہ علیہ
کہ از آنخضرت مجاز بہ بیعت بودند دادند چون مولوی صاحب بادہن آوردواند کے
بازبان چشید از دہن بیرون کردند واخ اخ میکردند حاصل این قصہ آنکہ استغراق
درمشاہدہ چنان بود کہ **لا یـذم ذو اقـا** کہ از آنخضرت صلے اللہ علیہ وسلم منقول است
ودیگر اخلاق حسنہ ہمہ از آنخضرت ظاہر بود چنانچہ سعدی علیہ الرحمتہ فرمودہ شعر:

این مدعیان در طلبش بےخبر انند　　　کان را کہ خبر شد خبرش باز نیامد

وہم فرمودہ شعر:

یکے باز را دیدہ بردوختہ　　　دگر دیدہا باز و پر سوختہ

من لـم یـذق لم یدر یعنی کسیکہ نچشیدہ ندانست وہم منقول است کہ روزے
اہل خانہ آنخضرت تکی کرپاس برائے فروختن آنخضرت رادادند آنخضرت درمسجد
مدرسہ خود آمدہ جامہ برفقراء حسب الحاجتہ تقسیم کردہ دادند وچوں اہلخانہ قیمت کرپاس
طلب کردند فرمودند کہ کسیکہ خریدہ است قیمت خواہد داد چون چندروپیہ از کسے جافتوح
رسید باہلخانہ دادند وہم آنخضرت میفرمودند کہ مرا یک روز نماز عصر فراموش شدہ بود کہ

از خانہ بمسجد آمدم از مسجد بخانہ پس نماز فراموش شد پس قضا کردم وہم روزے فرمودند کسے را کہ بتاسہا آورد کہ مراہیزم میباید وتو بتاسہا آوردی بتاسہا کہ از کسے کہ خریدہ آوردی بازدہ وفلوس از و برائے ہیزم بیاردو نیز روزے فرمودند کہ کسیکہ نزد ما بیائید کہ آن قدر بیارد کہ خود ہم خورد و ما ہم بخوریم وہم منقول است از آنحضرت کہ چون بعد غارت شدن ملتان بچیلہ واہن رسیدند وچند مدت آنجا اقامت فرمودند بعدہ کسے حاکم یا متعلق سرکار خان صاحب محمد صادق خان مرحوم درسرکار خبر کردو آن وقت زمین این روآب کنارہ درزیر حکم ایشان بود پس از سرکار محمد صادق خان مرحوم پروانہ برائے تعیین روزینہ وبرات صادر شد کہ بحضرت قبلہ ومتعلقان آنحضرت دہند۔ چون از آنحضرت اخراجات پرسیدند برابر ہر شخص از زنان ومردان یک یک پاء آرد صبح ویک یک پاء آرد شام شمردہ ہرچہ جمع شد فرمودند بطریق قناعت وہیچ ملاحظہ نام وناموس خود وعالیجاھے سرکار نکردند ہمچوں طالبان دنیا واہل ننگ وناموس واہل سرکار رشش آنہ روزینہ بناءً علیہ معین نمودند واگر کسے اہل طمع وطلب دنیا واہل ننگ وناموس بودے آخراندک درجہ بقدر سہ یا چار روپیہ روزینہ خرچ خود معین کنانیدے پس آنچہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرمودہ درملفوظات خود در مجالس وعظ وتذکیر کہ اگر یک صحابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درشما آید شما اورا مجنون مے پنداشتید واو بگفتے شمارا کہ ایشان یک لحظہ ایمان بخدائے تعالیٰ نیاوردہ اید برآنحضرت واہل خانہ صادق مے آید۔

وہم منقول است کہ چون تاریخ اول عرس حضرت قبلہ حافظ صاحب محبّ اللہ بالکمال حضرت خواجہ حافظ محمد جمال رضی اللہ عنہ آمد حضرت قبلتہ المریدین رئیس المتوکلین خواجہ سلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ برعرس مبارک آمدند وبحضور ایشان سماع باآلات

شروع شد حضرت قبلہ این فقیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ برائے علت آلات سماع نیامدند
حضرت خواجہ سلیمان رضی اللہ عنہ فرمودند کہ من بعد امروز گاہے برین عرس نخواہم آمد
پس ایشان بعد ازان بر ہیچ عرس آنحضرت نیامدند حسب الاقرار وبعد ازان بتائید منشی
غلام حسن علیہ الرحمتہ وغیرہم من الخلفاء آخر کہ معتاد بآلات بودند رسم آلات من بعد
در ہر سال قدرے مے بود وآنحضرت بعد غارت ملتان تا وفات اہلخانہ خود گاھے
برعرس نیامدند وچوں بعد وفات ایشاں مے آمد بقدر یکپاس در مجلس سماع نشستہ بودند
وبشب اصلا سرود بر خانقاہ مبارک معلوم ست کہ نشنیدہ بودند وہم منقول است کہ چون
برادر آنحضرت حضرت مولوی قادر بخش رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ رحمتہ واسعۃً وفات یافتند
وبر جنازۂ ایشان مردمان حاضر شدند آنحضرت منتظر بودند سبب انتظار پرسیدند فرمودند
کہ برادرم بیاید مردان گفتند کہ ایں جنازہ مولوی صاحب پس ازان نماز جنازہ خواندند
ونیز چون در ملتان مے آمدند یا کسے دیگر جائے میپرسیدند کہ این کدام مکان ست ونیز
امر متعلق بخیر پور در ملتان مے پرسیدند وبرعکس آن ومردمان میگفتند کہ این فلان جا
است حاصل آنکہ استغراق در مراقبہ چنان بود کہ امور مرئیہ بچشم نیز از چشم غائب
میشد۔ وہم منقول است کہ چون حضرت مولوی صاحب والامناقب مولوی عبدالرحمٰن
بھڈیرا رابسبب شکایت شاکیان سرکاری وبعض رعایائے خان صاحب محمد صادق خان
مرحوم حبس نمودند وجمیع علماء وفضلائے آن طرف ودیگر علما وملایان ومشائخ از ہر طرف
برائے گفتگو در سرکار برائے خلاص کنانیدن مولوی موصوف جمع آمدند ودر احمد پور د
موضع کچہری شروع گفتگو کردند ہر کسے مشورہ ومشاورت در سوال وجواب سرکار میکردند
آنحضرت ترک مشاورت کردہ در حضور حضرت خان صاحب مرحوم این ابیات

خواندن گرفتند۔

بامن اول آنہمہ رسم وفاداری چہ بود	بعدازان بیموجب چندین جفا کاری چہ بود
آشتی بگزاشتی تیغ جفا برداشتی	آن عنایتہا کجا شدواین ستمگاری چہ بود
حالیااین مردم چشمت بخوں آغشتہ اند	جان من واگوکہ چندین مردم آزادی چہ بود

چون این ابیات از زبان در افشان خود فرمودند خان صاحب مرحوم فرمود کہ بگزارید مولوی موصوف رابعد ازان خوانچہ خاص طعام خود باآنخضرت رضی اللہ عنہ فرستادو ہمہ کس از خادمان ومتعلقان آنخضرت راطمع بوددرآن طعام خاص طمع بود آخر آنخضرت آنہمہ طعام بمولوی صاحب مولوی غوث بخش رحمتہ اللہ علیہ کہ مرید حضرت قبلہء عالم رضی اللہ عنہ بوددرسرکار بسیار معتبر بود فرستاد ہمہ متعلقان وخادمان طامعان نومید ومحروم ماندند واین فعل وہمہ افعال آنخضرت خالی از حکمت نبود کمترین حکمت درین آنکہ فقرارابالذت نفس چہ تعلق وہم معلوم است کہ کسے نزدآنخضرت رضی اللہ عنہ سگ رازد چنانکہ آواز سگ بے اختیار اززدن مے آمد آنخضرت نیزلرزیدند وخفہ خاطر شدند۔

وہم منقولست کہ چون مریدان درتعمیر روضہ حضرت قبلہ حافظ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سعی نمودند ومیاں عبداللہ تاجر مرحوم رادرین باب تعمیر معتبر کردند بسیار مال خرچ کردند وہرگز تمامیت روضہ مبارکہ کہ بفکر نمے آمد مائی صاحبہ اہل خانہ حضرت قبلہ حافظ صاحب رضی اللہ عنہ ومعتبر درین امر حضرت قبلہ رارضی اللہ عنہ کردند حضرت ایشان فرمودند کہ من درین امر دخل آنوقت خواھم کردکہ ہرچہ کنم کسے برمن اعتراض نکند آخر آنخضرت دراندک مدت تعمیر روضہ مبارکہ کردند اما اولاً قبر بلند راکندیدند وقبر رابریک

بالشت تھلہ بنا کردند و برابر قبر مبارک از روضہء مبارک رخنہ نہادند کہ باران و باد و روشنی آفتاب از آن رخنہ افتد و موجب نزول رحمت گردد و ہم آنحضرت فرمودند کہ بسیار میباشد کہ من بر کسے عزم خفگی میکنم ناگاہ از من تبسم صادر میگردد و ہم نزد آنحضرت روزے کسے شخصے را میخواند کہ نام او خدا بخش بود آنحضرت میفرمودند کہ جیو بار بار او چنیں میگفت و آنحضرت نیز جیو گفت حاصل آنکہ اجابت دعوت فرض ست و آنحضرت را این خیال نبود کہ من مولوی و بزرگتر مردمان ہستم مرا کسے بنام فقط نخواہد خواند و ہم آنحضرت میفرمودند کہ اشیائے خود را از ہمہ کس محافظت باید کرد و ہمہ کس را قبل از ضائع شدن چیز دزد باید فہمید و گمان بد باید کرد کہ این گمان بد کردن گناہ نیست و میفرمودند شعر:

نگہدار آن شوخ در کیسہ در　　　کہ داند ہمہ خلق را کیسہ بر

وہم میفرمودند کہ وقتیکہ کمال صحت و قوۃ باشد اعتماد بر صحت و قوت نباید کرد و موت را نزدیک باید دانست و چون ضعف کمال باشد و مریض قریب الموت باشد احتمال حیات باید داشت وہم برائے نارو میفرمودند کہ نیم چہارک گوشت بز کہ خالی از پیہ و سرخ باشد و دو رتی را سیماب در آن آمیختہ گولیہا ساختہ یکے بعد از دیگرے فرو برند باین طور کہ بدندان نچسپد کہ دندان را سیماب مضر است ہم چنین سہ روز کنند و برائے روشنی چشم میفرمودند کہ یک صد گل چنبہ و یکصد گل کنجد و یکصد فلفل کہ بسپیدی مائل باشد و یکتولہ پھلہ پھٹکو بیک نیم یا آب لیمون کھرل کنند تا کہ لائق حبوب بستن گردد حبوب بندند بقدر فلفل ثلث یک حب قبل از نیم روز باب در صدف سائیدہ بمیل در چشم افگنند اما بر روئے آب بعد از دو ساعت اندازند و ہم از آنحضرت برائے روشنی چشم میفرمودند کہ چون در چشم سرمہ افگند بگوید

لا الٰه الا الله نور العینین محمد رسول الله سید الکونین

وبرمیل دم کردہ درچشم افگند وبرائے چشم خود ہر شب سرمہ ومغز تشمیرج برابر سائیدہ نزدآنحضرت میبود کہ بچشم مے فگندند وبرائے اندک جراحت بول کردن برآن وبعدازان خاک شور بران افگندن میفرمودند وبرائے زیادہ ازان پارچہ بقتہ آلودہ کردہ چسپانیدن میفرمودند وبرائے زیادہ ازان مے فرمودند کہ فلفل گرد درروغن سرشف جوشانیدہ سوختہ سائیدہ درہمان روغن برآں جراحت طلا کنند کہ مگس ہم نے نشیند و بجلدی بہ شود وبرائے زیادہ ازان قند سفید وسندور مساوی الوزن آمیختہ باروغن سرشف طلا کردن میفرمودند وبرائے دھدہ میفرمودند کہ درمسجد رفتہ باستانہ نشستہ خاک آن دھدہ مس کند وبخواند خدائے مابزرگ ست توبزرگ مشو پیغمبران خدااز جہان سفر کردہ اند تونیز بروو خاک راما لدسہ باراین چنین کند وہم میفرمودند کہ برہر دردودل آیہ ام ابر موا امرا فانا مبرمون ہفت باردم کند وسورہ لقمان سہ بار برائے دردشکم دم کردن میفرمودند وبرائے گم شدہ میفرمودند کہ بخواند شعر:

اے بار خدائے باامانت	پاکیزہ خدائے بے خیانت
من غائب خود بتو سپردم	توباز رسان بمن سلامت

اصبحت فی امان اللّٰہو امسیت فی جوار اللّٰہ

ونیز میفرمودند شعر:

حق تعالیٰ کہ مالک الملک است	لیس فی الملک غیرہ مالک
برساند بید گر مارا	انه قادر علیٰ ذالک

اصبحت فی امان اللّٰہو امسیت فی جوار الله

روزے کسے شخص صحت راکہ مزدوری اندرون در لنگرے کرد میخواند بار بار آنحضرت آن شخص رابطریق تفہیم فرمودند کہ صحت رامیخوانی کہ در گوش او بسخنے بگوئی تو بگوائے صحت فلاں کاربکن یعنی نان بیاریامانند آن کسے دیگر کار۔

وہم منقولست کہ روزے آنحضرت در بازار ملتان بکسے شخص کہ از مریدان حضرت قبلۂ عالم مہاروی رضی اللہ عنہ ملاقی شدآن شخص گفت کہ نغز کہااندا گر کسے شخص خادم شماباشد بجناب حضرت قبلہء عالم مہاروی رساندآنحضرت فرمودند بدہ ولنگی مبارک خود برسر خود بستند واز وآوند نغزک گرفتہ برسر نہادند وروانہ بطرف آنحضرت شدند ودرراہ بکسے خربان ملاقی شدندآن خربان آوند نغز کہابر پشت خرنہادہ وہم چنان منزل بمنزل رفتہ بخدمت حضرت قبلہء عالم مہاوری رضی اللہ عنہ رسانیدندوزیارت وصحبت حاصل نمودند حاصل این قصہ آنکہ از خودی وخود بینی آنحضرت بیرون بودند ومحبت پیران دردل آنحضرت غالب بود چنانچہ حضرت خواجہ حافظ علیہ الرحمتہ فرمودند شعر:

دلق حافظ بچہ ارزد بمیش رنگین کن　　　وانگہش مست وخراب از سر بازار بیار

این فقیر کاتب الحروف روزے بحضور قبلہ در خیر پور در زمستان سخت نشستہ بودم کہ آنحضرت از سبب کمال محبت ودوستی بحضرت زبدۃ العارفین الکاملین حضرت خواجہ سلیمان رضی اللہ عنہ این فقیر رافرمودند کہ تو بروو گل محمد کہ پسر راشدآنحضرت بودشرح چغمینی وبیست بابی وفلان فلان کتاب تعلیم کن فقیر درہموں وقت از سبب بے سامانی ونامستعد بودن متحیر شدم کہ این چنیں تکلیف مالا یطاق چگونہ از آنحضرت بظہور آمد فرمودند کہ خیر ماازسبب خیالے گفتہ بودیم بسبب ہموں گفتہ آنحضرت اتفاق روانگی فقیر بصحابت خان صاحب عبدالواحد خان رحمہ اللہ کہ مردے شاغل باخدا بود در ایام

رفتن شجاع الملک با انگریزان بطرف کابل بحضرت خواجہ صاحب حاصل گردید وزیارت وصحبت آنحضرت میسر گردید وبرڈیرہ صاجزادہ از خلق آزادہ گل محمد اتفاق سکونت افتاد ازان روز بسیار از آنحضرت کرم بسیار برین فقیر بود صاجزادہ صاحب بسیار مہربانی فرمودند ومصلی کلان فقیر را بخشیدہ بودند ونیز شبے بزیارت آنحضرت خواجہ صاحب تونسوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ در تجر شمالی حصرت قبلہ خواجہ حافظ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ درمنام مشرف شدم ومرا آنحضرت باقیماندہ از مشروب خود داد مرادرہمون خواب وقت خوش شد باز چون تفحص کردم خود ہمون صورت حضرت قبلہ من بود رضی اللہ عنہ پس معلوم شد کہ ہمہ اہل اللہ یکے اند بحسب الحقیقۃ اگرچہ درصورت جدا جدا اند کہ بحضرت قبلہ من صادق ے آید من اراد ان ینظر الی میت یمشی علی وجہ الارض فلینظر الی ابن ابی قحافۃ وبرحضرت خواجہ صاحب صادق ے آید ان الشیطن یفر من ظل عمر پس ہمہ اصحاب بلکہ ہمہ پیغمبران یک نوراندو السلام علی من اتبع الھدیٰ.

وہم منقولست کہ روزے کسے گوئندہ بحضور حضرت قبلہ من میگفت شعر:

وے گزشت از نظرم چشم سیاھی عجبے　　اونگاہے عجبے کرد من آہے عجبے

وآنحضرت درحالت ووقت خوش بودند ناگاہ مولوی صاحب مولوی عبدالحکیم رحمتہ اللہ علیہ کہ از خویشان آنحضرت بودند وہر جمعہ وہر سہ شنبہ بزیارت حضرت قبلہ ام ے آمدند فرمودند کہ چہ بود آنحضرت جواب فرمود کہ مرا حضرت قبلۂ عالم مہاران والارضی اللہ عنہ درنظرے آمدند کاتب الحروف میگوید کہ ازین معلوم شد کہ اہل اللہ مقصود درشنیدن اسباب حسن از چشم وخدوخط وخال ولب وزلف وغیرہا حسن ظاہری وباطنی

پیرو اخلاق حمیدہ اش و جمال باکمال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و پیغمبران میباشد کہ مظاہر جمال وجلال الٰہی اند نہ آنچہ ظاہر پرستان راہمت از اسباب شہوت پرستے بلکہ اہل زمانہ رانفس خود نیز درمیان نمے باشد پس کجا شہوت نفس درمیان آید وہم منقول است کہ چون آنحضرت راتوجہ باسباب دنیاوی از ابتدا نبود وبداد خدا تعالیٰ راضی بودند ووالد ایشان نیز قرض برسر ایشان گذاشتہ بود وآنچہ موجود میشد بوام خواہان والد خود میدادند وبخانہ ایشاں میرسانیدند ہر کس رابرایشان شفقت ومرحمت ۔۔۔ آمد چنانچہ خود میفرمودند کہ روز یکہ نکاح ایشان بود والد ایشان بخواب کسے شاگرد خود رافرمودہ کہ برائے فرزند من چیزے نمے دہی آن شاگرد چیزے دادیکروپیہ یا زیادہ کہ بآن اسباب شادی تیار شد کسے دوستدار حضرت ایشان راگفت کہ فلان شخص عامل قصیدہ بردہ است کسے راکہ رخصت قصیدہ میدہد اور ایک روپیہ روزینہ فتوح میشود شماراہم عسرتِ معیشت وتنگی رزق است باید کہ ازان شخص رخصت قصیدہ بگیرید تارزق فراخ میشود آنحضرت آن شخص رافرمود کہ من رخصت قصیدۂ مذکور خواہم گرفت اما برائے این مقصود کہ من بارادہ پیرے کامل مشرف شوم پس فرمودند کہ من رخصت قصیدہ شریفہ گرفتم بآن نیت پس چون حسب الرخصۃ خواندن شروع کردم حضرت خواجہء خواجگان خواجہ حافظ محمد جمال رضی اللہ عنہ درمسجد این فقیر آمدن گرفتند ومقصود حاصل شد وبیعت آنحضرت بحضرت قبلہ خود رضی اللہ عنہما درروضۂ غوث الخلائق حضرت بہاؤ الدین ملتانی رضی اللہ عنہ مواجہہ مرقد مبارک ایشانست وہم باید دانست کہ چونکہ حضرت قبلہ مرا رضی اللہ عنہ نصیب وافر وحظ متکاثر ازمقسوم الٰہی بود اگرچہ بیعت ایشان بحضرت قبلہ خود بود اما صحبت بسیار بہ پیر پیر خود حضرت قبلہء عالم رضی اللہ عنہ وحظ وافر از ایشان نیز بود کہ

درسلسلۂ ارادت چندانکہ وسایط پیشتر فیض وافرتر چنانچہ معلوم ومشہور خاص وعام است
کہ آنچہ فیوض علم برآنحضرت بود احدے درین باب مساہم آنحضرت نبود یــمشــی
علی وجه الارض واخلاق محمدی بالکمال والتمام درآنحضرت یافتہ مے شد شعر:

كَانَتْ بِقَلْبِي اَهْوَا ءُ مُفَرَّقَة

فَاسْتَجْمَعَت اِذ رَاَتکَ الْعَیْنُ اَهْوَآءِیْ

تا بغایت دل ما مائل خوباں می بود

در بروئے ہمہ بستم چو برویت دیدم

بسیار خوباں دیدہ ام اما تو چیز دیگری

وَالسَّلامُ عَلیٰ مَنِ اتَّبَعَ الْهُدیٰ

تمام شد ملفوظ حضرت مولانا محبّ المساکین مولوی خدابخش ملتانی رضی اللہ
عنہ المسمیٰ بہ ''سر دلبراں''۔